# مقدمہ

تمام آئمہ معصومینؑ اور خصوصاً حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی واپسی ایک ایسا موضوع ہے جس پر اب تک بہت کچھ لکھا اور کہا جاچکا ہے لیکن پھر بھی یہ موضوع تشنہ ہے۔ اکثر شیعہ علماء کا اس پر ایمان ہے۔ البتہ بعض علماء نے اپنی کتب میں امام زمانہؑ کے علاوہ دوسرے آئمہ اطہارؑ کی واپسی کے بارے میں شک وشبہ کا اظہار کیا ہے۔ لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ نہ صرف امامیہ بلکہ تمام اہل اسلام حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی واپسی کے معتقد ہیں۔

پیش نظر کتاب ''امام زمانہؑ کی واپسی اور جدید خطاب'' کا زیادہ تر مواد علامہ محمد باقر مجلسیؒ کی کتاب بحار الانوار سے لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں امامؑ کا جدید خطاب اور شیخ مفید کے نام ایک خط شامل ہے۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں 50 سے زیادہ شیعہ علماء کا نام لیا ہے جن کا آئمہؑ کی واپسی پر ایمان ہے اور ان علماء نے اپنی کتب میں اس بارے روایات بھی ذکر کی ہیں جن میں سے معروف علماء کے نام گرامی درج ذیل ہیں:

ثقۃ الاسلام کلینی رازی (متوفی ۳۲۸ ھجری) شیخ صدوق (متوفی ۳۸۱ ھجری)

شریف مرتضیٰ علم الھدیٰ (متوفی ۴۳۶ ھجری) شیخ مفید (متوفی ۴۱۳ ھجری)

شیخ الطائفہ طوسی (متوفی ۴۶۰ ھجری) سید ابن طاؤس (متوفی ۶۶۸ ھجری)

شیخ مفیدؒ نے کتاب شرح عقائد السروق یا تصحیح الاعتقاد (جس کا مقدمہ مرحوم سید

ہبۃ الدین شہرستانی نے تحریر کیا اور تصحیح و تالیف الحاج میرزا عباس قلی واعظ چرندابی کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچی اور پھر یہ کتاب تبریز سے چھپوائی گئی) میں واپسی کے باب میں امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث نقل کی ہے اور اسی طرح شیخ حر عاملی نے کتاب **الایقاظ من الھجۃ فی البرھان علی الرجعۃ** میں واپسی کو شیعہ نقطہ نگاہ سے قطعی اور مسلمہ امر کے طور پر رقم کیا ہے۔ ان کے بقول اکثر علماء نے اس امر کے اٹل ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں کہ ان مصنفین کی تعداد کافی زیادہ ہے جنہوں نے مختلف کتب میں واپسی کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کتب کی تعداد **70** کے لگ بھگ ہے۔ یہ ساری کتب شیعہ نقطہ نظر سے آئمہؑ کی واپسی کا تذکرہ کرتی ہیں ۔ یہاں طوالت سے بچنے کیلئے ان کتب اور ان کے مولفین کے تذکرے سے گریز کیا جاتا ہے۔ اگرچہ پیش نظر کتاب حجم کے لحاظ سے نسبتاً چھوٹی ہے لیکن انشاء اللہ متعلقہ ہدف تک پہنچانے میں کافی مددگار ثابت ہو گی۔ خداوند تبارک و تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ مومنین و مومنات کو حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ذات والی صفات کی صحیح معنوں میں معرفت عطا فرمائے اور حضرتؑ کے ظہور میں تعجیل فرما کر ہم پر عظیم احسان فرمائے تا کہ اس امت کی مشکلات و مصائب کا خاتمہ ہو سکے۔

آمین

سید کفایت حسین پیراں شہری

تاریخ ۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ قمری

| | | |
|---|---|---|
| کتاب کا نام | ...... | امام زمانہ (ع) کی واپسی اور جدید خطاب |
| تالیف | ...... | سید کفایت حسین پیراں شہری |
| تعداد | ...... | ایک ہزار |
| ہدیہ | ...... | |
| کمپوزنگ | ...... | الجواد انٹرپرائزز، کمیٹی چوک، راولپنڈی<br>0333-5185706, 051-5950871 |
| ناشر | ...... | The Twelfth Apostle Publications |
| تاریخ اشاعت | ...... | ۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ ق |
| ملنے کا پتہ | | مکتبۃ الرضا 8-بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور |


## ہماری دیگر مطبوعات

| | |
|---|---|
| سپر برین آف اسلام | قیمت -/200 روپے |
| سورجوں کے چودہ سورج اور بنی ہاشم کا چاند | قیمت -/220 روپے |
| شمسِ ولائت | قیمت -/200 روپے |

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

# انتساب

پیشِ نظر کتاب ''امامِ زمانہ عج کی واپسی اور جدید خطاب'' ۱۷؍ربیع الاوّل ۱۴۲۵ ھ ق کی مبارک اور پُر برکت ساعتوں میں حضرت صاحب العصر والزمان عج کے اجدادِ کرام جنابِ ختمی مرتبتؐ اور آسمانِ امامت کے چھٹے تابندہ و درخشندہ خورشید حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے اور آپؑ کے وسیلے سے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت قائم آل محمدؐ کے ظہور میں تعجیل کیلئے دعا گو ہیں۔

# مقدمہ

تمام آئمہ معصومینؑ اور خصوصاً حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی واپسی ایک ایسا موضوع ہے جس پر اب تک بہت کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے لیکن پھر بھی یہ موضوع تشنہ ہے۔ اکثر شیعہ علماء کا اس پر ایمان ہے۔ البتہ بعض علماء نے اپنی کتب میں امام زمانہؑ کے علاوہ دوسرے آئمہ اطہارؑ کی واپسی کے بارے میں شک وشبہ کا اظہار کیا ہے۔ لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ نہ صرف امامیہ بلکہ تمام اہل اسلام حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی واپسی کے معتقد ہیں۔

پیش نظر کتاب ''امام زمانہؑ کی واپسی اور جدید خطاب'' کا زیادہ تر مواد علامہ محمد باقر مجلسیؒ کی کتاب بحار الانوار سے لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں امامؑ کا جدید خطاب اور شیخ مفید کے نام ایک خط شامل ہے۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں 50 سے زیادہ شیعہ علماء کا نام لیا ہے جن کا آئمہؑ کی واپسی پر ایمان ہے اور ان علماء نے اپنی کتب میں اس بارے روایات بھی ذکر کی ہیں جن میں سے معروف علماء کے نام گرامی درج ذیل ہیں:

ثقۃ الاسلام کلینی رازی (متوفی ۳۲۸ھجری) شیخ صدوق (متوفی ۳۸۱ھجری)

شریف مرتضیٰ علم الھدیٰ (متوفی ۴۳۶ھجری) شیخ مفید (متوفی ۴۱۳ھجری)

شیخ الطائفہ طوسی (متوفی ۴۶۰ھجری) سید ابن طاؤس (متوفی ۶۶۸ھجری)

شیخ مفیدؒ نے کتاب شرح عقائد السروق یا تصحیح الاعتقاد (جس کا مقدمہ مرحوم سید

ہبۃ الدین شہرستانی نے تحریر کیا اور تصحیح و تالیف الحاج میرزا عباس قلی واعظ چرندابی کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچی اور پھر یہ کتاب تبریز سے چھپوائی گئی ) میں واپسی کے باب میں امام جعفر صادق ؑ سے ایک حدیث نقل کی ہے اور اسی طرح شیخ حر عاملی نے کتاب **الایقاظ من الهجة فی البرهان علی الرجعة** میں واپسی کو شیعہ نقطہ نگاہ سے قطعی اور مسلمہ امر کے طور پر رقم کیا ہے۔ ان کے بقول اکثر علماء نے اس امر کے اٹل ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں کہ ان مصنفین کی تعداد کافی زیادہ ہے جنہوں نے مختلف کتب میں واپسی کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کتب کی تعداد **70** کے لگ بھگ ہے۔ یہ ساری کتب شیعہ نقطہ نظر سے آئمہ ؑ کی واپسی کا تذکرہ کرتی ہیں۔ یہاں طوالت سے بچنے کیلئے ان کتب اور ان کے مولفین کے تذکرے سے گریز کیا جاتا ہے۔ اگرچہ پیش نظر کتاب حجم کے لحاظ سے نسبتاً چھوٹی ہے لیکن انشاء اللہ متعلقہ ہدف تک پہنچانے میں کافی مددگار ثابت ہوگی۔ خداوند تبارک و تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ مومنین و مومنات کو حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ذات والی صفات کی صحیح معنوں میں معرفت عطا فرمائے اور حضرت ؑ کے ظہور میں تعجیل فرما کر ہم پر عظیم احسان فرمائے تا کہ اس امت کی مشکلات و مصائب کا خاتمہ ہو سکے۔

آمین

سید کفایت حسین پیراں شہری

تاریخ ۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ قمری

## کتاب کی وجہ تسمیہ / امام زمانہؑ کا جدید خطاب

قارئین کرام! جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، کتاب کا عنوان نہایت دلکش اور جاذب نظر ہے۔ آپ اس کتاب کے عنوان کو پڑھ کر شاید سوچیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ امام علیہ السلام کسی عام انسان سے مخاطب ہوں؟ لیکن یہ بھی تو سوچیں کہ امام رہنما ہے، نور ہے، روشنی ہے۔ تمام انبیاء و اوصیاء کا وارث ہے۔ کیا بھولا بھٹکا اور تھکا ماندہ مسافر جب اس دنیا کے مختلف ادیان و مذاہب کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہا ہو۔ اسے ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دے۔ ہر طرف لباسِ خضر میں راہزن گھوم رہے ہوں اور پھر یہ بھولا بھٹکا ہوا راہی اپنے خالق و مالک سے ہدایت کا طالب ہو تو کیا اسے ہدایت نہیں ملے گی؟ جیسا کہ سورۃ طٰہٰ کی آیات ۴۹ و ۵۰ میں ارشاد ہوا

''قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يَا مُوْسٰى O قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى O

فرعون نے پوچھا: اے موسیٰ! آخر تم دونوں کا رب کون ہے؟ موسیٰ نے کہا: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو خلق کیا اور پھر ہدایت کی۔ خداوند تعالیٰ اپنی حجت کے ذریعے ہدایت فرماتا ہے اور اسوقت حجت خدا حضرت صاحب الزمان امام مہدی علیہ السلام ہیں لہٰذا آپ ہی کے ذریعے ہدایت ملے گی۔ مولف اسلامی جمہوریہ ایران میں بعض ایسے افراد کی زیارت کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ جنہیں کسی نہ کسی حوالے سے امامؑ کی قربت کا شرف

حاصل ہوا ہے۔ حال ہی میں جب ایک پاکستانی زائر نے مشہد مقدس میں حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے سوال کیا کہ ہم تو آپ کو یاد کرتے ہیں تو کیا آپ بھی ہمیں یاد فرماتے ہیں؟ آپؑ نے جواب میں جو عبارت ارشاد فرمائی وہ یہ تھی۔

''اُوصِیُ بِعَدَدُ

آپکا یہ فرمان ہمارے لئے جدت کا حامل ہے لیکن غور فرمائیں تو محمد وآل محمدؐ کے تمام ارشادات کی تازگی اور چاشنی ازل سے باقی ہے اور ابدالآباد تک باقی رہے گی۔ ہمارا یہ ہم وطن عربی زبان سے نابلد ہونے کی بناء پر مجبور تھا کہ کسی عربی دان یا عالم دین سے رجوع کرتا، اسی بناء پر وہ ایک ایسے عالم دین کے پاس آیا جسے مولف ذاتی طور پر جانتا ہے۔ موصوف نے اس عالم دین سے عربی کے اس مختصر لیکن جامع جواب کے متعلق دریافت کیا توانہوں نے اس عبارت کا یوں ترجمہ کیا:-

مجھے ایک ایک (پیروکار اور ماننے والے) کے بارے وصیت کی گئی ہے۔

کیا یہ جملہ ہم سب کو بیدار کرنے کے لئے کافی نہیں؟ اگر چہ امامؑ نے یہ جواب کسی ایک شخص کو دیا لیکن درحقیقت آپ کی مخاطب ساری انسانیت ہے جسکے لئے آپکو امام و رہنما بنا کر بھیجا گیا ہے لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم ان کی آمد کے لئے کس قدر آمادہ ہیں؟ کیا امامؑ ہماری موجودہ کیفیت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہوں گے؟ کیا انہیں رنج نہیں ہوتا؟ روایات شاہد ہیں کہ امامؑ دنیا میں بپا ہونے والے موجودہ فتنہ وفساد سے نالاں ہیں اور بار بار خدا سے اپنے ظہور کی تمنا کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم میں سے ایک ایک کو حضرت کی آواز پر لبیک کہنے اور آپ پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لئے ہر لحہ تیار رہنا چاہئے۔ جب آپکے ظہور کا آوازہ بلند ہوگا تو جو لوگ اس وقت گھر سے باہر نکل پڑیں گے۔ انکا دوسرا قدم منیٰ میں ہوگا لیکن جس نے اس وقت تیاری شروع کی اور اس دوران سارا دن گزر گیا تو وہ آپکی نصرت کی سعادت سے محروم رہ جائے گا۔ اسلئے ہمیں ہر لحہ بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

مومنین کو خودسازی کے ساتھ ساتھ معاشرہ سازی کی طرف بھی توجہ دینا ہوگی تاکہ جونہی امامؑ تشریف لائیں ہم کسی حیل و حجت اور لیت ولعل کے بغیر حضرت کی قیادت میں حقیقی محمدیؐ اسلام کے دنیا پر غلبے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر کے سرخرو ہوسکیں۔ حضرت قائم آل محمدؑ کے حقیقی شیدائی ہی کے لئے تو اقبال یہ پیغام چھوڑ گئے ہیں۔

سبق پڑھ پھر عدالت کا، شجاعت کا، دیانت کا
لیا جائے گا کام تجھ سے دنیا کی امامت کا

قارئین کرام! ہمارا ایمان و یقین ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے حضرت امام صاحب الزمانؑ کو دنیا سے جہالت و تاریکی، فتنہ و فساد اور کفر و نفاق غرض یہ کہ ہر برائی کے خاتمہ کیلئے باقی رکھا ہوا ہے۔ جب تک آپؑ تشریف نہیں لاتے اس دنیا میں عدل و انصاف کا بول بالا نہیں ہوسکتا قرآن میں ارشاد ہوا۔

بَقِیَّةُ اللّٰهِ خَیْرُ الَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ ۝

یاد رہے کہ قرآن مجید میں آپکی شان میں ۹۴ آیات موجود ہیں اور معصومینؑ سے لاتعداد احادیث روایت ہوئی ہیں جن میں سے اس کتاب میں صرف ۱۴ کا ذکر آئے گا۔ انشاءاللہ۔

قارئین کرام! یہ تو امامؑ کی کرم نوازی، رہنمائی اور ان کا فیضان ہے جسکی وجہ سے ہم یعنی ان کے ماننے والے سکون سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جبکہ خداوند تبارک و تعالیٰ شیعیان حیدر کرارؑ اور اہلبیتؑ کے دشمنوں کو مختلف علاقوں میں نابودی کے گھاٹ اتار رہا ہے۔ جسکی حالیہ مثال صدام کی نابودی، طالبان کی بربادی اور اس کے بعد امریکہ کی تباہی ہے۔ جسکا آغاز عراقی مجاہدین کے ہاتھوں ہو چکا ہے۔ تمام دشمنانِ اہلبیتؑ کو اس سے درسِ عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔ حضرت امام محمد باقرؑ ارشاد فرماتے ہیں: جو کوئی ہمارے وسیلے کے بغیر خداوند تبارک وتعالیٰ تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ خداوند تبارک وتعالیٰ اسے تباہ و برباد کر دیتا

ہے۔ لیکن یہاں غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ آیا امامؑ کی غیبت کے اس پر آشوب دور میں ہم پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یا ہم تمام ذمہ داریوں سے مستثنیٰ ہیں۔ جبکہ یہ ارشاد واضح طور پر موجود ہے کہ

"تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے سوال کیا جائیگا، تم میں سے ہر ایک مکلف ہے اور اس سے اس کی شرعی، مذہبی اور اخلاقی ذمہ داریوں کے بارے پوچھا جائیگا"۔

قارئین کرام! الحمد للہ۔ ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پرچم تلے سانس لے رہے ہیں۔ آیا ہماری شرعی ذمہ داری نہیں بنتی کہ ہم اپنے اور اپنے اردگرد کے ماحول پر نظر رکھیں اور اسکی اصلاح کی کوشش کریں۔ جب امامؑ تشریف لائیں گے تو اگر انہوں نے سوال کیا کہ اپنی اصلاح کیوں نہیں کی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ کیوں انجام نہیں دیا تو ہم کیا جواب دیں گے؟ کیا ہمیں معلوم ہے کہ امامؑ قطعاً ہمارے درست ہو جانے کا انتظار نہیں فرمائیں گے۔ جس معاشرے نے ان کے ظہور تک اپنی اصلاح کر لی وہ بچ جائیگا ورنہ روایات شاہد ہیں کہ امامؑ ایسے شرعی احکامات رائج فرمائیں گے جو آپؑ سے پہلے کبھی رائج نہیں ہوئے ہوں گے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ امامؑ اس بیس سالہ لڑکے کو قتل کر ڈالیں گے جس نے شرعی احکامات نہیں سیکھے ہوں گے۔

قارئین کرام! یہ بات ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ آج ہمارے اسلامی ملک میں ثقافتی سرگرمیوں کے نام اور امریکہ کے ایماء پر جو کھیل کھیلا جا رہا ہے اور ہمارے ارباب اقتدار امریکہ کی شہ پر خواتین کو جو مادر پدر آزادی دینے پر تلے ہوئے ہیں کیا اسی کا نام اسلامی جمہوریہ ہے؟، کیا اسلامی جمہوریہ ایسی ہوتی ہے اور مسلمان اسی کو کہتے ہیں کہ جب وہ گھر میں ہو یا گھر سے باہر نکلے تو ہر وقت اس کے سامنے بے پردہ خواتین کے ہیولے ناچتے پھریں اور وہ بے بس نظر آئے۔ اگر بے حیائی اور عریانی کا نام تہذیب و تمدن ہے تو حیوانات

ہم سے زیادہ مہذب اور متمدن ہیں۔

قارئین کرام! آئمہ اطہارؑ کی احادیث، قرائن وشواہد اور مختلف دلائل یہ بتا رہے ہیں کہ اب انشاء اللہ کفر ونفاق زوال پذیر ہے اور انشاء اللہ امامؑ کا ظہور قریب ہے۔ ہماری دنیا تیزی سے تغیر وتبدل کی طرف گامزن اور مختلف انقلابات کی لپیٹ کا شکار ہے۔ شکست و ریخت کا سلسلہ جاری ہے، محیر العقول واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں ہم تو ان کے ماننے والے ہیں جنہوں نے احکاماتِ خداوندی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا تو کیا آج ہمارا فرض نہیں بنتا کہ ہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں اور معاشرے سے برائیوں کے خاتمے کی کوشش کر کے امام زمانہؑ کے ظہور کے لئے راہ ہموار کریں اور اسطرح ان کے قلب نازنین کو راضی وخوشنود کریں۔ آج ہمارے اسلامی ملک میں اغیار کی ثقافت کو رواج دے کر انہیں خوش کیا جا رہا ہے اور ہم آہستہ آہستہ اپنی اسلامی روایات و ثقافت کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے ٹیلی ویژن چینلز پیش پیش ہیں۔ ایسی صورت میں ہم خداوند تبارک وتعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ ہر قسم کی برائی سے چشم پوشی کی جارہی ہے جنہوں نے اپنے ذمہ دینی فرائض لئے تھے۔ دنیاوی مال واسباب کے پیچھے بھاگ رہے ہیں انہیں اسکی پرواہ نہیں کہ حقیقی محمدیؐ اسلام کی نابودی اور انسانوں کو اہل بیتؑ کی برکات سے محروم رکھنے کے لئے کیا کیا سازشیں ہورہی ہیں؟

آیئے سب ملکر اس صورتحال کو قابو کریں تا کہ خداوند تبارک وتعالیٰ اور امامؑ کے غیض وغضب کا نشانہ بننے سے بچ سکیں۔ قرآن وآئمہؑ کی تعلیمات کو مشعل راہ قرار دیں۔ اغیار کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی سازش کو نہ صرف بے نقاب کریں، بلکہ سب مل کر اسے نقش برآب کر دیں۔

میں اپنے آپ اور اپنے ہر مخاطب سے اسکا جواب چاہتا ہوں کہ ہمارے اس

اسلامی ملک میں عریانی وفحاشی کا سیلاب کیوں اُمڈ آیا ہے؟ آخر کیوں اردو کے ان پیج پروگرام سے حضرت محمدؐ پر صلوٰۃ سے لفظ "و آلہ "کو حذف کر دیا گیا ہے۔ جبکہ شاہکار میں یہ موجود تھا، کیا جناب رسولِ خداؐ کا یہ واضح ارشاد موجود نہیں کہ مجھ پر "دم کٹا درود" نہ بھیجو۔ کیا ہم نے اس پر کوئی احتجاج کیا ہے۔

آخر کیوں ہم یہود و نصاریٰ سے دوستی کی پینگیں بڑھا رہے رہیں؟ کیا قرآن کریم میں ارشاد نہیں ہوا کہ: "یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ"؟

دنیا ازل سے آلِ محمدؐ کی دشمن رہی ہے' اس دشمنی میں کیا کچھ روا نہیں رکھا گیا۔ جناب سیدہ کونین (س) اور ان کی آلؑ پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے گئے اور آخر کار خداوند تبارک و تعالیٰ نے ان میں سے آخری کو اپنے لطف و کرم سے غائب کر کے اس کی جان بچائی۔ مومنین اب خدارا خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ اپنے اجتماعی فرائض کا احساس کرتے ہوئے معاشرے سے برائیوں، خصوصاً بے حیائی و عریانی کی موجودہ لہر کا خاتمہ کریں، خواتین کو اسلامی پردے سے روشناس کرائیں، انہیں جناب زہراء (س) اور عقیلہ بنی ہاشمؑ کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کریں۔ چہاردہ معصومینؑ اور قرآن کریم کی نورانی تعلیمات کے ذریعے شیطانی طاقتوں کو شکستِ فاش دیں اور انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کریں۔ خصوصاً جہاں بھی ممکن ہو اغیار کی ثقافتی یلغار کا مقابلہ کریں۔ تب ہی ہم ان کے ماننے والے کہلا سکتے ہیں۔ امامؑ کے ظہور میں تعجیل کی دعا کی درخواست کے ساتھ۔

ادارہ

# حضرت صاحب الامرؑ کی خصوصیات

۱۔ آپؑ کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ صبح جمعہ کی سعد ترین ساعت میں ہوئی۔

۲۔ آپؑ کی والدہ ماجدہ نرجس خاتون قیصر روم کی پوتی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب عیسیٰ کے وصی جناب شمعون سے جاملتا ہے۔ اس اعتبار سے حضرت کی والدہ کا خاندان بھی بلند ترین عظمت کا مالک ہے۔

۳۔ آپؑ کی تربیت عالم قدس میں (آسمان پر) ہوئی۔

۴۔ آپؑ کی ولادت کو خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی ولادت کی مانند مخفی رکھا۔

۵۔ آپؑ ہی بقیۃ اللہ، خلف صالح، شرید، غریم، قائم، مھدی، منتظر، ماء معین (چشمہ جاری) اور غائب کہلاتے ہیں۔

۶۔ آپؑ ہی کے ذریعے خداوند تعالیٰ نے تمام دنیا میں حقیقی محمدی اسلام کو رائج کر کے کفر و نفاق کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ شرف کائنات میں صرف آپ کو حاصل ہوگا۔

۷۔ آپؑ ہی کی سلامتی کے لئے دعا کرنے اور صدقہ دینے کی تاکید ہے۔

۸۔ آپؑ ہی کے ظہور کے لئے آئمہؑ نے دعا فرمائی اور امام جعفر صادقؑ نے آپ کی یاد میں گریہ کیا اور آپ کو سردار کہہ کر مخاطب فرمایا۔ اسی طرح امام علی بن موسیٰ رضاؑ کے سامنے جب دعبل خزاعی نے اہلبیتؑ کی شان میں قصیدہ کہا اور جب آپؑ کے نام پر پہنچا تو امام رضاؑ سر پر ہاتھ رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور خداوند تعالیٰ سے آپؑ کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا فرمائی۔ اسی طرح دوسرے آئمہؑ نے آپ کے ظہور کے ذکر پر خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا اور تعجیل کی دعا کی۔

۹۔ آپؑ کے لئے ایک مخصوص مقام بیت الحمد نام کا ہے، جہاں کا چراغ روزِ ولادت سے روشن ہے اور روز ظہور تک روشن رہے گا۔

۱۰۔ آپؑ کو رسول اکرمؐ کا اسم گرامی اور کنیت دونوں کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یعنی ''ابوالقاسم محمد''

۱۱۔ دورِ غیبت میں آپؑ کو نام محمد سے یاد کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔

۱۲۔ آپؑ خاتم الاوصیاء ہیں۔

۱۳۔ آپؑ کو روز اول ہی سے غیبت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور آپ ملائکہ مقربین کی تحویل میں رہے ہیں۔

۱۴۔ آپؑ کو کفار و مشرکین و منافقین کے ساتھ معاشرت نہیں اختیار کرنا پڑی۔

۱۵۔ آپؑ کسی بھی ظالم حاکم کی رعایا میں نہیں رہے۔

۱۶۔ آپؑ کی پشت پر جناب رسول خداؐ کی مہر نبوت کی مانند مہر امامت ثبت ہے۔

۱۷۔ آپؑ کا ذکر کتب سماویہ میں القاب و خطابات کے ذریعے ہوا ہے اور نام نہیں لیا گیا

۱۸۔ آپؑ کے ظہور سے قبل امامت کے کئی جھوٹے مدعی نمودار ہوں گے۔

۱۹۔ آپؑ کے ظہور کے لئے بے شمار علامات بیان کی گئی ہیں۔

۲۰۔ آپؑ کے ظہور کا اعلان ندائے آسمانی کے ذریعے ہوگا۔

۲۱۔ آپؑ کے دور حکومت میں سن و سال کا اندازہ عام حالات سے مختلف ہوگا اور گویا فلک کی حرکت سست پڑ جائے گی۔

۲۲۔ آپؑ مصحف امیر المومنین کو لے کر ظہور فرمائیں گے۔

۳۲۔ آپؑ کے سر پر ابر سفید سایہ فگن رہے گا۔

۲۴۔ آپؑ کے لشکر میں ملائکہ اور جنات بھی شامل ہوں گے۔

۲۵۔ آپؑ کی صحت پر طول زمانہ اثر انداز نہیں ہوگا۔

۲۶۔ آپؑ کے دور میں حیوانوں اور انسانوں کے درمیان وحشت و نفرت کا دور ختم ہو جائے گا۔

۲۷۔ آپؑ کے دور میں زمین سارے خزانے اگل دے گی۔

۲۸۔ آپؑ کی رکاب میں بہت سے فوت شدہ افراد زندہ ہو کر شامل ہوں گے۔

۲۹۔ آپؑ کے دور میں زمینی پیداوار میں بے حد اضافہ ہوگا۔

۳۰۔ آپؑ کے انصار و اعوان کے اجسام مرض و بیماری سے مبراء ہوں گے۔

۳۱۔ آپؑ کے انصار میں سے ہر شخص کو چالیس افراد کے برابر قوت حاصل ہوگی اور انکے لئے آسمان سے تلواریں نازل ہوں گی۔

۳۲۔ آپؑ کے نور اقدس کے طفیل لوگ شمس و قمر سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

۳۳۔ آپؑ کے لئے ایک خاص بادل ہوگا جو آپؑ کو مختلف مقامات پر لے جایا کرے گا۔

۳۴۔ آپؑ ان مخصوص احکامات کو جاری فرمائیں گے جو اب تک رائج نہیں ہوئے ہوں گے مثلاً اگر کوئی سالہ نوجوان احکام دین سے بے خبر ہوگا تو اسے تہ تیغ کردیں گے

۳۵۔ آپؑ کے انصار و اصحاب کی جانور بھی اطاعت کریں گے۔

۳۶۔ آپؑ کوفہ میں حضرت موسیٰ کے پتھر سے پانی اور دودھ کی دو نہریں جاری فرمائیں گے۔

۳۷۔ آپؑ کی مدد کے لئے آسمان سے حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے اور آپؑ کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔

۳۸۔ آپؑ اس دجال ملعون کو قتل کریں گے جس سے ہر نبی نے اپنی امت کو ہوشیار رہنے کی تلقین کی ہے۔

۳۹۔ آپؑ کے علاوہ امیری المومنینؑ کے بعد کسی کے جنازے پر سات (۷) تکبیروں کا جواز نہ ہوگا۔

۴۰۔ آپؑ کی تسبیح ۱۸ تاریخ سے آخرِ ماہ تک ہے۔ یعنی تقریباً ۱۲ دن۔ جبکہ باقی معصومینؑ کی تسبیح بس ایک روز ہے یا دو روز۔

۴۱۔ آپؑ کی حکومت کا سلسلہ قیامت سے متصل ہوجائے گا۔ آپؑ ۷، ۱۹ یا ۴۹ سال حکومت کریں گے۔ اس کے بعد آپؑ کی شہادت واقع ہوگی اور آپؑ کی نماز جنازہ حضرت امام حسینؑ پڑھائیں گے۔ اس کے بعد دوسرے آئمہ کی حکومت کا دور آئے گا اور اس طرح یہ سلسلہ قیامت سے متصل ہوجائے گا۔ آپؑ کے عصر میں ہر ایک کی زبان پر جاری ہوگا۔ ''الحمد للہ رب العالمین''

# عصر غیبت کے بہترین اعمال

۱۔ جہاں تک ہوسکے دین اسلام کی خدمت کریں اور کوئی ایسا کام سرانجام نہ دیں جس سے امام زمانؑ کے قلب نازنین پر چوٹ لگے۔ موجودہ دور کے فتنہ اور فساد، گانے بجانے، غلط بیانی، افتراء پردازی، بے عملی، اسلامی احکامات کی توہین، بے دینی، تفرقہ بازی، ضمیر فروشی، محسن کشی اور غیبت وغیرہ سے اجتناب کرے۔

۲۔ الٰہی احکامات کی اتباع کرے اور صبح و شام تلاوت قرآن کے ذریعے شیطانی وسوسوں اور حیلوں کو دور بھگائیں۔ جہاں تک ہوسکے تلاوت قرآن کو معاشرے میں رائج کریں۔

۳۔ خصوصاً موجودہ دور میں کیبل نیٹ ورک، ٹی وی، وی سی آر اور انٹرنیٹ کے غیر شرعی استعمال سے بچیں اور اس حوالے سے اپنے زیر کفالت افراد کی بھی نگرانی کریں۔

۴۔ دعائے ندبہ اور دعائے فرج امام زمانہؑ کو زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں کیونکہ خود امامؑ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ میرے فرج کے لئے دعا کرو کیونکہ یہ تمہارا اپنا فرج ہے۔

۴۱۔ آپؑ کی حکومت کا سلسلہ قیامت سے متصل ہو جائے گا۔ آپؑ ۷، ۱۹ یا ۴۹ سال حکومت کریں گے۔ اس کے بعد آپؑ کی شہادت واقع ہوگی اور آپؑ کی نماز جنازہ حضرت امام حسینؑ پڑھائیں گے۔ اس کے بعد دوسرے آئمہ کی حکومت کا دور آئے گا اور اس طرح یہ سلسلہ قیامت سے متصل ہو جائے گا۔ آپؑ کے عصر میں ہر ایک کی زبان پر جاری ہوگا۔ ''الحمد للہ رب العالمین''

# عصر غیبت کے بہترین اعمال

۱۔ جہاں تک ہوسکے دین اسلام کی خدمت کریں اور کوئی ایسا کام سرانجام نہ دیں جس سے امام زمانؑ کے قلب نازنین پر چوٹ لگے۔ موجودہ دور کے فتنہ اور فساد، گانے بجانے، غلط بیانی، افتراء پردازی، بے عملی، اسلامی احکامات کی توہین، بے دینی، تفرقہ بازی، ضمیر فروشی، محسن کشی اور غیبت وغیرہ سے اجتناب کرے۔

۲۔ الٰہی احکامات کی اتباع کرے اور صبح و شام تلاوت قرآن کے ذریعے شیطانی وسوسوں اور حیلوں کو دور بھگائیں۔ جہاں تک ہوسکے تلاوت قرآن کو معاشرے میں رائج کریں۔

۳۔ خصوصاً موجودہ دور میں کیبل نیٹ ورک، ٹی وی، وی سی آر اور انٹرنیٹ کے غیر شرعی استعمال سے بچیں اور اس حوالے سے اپنے زیر کفالت افراد کی بھی نگرانی کریں۔

۴۔ دعائے ندبہ اور دعائے فرج امام زمانہؑ کو زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں کیونکہ خود امامؑ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ میرے فرج کے لئے دعا کرو کیونکہ یہ تمہارا اپنا فرج ہے۔

# امام زمانہؑ کی غیبت

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام عصرؑ کی غیبت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک غیبت صغریٰ جس کا سلسلہ ۲۶۰ھ سے شروع ہو کر ۳۲۹ھ پر ختم ہوگیا ہے جس کے دوران مختلف نواب امامؑ کی طرف سے قوم کی رہنمائی کے لئے رابطہ کا کام کرتے رہے۔ انہی کے ذریعے سوالات و جوابات کا سلسلہ قائم تھا، جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ جناب عثمان بن سعید ۲۔ جناب محمد بن عثمان

۳۔ جناب حسین بن روح ۴۔ جناب علی بن محمد سمری

اس کے بعد غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوا اور نیابتِ خاص کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا تو نیابت عام کا سلسلہ شروع ہوا اور اعلان ہوگیا کہ اس دورِ غیبت کبریٰ میں مخصوص صفات کے افراد مرجع مسلمین ہوں گے اور انہیں کے ذریعے ہدایت امت کا کام انجام پائے گا۔ امت اور اسلام کی حفاظت ان کے ذمہ ہوگی اور ان کی ہدایت و حفاظت ہماری ذمہ داری ہوگی۔

امامؑ کی صیانت و حفاظت کے شواہد میں وہ خطوط بھی شامل ہیں جو دورِ غیبت کبریٰ میں امامؑ کی وارد ہوتے رہے ہیں جن میں آپ نے قوم کی حفاظت اور ذمہ داران قوم کی ہدایت کا تذکرہ فرما کر امت اسلامیہ کو مطمئن کر دیا ہے کہ ہم پردہ غیبت میں ہیں، دنیا سے رخصت نہیں ہوئے۔ ہماری غیبت کا مفہوم تمہاری طرف سے ہے، ہماری طرف سے نہیں۔ ہم تمہاری نگاہوں سے غائب ہیں اور تم ہماری زیارت نہیں کر سکتے ہو لیکن تم ہماری نگاہ سے غائب نہیں ہو۔ ہم تمہیں برابر دیکھ رہے ہیں اور تمہارے حالات و کیفیات کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہم تمہارے حالات سے غافل ہو جائیں تو تمہارا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے اور اسی طرح ہم امام روز قیامت بھی تمہارے اعمال کے شاہد ہوں گے۔

# حضرت صاحب الامرؑ کا خط شیخ مفیدؒ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر سعید اور محب رشید ! شیخ مفید ابی عبداللہ محمد بن محمد بن نعمان (خدا ان کے اعزاں کو باقی رکھے) کے لئے مرکز عہد الٰہی امام کی جانب سے

اے میرے مخلص دوست اور یقین کی بناء پر مجھ سے خصوصیت رکھنے والے محب! تم پر میرا اسلام۔ ہم خدائے وحدہ لاشریک کی حمد کرتے ہیں اور رسول اکرمؐ اور ان کی آلِ طاہرین پر صلوات وسلام کی التماس کرتے ہیں۔ خدا نصرتِ حق کے لئے آپ کی توفیقات کو برقرار رکھے اور ہماری طرف سے صداقت بیانی کے لئے آپ کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ یاد رکھیے کہ ہمیں قدرت کی طرف سے اجازت ملی ہے کہ ہم آپ کو مراسلت کا شرف عطا فرمائیں اور اپنے دوستوں کے نام آپ کے ذریعے پیغام پہنچائیں۔ خدا ان سب کو اپنی اطاعت کی عزت عطا فرمائے اور اپنی حفاظت وحراست میں رکھے۔ خدا بے دینوں کے مقابلہ میں آپ کی تائید کرے۔ آپ میرے بیان پر قائم رہیں اور جس جس پر آپ کو اعتبار و اعتماد ہو، اس تک یہ پیغام پہنچادیں کہ ہم اس وقت ظالمین کے علاقہ سے دور ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہمارے اور ہمارے شیعوں کے حق میں یہی ہے کہ ایسے ہی دور دراز علاقہ میں رہیں، جب تک دنیا کی حکومت فاسقوں کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں تمہاری مکمل اطلاع رہتی ہے اور کوئی خبر پوشیدہ نہیں رہتی۔ ہم اس ذلت سے بھی باخبر ہیں جس میں تم لوگ اس لئے مبتلا ہوگئے ہو کہ تم میں سے بہت سے لوگوں نے صالح بزرگوں کا طریقہ ترک کردیا اور

عظمت الٰہی کو یکسر نظر انداز کر دیا جیسے وہ اس عہدؑ سے باخبر ہی نہ ہوں۔ ہم تمہاری نگرانی کے ترک کر دینے والے اور تمہاری یاد کو بھلانے والے نہیں۔ ہم تمہیں یاد نہ رکھتے تو تم پر بلائیں نازل ہو جاتیں اور دشمن تمہیں جلا کر خاکستر کر دیتے۔ خدا سے ڈرو اور فتنوں سے بچانے میں ہماری مدد کرو۔ فتنے قریب آ گئے ہیں اور ہلاکتوں کو شدید اندیشہ ہے۔ یہ فتنے ہماری قربت کی علامت ہیں۔ خدا اپنے نور کو بہر حال مکمل کرنے والا ہے۔ چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔ تکیہ کو حفاظت کا ذریعہ قرار دو اور اموی گروہ کی جہالت کی آگ سے دور رہو۔ جو اس جہالت سے دور رہے گا، ہم اس کی نجات کے ضامن ہیں۔ اس سال جمادی الاول کا مہینہ آ جائے تو حوادث سے عبرت حاصل کرو اور خواب سے بیدار ہو جاؤ اور بعد میں آنے والے واقعات کے لئے ہوشیار ہو جاؤ۔ عنقریب آسمان میں نمایاں نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ سرزمین شرق پر قلق و اضطراب ظاہر ہوگا۔ عراق پر ایسے گروہوں کا قبضہ ہوگا جو دین سے خارج ہوں گے اور ان کی بداعمالیوں سے روزی کم ہو جائے گی۔ اس کے بعد طاغوت کی ہلاکت سے مصیبت دفع ہوگی اور صاحبان تقویٰ و نیک افراد خوش ہوں گے۔ حج کا ارادہ کرنے والوں کی مرادیں پوری ہوں گی اور ہم ایک مرتب و منظم طریقہ سے ان کی آسانی کا سامان فراہم کریں گے۔ اب ہر شخص کا فرض ہے کہ ایسے اعمال انجام دے جو اسے ہماری محبت سے قریب تر کر دے اور ایسے امور سے اجتناب کرے جو ہمیں ناپسند اور ہماری ناراضگی کا باعث بنتے ہیں۔ ہمارا ظہور اچانک ہوگا۔ اس وقت توبہ کا کوئی امکان نہیں رہے گا اور ندامت سے کوئی فائدہ ہوگا۔ خدا تمہیں ہدایت کا الہام کرے اور اپنی توفیق خاص عنایت فرمائے۔

اگرچہ یہ خط شیخ مفیدؒ کی وفات سے تین سال قبل صفر ۴۱۰ھ کا ہے۔ لیکن اس کی تازگی اور چاشنی ہمیشہ سے برقرار ہے اور اس کا ایک ایک جملہ ابدی حیثیت رکھتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

# معصومینؑ کی احادیث کی روشنی میں

# حضرت صاحب الزمان (ع) کے ظہور کی روشن علامات

## پہلی حدیث

شیخ محمد بن ابراہیم نعمانی جن کا شمار بلند پایہ محدثین میں ہوتا ہے ابو خالد کابلی[1] سے معتبر سند کے ساتھ کتاب غیبت میں امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

كَاَنِّى بِقَوْمٍ قَدْ خَرَجُوا بِالْمَشْرِقِ يَطْلُبُوْنَ الْحَقَّ فَلَا يُعْطُوْنَهُ ثُمَّ يَطْلُبُوْنَهُ فَاِذَا رَاَوْ ذَالِكَ وَضَعُوْ سُيُوْفَهُمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ فَيُعْطُوْنَ مَا سَئَلُوْ فَلَا يَقْبَلُوْنَهُ حَتّٰى يَقُوْمُوا وَلَا يَدْفَعُوْ نَهَا اِلَّا اِلٰى صَاحِبِكُمْ قَتْلَاهُمْ شُهَدَآءَ

یعنی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک گروہ مشرق سے ظاہر ہوگا۔ وہ لوگوں سے دینِ حق کا مطالبہ کریگا اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیگا۔ پس اس گروہ سے وہ قبول نہیں کیا جائیگا پھر دوبارہ مطالبہ کریگا پھر بھی ان کی بات تسلیم نہیں کی جائیگی۔ جب وہ یہ منظر دیکھیں گے تو تلواریں اپنے مونڈھے پر رکھ کر جہاد شروع کر دیں گے۔ اس طرح لوگ دینِ حق کو قبول کرلیں گے وہ اسی پر اکتفاء نہیں کریں گے بلکہ ان میں سے ایک شخص بادشاہ بن جائیگا اور ایک طویل عرصہ تک حکومت کریگا یہانتک کہ اسکی حکومت حضرت صاحب الزمانؑ کی حکومت سے متصل ہو جائیگی۔ جو کوئی ان کی ہمراہی میں جنگ کرتا ہوا مارا جائے، اسے شہداء کا درجہ ملے گا۔

## دوسری حدیث

پھر شیخ نعمانیؒ ہی کی ایک اور روایت کو امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہوئے یہاں درج کرتے ہیں آپؑ نے ارشاد فرمایا: ایک دفعہ کا ذکر ہے، امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب آپؑ کے بعد قائم آل محمدؑ کے ظہور تک وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا تذکرہ فرما رہے تھے تو امام حسینؑ نے سوال کیا: یا امیر المومنینؑ! خداوند متعال کب اس زمین کو ظالموں سے پاک کریگا؟ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا! خداوند متعال اس وقت تک اس زمین کو پاک نہیں کریگا جب تک اس میں بہت زیادہ خون نہ بہہ جائے۔ اس کے بعد آپؑ نے ایک طولانی گفتگو فرمائی۔ جسے مختصر طور پر یہاں رقم کیا جاتا ہے:۔

اِذَا قَامَ الْقَائِمُ بِخُرَاسَانِ وَ غَلَبَ عَلیٰ اَرْضِ کُوفَانَ وَ الْمُلْتَان وَ جَازَ جَزِیْرَۃَ بَنِی کَاوَان وَ قَامَ مِنَّ قَائِمٌ بِجِیْلَان وَ اَجَابَتْهُ الْاَبُرُ الدَّیْلَمُ وَظَهَارَتْ لِوَلَدِی رَایَاتُ التُّرْکِ مُتَفَرِّقَاتٍ فِی

الاَقْطَارِ وَ الْحُرُمَاتِ، وَكَانُو بَيْنَ هُنَاتٍ و هُنَاتٍ اِذَا حُرِبَتِ الْبَصْرَةُ وَقَامَ اَمِيرُ الاِمْرَةِ فَحَكَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِكَايَةً طَوِيْلَةً، ثُمَّ قَالَ: اِذَا جُهِّزَتِ الْاُلُوفُ، وَصُفَّتِ الصُّفُوفُ، وَقَتَلَ الْكَبْشُ الْخَرُوفَ، هُنَاكَ يَقُومُ الاٰخِرُ، وَيَثُورُ الثَّآئِرُ، وَيُهْلَكُ الْكَافِرُ، ثُمَّ يَقُومُ الْقَآئِمُ الْمَامُولُ، وَالْاِمَامُ الْمَجْهُولُ لَهُ الشَّرَفُ وَالْفَضْلُ، وَهُوَ مِنْ وُلْدِكَ يَاحُسَيْنُ! لَا اَيْنَ مِثْلُهُ يَظْهَرُ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ فِى ذَرٍّ يَسِيْرٍ يَظْهَرُ عَلَى الثَّقَلَيْنِ، وَلَا يَتْرُكُ فِى الْاَرْضِ الاَدْنَيْنَ، طُوبىٰ لِمَنْ اَدْرَكَ زَمَانَهُ وَلَحِقَ اَوَانَهُ وَشَهِدَ اَيَّامَهُ.

یعنی جب خراسان سے ایک بادشاہ خروج کریگا اور کوفہ و ملتان پر تسلط جمائے گا۔ وہ بنی کاوان کے جزیرے سے ہوتا ہوا بصرہ تک جا پہنچے گا اور اسی طرح ہمارے ماننے والے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ گیلان سے خروج کریگا۔ لوگ اسکی حکومت کو تسلیم کریں گے اور استر آباد[۳] و دیلم جو قزوین اور اس کے اردگرد کے علاقہ کو کہا جاتا ہے، کے لوگ اس کی مدد کریں گے اور میرے بیٹے کی مدد کیلئے ترکوں کے عَلَم نمودار ہوں گے اور اطراف و اکناف عالم میں پھیل جائیں گے۔ یہ لوگ عظیم جنگوں اور فتنوں کا سامنا کریں گے یہاں تک کہ بصرہ میں انکی لڑائی ہوگی اس وقت ایک زبردست بادشاہ کی حکومت قائم ہوگی۔

اس طرح آپؑ نے ایک طویل گفتگو فرمائی جسے راوی نے حذف کر دیا اس کے بعد فرمایا کہ اس زمانے میں کئی ہزاروں پر مشتمل ایک لشکر تیار ہوگا اور یہ لشکر اپنی صفیں درست کریگا اور قوچ نامی شخص اپنے بیٹے کو قتل کریگا۔ اسی دوران ایک اور بادشاہ نمودار ہوگا۔ جو اس قتل کا بدلہ لے گا اور کفار کو ہلاک کریگا اور اسکے بعد ایک زمانہ گذرنے کے بعد قائم آل محمدؑ

کہ دنیا جن کے انتظار میں ہوگی ظہور فرمائیں گے اور اے حسینؑ! یہ تیری نسل سے ہوگا جسکی لوگ قدر نہ کریں گے اور اس کی فضیلت اور شرافت کا اندازہ نہ کرسکیں گے۔ یہ ایسی شان و شوکت کا مالک ہوگا جو اپنی مثال آپ ہوگی۔ یہ امامؑ خانہ کعبہ کے مقام و رکن کے درمیان ایک مختصر گروہ کے ساتھ ظہور کریگا اور جن و انس پر غالب آئیگا۔ یہ کافروں اور ظالموں کو زمین سے مٹا دیگا وہ شخص خوش قسمت ہوگا جو اس کے زمانے کو پالے اور اس کی خدمت میں شرفیاب ہو۔ یہاں آپؐ نے خراسان سے خروج کرنے والے یعنی چنگیز خان و ہلاکو خان کیطرف اشارہ کیا ہے۔ اور گیلان سے خروج کرنے والے شاہ اسمٰعیلؒ کیطرف اشارہ کیا اور انہیں اپنے بیٹے کے طور پر یاد کیا آپؐ کا قوچ کے قتل کیطرف اشارہ میرزا نور اللہ صفیؒ کے قتل کیطرف ہے اور دوسرا بادشاہ جس نے ان کا بدلہ لیا۔ وہ شاہ صفی الاوّل ہے۔ اگرچہ آپ کی اس حدیث کو نہایت مختصر کیا گیا ہے لیکن بہرحال اس میں حضرت صاحب الزمانؑ کے ظہور کیطرف اشارہ موجود ہے۔

## تیسری حدیث

شیخ محمد بن مسعود عیاشیؒ جو مشہور و معروف محدث ہیں۔ اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ ابی لبید مخزومی نے ان سے بیان کیا کہ حضرت امام باقرؑ نے بنی عباس کے مظالم کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:

یَا اَبَا لُبَیْدٍ! اِنَّ فِیْ حُرُوْفِ الْقُرْآنِ الْمُقَطَّعَةِ لَعِلْمٌ جَمًّا، اِنَّ اللّٰه تَعَالٰی اَنْزَلَ الٓمٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ فَقَامَ مُحَمَّدٌ حَتّٰی ظَهَرَ نُوْرُهٗ وَثَبَتَتْ کَلِمَتُهٗ، وَوُلِدَ وَقَدْ مَضٰی مِنَ الْاَلْفِ السَّابِعِ مِئَةُ سَنَةٍ وَثَلٰثُ سِنِیْنَ، ثُمَّ قَالَ: وَتِبْیَانُهٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ فِی الْحُرُوْفِ الْمُقَطَّعَةِ اِذَا

عَدَدُتهَا مِنْ غَيْرِ تَكْرَارٍ. وَلَيْسَ مِنْ حُرُوْفِ مُقَطَّعَةٍ حَرْفٌ يَنْقَضِى، اِلَّا وَقِيَامُ قَائِمٍ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ عِنْدَ انْقِضَائِه، ثُمَّ قَالَ: اَلْاَلِفُ وَاللَّامُ ثَلٰثُوْنَ، وَالْمِيْمُ اَرْبَعُوْنَ، وَالصَّادُ تِسْعُوْنَ، فَذٰلِكَ مِئَةٌ وَاِحْدٰى وَتِسْعُوْنَ، ثُمَّ كَانَ بَدْؤُخُرُوْجِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ الم الله، فَلَمَّا بَلَغَتْ مُدَّتُهُ، قَامَ قَائِمُ وُلْدِ الْعَبَّاسِ عِنْدَ المص، وَيَقُوْمُ قَائِمُنَا عِنْدَ انْقِضَآئِهَا بِالر، فَافْهَمْ ذٰلِكَ، وَعِهٖ وَاكْتُمْهُ.

یعنی بتحقیق حروف مقطعات میں جو قرآنی سورتوں کے شروع میں آئے ہیں بہت بڑا علم پوشیدہ ہے۔ بتحقیق اللہ تعالیٰ نے الم ذلک الکتاب کو نازل کیا تو رسولؐ نے اس کے بعد دعویٰ پیغمبری کیا۔ اس وقت آپؐ کا حقیقی نور ظاہر ہوا اور اسلام کا حقیقی کلمہ مستحکم و استوار ہوا جب آپؐ کی ولادت ہوئی تو آدمؑ کی خلقت کو ایک ہزار سات سو تین سال کا عرصہ گذر چکا تھا پس فرمایا اس کا بیان خدا کی کتاب میں سورتوں کے شروع میں جو مقطعات ہیں ان میں موجود ہے جسکا علم ان کے بغیر تکرار کے اعداد کے شمار سے حاصل ہوتا ہے۔ کوئی حرف مقطعہ نہیں جسکے خاتمے پر کسی ایک بنی ہاشم کا خروج نہ ہو۔ اسی طرح فرمایا: الف کا ایک، ل کے تیس، م کے چالیس اور ص کے ساٹھ عدد ہیں۔ اس طرح یہ عدد ایک سو اکتیس بنتے ہیں جو امام حسینؑ کے خروج کیطرف اشارہ ہے یعنی الٓم اللہ میں، پس جب اس کی مدت خاتمے کو آئی تو بنی عباس کا ایک بادشاہ خروج کریگا جس کا اشارہ الٓمص میں موجود ہے۔ اسکے بعد قائم آل محمدؑ کا ظہور ہے اور اس ظہور کا اشارہ الٓمر میں موجود ہے۔ پس اس کو سمجھ لو اور پوشیدہ رکھو یعنی حروف مقطعات کے خاتمے پر کسی نہ کسی بنی ہاشم کا خروج ہے۔ اس حدیث کو آپکی مشکل ترین احادیث میں شمار کیا گیا ہے جن کا عقدہ حل کرنا کافی مشکل ہے۔

مختصراً یہ عرض خدمت ہے کہ الٓم جو سورہ بقرہ کے شروع میں آئی ہے اس میں نبی اکرمؐ کی بعثت کیطرف اشارہ ہے۔ الٓم جو آل عمران کے شروع میں آئی ہے جس میں امام حسینؑ کے خروج کیطرف اشارہ ہے اور آپؑ کے اور رسالتمآبؐ کی بعثت کے درمیان فاصلہ اکہتر سال کا ہے۔ دوسرا ترتیب کے لحاظ سے قرآنی سورت الٓمٓصٓ ہے اور وہ اشارہ ہے بنی عباس کے خروج کی طرف۔ اگر چہ انکا خروج حق پر نہیں تھا لیکن بہر حال یہ بھی بنی ہاشم ہیں اور بعثت سے ان کے دور کے آغاز تک کا فاصلہ ایک سو اکتیس سال ہے۔ یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ ان کی تاریخ کی ابتداء سورہ اعراف کے نزول سے ہوتی ہو جو ان کی بیعت سے مطابقت پاتی ہے۔ یہاں وضاحت ضروری ہے کہ الٓمٓصٓ کے حساب کی بناء ابجد مغاربہ پر ہے جسکے ابجد ہیں صَعْفَصْ، قَرُشَتْ، ثَخَذْ، ظَغَشْ یعنی صاد کے ساٹھ، ضاد کے نوے، سین کے تین سو ظا کے آٹھ سو، غین کے نو سو اور شین کے ایک ہزار۔ باقی حروف کے منجملہ اعداد مشہور ہیں۔ حضرت قائم آل محمدؐ کے ظہور کی طرف الٓر میں جو اشارہ ہے وہ اسطرح ہے کہ قرآن مجید میں پانچ الٓر ہیں۔ لہٰذا ان سب کے اعداد کو شمار کریں تو ان کا مجموعہ ایک ہزار ایک سو پچپن بنتا ہے اور اب سن ہجری ۱۴۲۵ ہے جسے پہلے سے منفی کیا جائے تو ۲۷ باقی بچتا ہے۔ اس حساب سے قائم آل محمدؐ کے ظہور میں ستائیس سال کا عرصہ باقی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

# چوتھی حدیث

شیخ محمد بن بابویہ قمیؒ ۵ اور شیخ طوسیؒ نے اپنی کتب غیبت میں معتبر سند کے ساتھ یہ روایت رقم کی ہے۔ بشر بن سلیمان جو بردہ فروشی کا کام کرتے تھے اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی اولاد سے تھے اور نیز سر من رائے یا سامرئی میں امام علی نقی و امام حسن عسکری

صلوات اللہ علیہما کے خاص شیعوں اور ہمسائیوں سے تھے۔ کے بقول ایک دن امام علی نقیؑ کا خادم کافور میرے پاس آیا اور کہنے لگا تجھے امامؑ نے یاد فرمایا ہے۔ میں آپکی خدمت میں پہنچا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا ''اے بشر بن سلیمان! تو انصاری کی اولاد سے اور ہماری ولایت کا دم بھرنے والوں سے ہے۔ تم لوگ زمانہ رسولؐ سے آج تک ہمارے وفادار رہے ہو آج میں تمہیں ایک ایسا کام سونپتا ہوں جسکی وجہ سے تم ہماری ولایت میں دوسرے تمام شیعوں پر فضیلت کے حامل ہو جاؤ گے۔ میں تمہیں اپنا راز داں بناتے ہوئے ایک کنیز کی خریداری پر مامور کر کے بغداد روانہ کر رہا ہوں۔ اسکے بعد امامؑ نے رومی زبان میں ایک خوبصورت خط تحریر فرمایا اور اسپر مہر شریف ثبت فرمائی۔ اسکے علاوہ ۲۲۰ اشرفیوں پر مشتمل تھیلی میرے ہاتھ میں تھما کر فرمایا: دیکھو! یہ خط اور اشرفیوں کی تھیلی لیکر بغداد کے لئے روانہ ہو جاؤ تمہیں فلاں دن صبح تڑکے بغداد کے پل پر کھڑا ہونا چاہیے۔ جونہی وہاں پہنچو گے تو کچھ کشتیاں ساحل پر آ کر لنگر انداز ہونگی جن میں کنیزیں سوار ہوں گی۔ اس دوران بنی عباس کے امراء کے دلال اور قلیل تعداد میں عرب نوجوان نظر پڑیں گے جو ان قیدیوں کو دیکھنے کیلئے وہاں جمع ہوں گے۔ تم دور سے دیکھنا تو تمہیں ان میں ایک عمرو بن یزید نامی بردہ فروش دکھائی دیگا جسکے پاس ایسی ایسی صفات کی حامل ایک کنیز ہوگی۔ آپ نے اس کنیز کے تمام اوصاف بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ ریشمی لباس زیب تن کئے ہوگی۔ یہ کنیز خریداروں سے گریزاں ہوگی اور انہیں اپنی خریداری سے منع کر رہی ہوگی۔ وہ خیمہ کے اندر سے رومی زبان میں باتیں کر رہی ہوگی جس پر تم اسے پہچان لو گے۔ وہ رومی زبان میں کہہ رہی ہوگی کہ افسوس! میں باکرہ نہیں رہی۔ خریداروں میں سے ایک اس کے خیمے کے پاس جا کر کہے گا کہ میں اس کنیز کی پاکدامنی کی بناء پر اسے تین سو اشرفی کے عوض خریدنا چاہتا ہوں۔ یہ کنیز عربی زبان میں اس شخص سے مخاطب ہو کر کہے گی کہ اگر تم سلیمان بن داؤد کی شان و شوکت کے ساتھ بھی آؤ تو پھر بھی میں تمہارے ساتھ جانے کو تیار نہیں۔ لہٰذا اپنا مال برباد نہ کرو اور میری قیمت ادا نہ کرو۔ اس کے

بعد بردہ فروش کہے گا کہ میں تمہارا کیا علاج کروں کہ تم تو کسی گاہک کے ساتھ جانے کیلئے راضی ہی نہیں۔ دیکھو! آخر کار تمہیں کسی کے تو ہاتھ فروخت کرنا ہے۔ اس پر وہ کنیز کہے گی کہ تم جلد بازی کیوں کرتے ہو۔ دیکھو! ایسا گاہک آنے دو جسکی وفا اور دیانت پر مجھے اعتماد ہو۔ پس اس وقت تم اس کنیز کے مالک کے پاس جا کر کہنا کہ مجھے ایک اعلیٰ خاندان کے فرد نے رومی رسم الخط و زبان میں ایک خط دیا ہے۔ جس میں اس نے اپنی خاندانی شرافت، کرم، سخاوت و وفاداری کا ذکر کیا ہے۔ تم اس خط کو اس کنیز کو دکھاؤ۔ اگر وہ اس خط کو بھیجنے والے کو قبول کرنے کیلئے تیار ہے تو میں اس کا وکیل ہوں۔ لہٰذا اس صورت میں میں اسے خرید لوں گا۔

بشر بن سلیمانؒ کہتا ہے: جس طرح حضرت نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا اور جس طرح آپ نے مجھے حکم دیا تھا میں نے ویسا ہی کیا۔ جونہی کنیز کی نظر خط پر پڑی بہت روئی اور عمرو بن یزید سے کہنے لگی کہ مجھے اس خط کے لانے والے کے ہاتھ فروخت کر دو اور بڑی بڑی قسمیں کھانے لگی کہ اگر تم مجھے اس کے ہاتھ فروخت نہیں کرو گے تو میں اپنی تئیں ہلاک کر دوں گی۔ اس کے بعد میں نے آپکی قیمت طے کرنے کے بارے میں گفتگو کی۔ آخر کار وہ تاجر اسی قیمت پر متفق ہوا جو امامؑ نے بتائی تھی۔ میں نے قیمت ادا کر کے کنیز کو اس سے اپنی تحویل میں لے لیا۔ کنیز بہت خوش و خرم نظر آنے لگی اور میرے ساتھ چل کر بغداد میں اس کمرے میں آ گئی جو میں نے اس کے ٹھہرنے کے لئے کرایہ پر لیا تھا۔ جونہی کمرے میں پہنچیں امامؑ کے خط کو بوسا دیا اور آنکھوں سے لگا کر اپنے چہرے پر ملنے لگی اور جسم سے چمٹا لیا۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ ایک ایسے شخص کے خط کو بوسہ دے رہی ہیں جسے پہچانتی تک نہیں۔ کہنے لگیں کہ اے بے معرفت انسان! تجھے پیغمبروں اور اوصیاء کی اولاد کی معرفت نہیں۔ میرا احوال ہوش کے کان کھول کر سن لو! میں ملیکہ، یشوعا کی بیٹی ہوں جو قیصر

روم کا بیٹا ہے اور میری ماں حضرت عیسیٰؑ کے وصی شمعون بن حمران الصفا کی اولاد سے ہیں۔ تجھے ایک عجیب وغریب داستان سناتی ہوں۔ واقعہ یوں ہے کہ میرے دادا قیصر روم نے مجھے میرے چچا زاد کے عقد میں دینا چاہا اس وقت میری عمر تیرہ برس تھی۔ اس نے عیسیٰؑ کے حواریوں کی نسل سے مختلف افراد، بلند پایہ مسیح علماء اور عابدوں سے تین سو افراد نیز سات سو شان وشوکت کے حامل اشخاص، لشکر کے امراء، فوج کے کمانڈر اور قبائلی سرداروں سے چار ہزار افراد کو دعوت دے کر نکاح پڑھوانے کے لئے ایک تقریب منعقد کی۔ اس تقریب میں جواہرات سے مزین ایک تخت سجایا گیا۔ اونچی جگہوں پر بت اور صلیبیں رکھی گئیں اور اپنے بھتیجے کو اس تخت پر بٹھایا اس تخت کے چار پائے تھے۔

ابھی پادریوں نے انجیل مقدس پڑھنا شروع ہی کی تھی کہ بت اور صلیبیں گر کر نیچے آپڑیں، تخت کے پائے ٹوٹ گئے اور تخت بھی نیچے آ رہا۔ اسکے ساتھ ہی جس کے ساتھ میرا نکاح طے پانا تھا وہ بھی نیچے گر کر بے ہوش ہوگیا۔ یہ دیکھ کر پادریوں کا رنگ فق ہوگیا اور وہ کانپنے لگے ان میں سب سے بڑے پادری نے میرے دادا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بادشاہ! مجھے معاف کر دے جو کچھ واقعہ ہوا ہے یہ نحوست کی علامت ہے' لگتا ہے بہت جلد ہمارا مذہب زوال پذیر ہونے والا ہے۔ میرے دادا نے اسے محض بدشگونی قرار دیتے ہوئے عیسائی علماء سے کہا کہ اس تخت کو دوبارہ نصب کیا جائیگا اور آپ صلیبوں کو اسی طرح دوبارہ اپنی جگہوں پر رکھیں اور اس لڑکے کے دوسرے بھائی کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح پڑھیں تاکہ اس لڑکے کی سعادت سے پہلے والے کی نحوست کا خاتمہ ہو سکے۔ لیکن جونہی دوبارہ تقریب منعقد کی جانے لگی تو بعینہ پہلے کی طرح زلزلے نے تقریب کو درہم برہم کر دیا۔ اس طرح اس بھائی کی نحوست بھی پہلے بھائی کی نحوست جیسی ثابت ہوئی۔ حالانکہ یہ نحوست نہیں تھی لیکن اس کے اسرار ورموز کا انہیں علم نہ تھا۔

وہ اس بات سے نابلد تھے کہ یہ کوئی اور ہی سعادت ہے نہ کہ دو بھائیوں کی

نحوست۔ اسکے بعد لوگ تتر بتر ہو چلے۔ میرے دادا جان غم سے نڈھال گھر واپس لوٹ آئے۔ وہ مارے شرم کے پانی پانی ہو رہے تھے۔ میں خود بھی بہت پریشان تھی۔ جونہی رات ہوئی میری آنکھ لگی۔ میں عالمِ خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضرت عیسیٰؑ، شمعون اور کچھ حواری میرے دادا کے محل میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک نورانی منبر تا بہ فلک نصب ہے۔ یہ منبر عین اسی مقام پر نصب کیا گیا تھا جہاں میرے دادا نے تخت لگایا تھا۔ اسکے بعد میں نے دیکھا کہ جناب رسالتمآبؐ، انکے وصی حضرت علی ابن ابیطالبؑ اور انکی اولاد سے سارے آئمہؑ اسی محل میں تشریف فرما ہوئے ہیں' انہوں نے اپنے قدوم مبارک سے اس محل کو رونق بخشی ہے۔ اتنے میں حضرت عیسیٰؑ آگے بڑھ کر جناب رسالتمآبؐ کا استقبال کرتے ہیں اور اپنی بانہیں آنخضرتؐ کے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت رسالتمآبؐ فرماتے ہیں کہ اے روح اللہ! میں آپکے وصی شمعون کی بیٹی کا رشتہ اپنے بیٹے کیلئے مانگنے آیا ہوں۔ آپؐ نے حضرت امام حسن عسکریؑ کی جانب اشارہ فرمایا۔ اس پر حضرت عیسیٰؑ نے شمعون کیطرف نگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ لو! شمعون، دو جہان کی سعادت تمہارے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ تمہارے لئے موقع ہے کہ اپنی نسل کو آل محمدؐ کی نسل سے جوڑ دو۔ شمعون نے فرمایا: جناب! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ اس کے بعد یہ سارے حضرات منبر پر تشریف لے گئے اور جناب رسول خداؐ نے میرے عقد کا خطبہ پڑھا اور اس طرح میرا عقد امام حسن عسکریؑ سے طے پا گیا۔ اس موقع پر آپ کے بیٹے گواہ بنے۔

جونہی میں خواب سے بیدار ہوئی قتل کے خوف سے میں نے اس خواب کا ذکر نہ بھائی جان سے کیا اور نہ دادا جان سے۔ ایک عرصہ تک اس انمول خزانے کو سینے میں چھپائے رہی۔ دن بدن میرے سینے میں آسمان امامت کے خورشید کی محبت کی آگ شعلہ جوالہ بنکر مجھے تڑپاتی رہی۔ میں امامؑ کی یاد میں اندر ہی اندر گھلتی رہی۔ آخر کار میرے صبر و قرار کا پیمانہ لبریز ہو گیا، یہاں تک کہ میں نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ آہستہ آہستہ میں سوکھ کر کانٹا بن گئی۔

میرے اندرونی عشق کے آثار میرے بدن پر ظاہر ہونے لگے۔ روم کے شہروں میں کوئی ایسا طبیب نہ رہا جسے میرے دادا نے میرے علاج پر مامور نہ کیا ہو۔ لیکن سب بے سود! جب وہ میرے علاج سے مایوس ہو گئے تو ایک دن فرمانے لگے۔ اے میری نور چشم! مجھے اپنی کوئی خواہش بتاؤ جسے میں پورا کروں۔ میں نے کہا: دادا جان! میں اپنے آپ پر تمام دروازے بند پاتی ہوں۔ اگر آپ مسلمان قیدیوں پر کچھ رحم کھائیں، ان کو شکنجے سے رہائی دیں اور آزاد کریں تو مجھے امید ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور انکی والدہ مجھے عافیت بخشیں گے۔ جونہی میرے دادا جان نے ایسا کیا میں نے کچھ کھانا تناول کیا جس پر میرا سارا خاندان خوش ہوا۔

اس کے بعد وہ ہمیشہ مسلمان قیدیوں سے اچھا برتاؤ کرنے لگے۔ وقت دھیرے دھیرے گذرتا رہا۔ یہانتک کہ چودہ راتیں گذر گئیں۔ اسکے بعد ایک رات خواب میں جناب سیدہ فاطمہ الزہرا (س) کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے ساتھ جناب مریمؑ بھی تشریف لائیں تھیں۔ انکے ساتھ جنت کی ہزار حوریں بھی تھیں۔ حضرت مریمؑ نے جناب سیدہ (س) کا تعارف کرواتے ہوئے مجھے مخاطب کر کے کہا! یہ سیدۃ النساء العالمین (س) اور آپکے شوہر کی والدہ ماجدہ ہیں۔ میں فوراً آپکے دامن سے لپٹ گئی اور گریہ کرنے لگی۔ میں نے ان سے حضرت امام حسن عسکریؑ کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ مجھ سے جفا کر رہے ہیں اور مجھے ملنے نہیں آتے۔ بی بی (س) نے فرمایا! میرا بیٹا کیسے تجھے دیکھنے آئے جب کہ تو ابھی تک مشرک اور بت پرست ہے؟ اور یہ میری بہن مریمؑ بنت عمران بھی تجھ سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔ اگر تو یہ چاہتی ہے کہ حق تعالیٰ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ تجھ سے خوش ہو جائیں اور حضرت امام حسن عسکریؑ تجھے دیکھنے کیلئے تشریف لائیں تو کہو: اَشْهَدُ اَن لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَنَّ ابی مُحَمَّدَ الرَّسُولُ الله ۔ جونہی میں نے کلمہ طیبہ کی تلاوت کی حضرت فاطمۃ الزہرا (س) نے مجھے سینے سے چمٹا لیا اور دلاسا دیتے ہوئے فرمایا: اب تم میرے بیٹے کے آنے کا انتظار کرو۔ میں اسے تیرے پاس بھیجوں گی۔ اس کے بعد میں جاگ اٹھی۔ میں

نے وہ دوکلمہ طیبہ زبان پر جاری کئے اور امامؑ کی ملاقات کا انتظار کرنے لگی۔

جب دوسری رات آئی اور میں سوگئی تو خواب میں آنحضرتؐ کی زیارت سے مشرف ہوئی جب آپؑ کا نور مقدس طلوع ہوا تو میں نے کہا: اے میرے دوست! میرے دل کو اپنا اسیر محبت کر کے کیوں مجھے جلانے پر تلے ہوئے ہو؟ فرمایا! چونکہ تم مشرک تھی لہٰذا میں نے تمہارے پاس آنے میں دیر لگائی۔ اب جبکہ آپ مسلمان ہوگئی ہیں تو میں ہر رات آپ کے پاس آؤں گا۔ یہانتک کہ خداوند تبارک وتعالیٰ ہم دونوں کو ظاہر میں بھی ایک دوسرے سے ملا دے اور اس فراق کو وصال میں بدل دے اسکے بعد اب تک ایسی کوئی رات نہیں گذری کہ حضرت نے میرے دردِ فراق کی دوا شربتِ وصال سے نہ فرمائی ہو۔

بشر بن سلیمان نے سوال کیا! آپ قیدیوں کے درمیان کیسے آ گئیں؟ کہا مجھے امام حسن عسکریؑ نے ایک رات خواب میں بتایا کہ فلاں دن آپ کا دادا مسلمانوں سے لڑائی کے لئے ایک لشکر روانہ کریگا اور ان کے پیچھے پیچھے خود بھی آئیگا۔ تم کنیزوں اور خادماؤں کے اس گروہ میں شامل ہو جانا جو تمہیں نہ پہچانتا ہو اور اپنے دادا کے پیچھے پیچھے آتے رہنا اور فلاں فلاں راستے پر چلنا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ مسلمانوں کے ایک لشکر نے ہم پر حملہ کر کے ہمیں قیدی بنا لیا اور میرا جو حال ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔ ابھی تک تمہارے علاوہ کسی کو معلوم نہیں کہ میں قیصر روم کی پوتی ہوں۔ میں جس بوڑھے شخص کے حصے میں مال غنیمت کے طور پر آئی اس نے مجھ سے میرا نام پوچھا تو میں نے نرجس بتایا تو وہ کہنے لگا کہ یہ کنیزوں کا نام ہے۔ بشر نے کہا بڑی عجیب بات ہے کہ آپ تو فرنگی ہیں لیکن عربی اچھی طرح جانتی ہیں۔ کہا ہاں! میرے دادا جان نے مجھے اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دینے کیلئے ایک خاتون کو میری اتالیق مقرر کیا ہوا تھا۔ جس کو عربی اور فرنگی دونوں زبانوں پر عبور تھا۔ وہ ہر صبح وشام مجھے آ کر پڑھاتی تھی۔ اس طرح میں نے عربی ان سے سیکھی۔

بشر نے کہا! جب میں انہیں سر من رائے لے گیا اور امام علی نقیؑ کی خدمت میں

پیش کیا تو حضرتؑ نے کنیز سے ارشاد فرمایا! آپ کو دین اسلام کی عزت و شرف کیسا لگا اور دین نصاریٰ کی ذلت وخواری کو کیسا پایا؟ اور محمدؐ وآل اہلبیت محمدؐ کے ذریعے جو شرف آپ کو حاصل ہوا ہے اسے آپ نے کیسا محسوس کیا؟ کہنے لگیں! اے فرزند رسول خداؐ! میں حقیر اس چیز کی تعریف کیسے بیان کروں جسے آپؑ مجھ سے بہتر طور پر جانتے ہیں۔ پس آپؑ نے فرمایا! میں آپکی عزت کرتا ہوں اور اس لئے آپ کے سامنے دو تجاویز رکھتا ہوں۔ ایک یہ کہ آپ چاہیں تو دس ہزار اشرفی لے لیں یا پھر مجھ سے ابدی شرف کی بشارت سن لیں۔ کہنے لگیں میں مال و دولت لے کر کیا کروں گی۔ مجھے ابدی شرف کی بشارت سنا دیجئے۔ آپؑ نے فرمایا: آپ کو ایک ایسے فرزند کی بشارت ہو جسکی حکومت عالم میں مشرق و مغرب پر ہو گی اور جب زمین ظلم و جور سے پُر ہو گی تو وہ اسے عدل و انصاف سے پُر کر دیگا۔ پوچھا کہ یہ فرزند کس کی نسل سے ہو گا؟ فرمایا اس سے جسکے ساتھ حضرت رسالتمآبؐ نے آپ کے نکاح کا خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔ پھر پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ اور انکے وصی نے آپکا نکاح کس کے ساتھ پڑھا تھا؟ کہا آپؑ کے بیٹے حضرت امام حسن عسکریؑ کے ساتھ۔ حضرتؑ نے فرمایا! کیا آپ اسے پہچانتی ہیں؟ کہنے لگیں کہ میں جس رات سیدہ کونین (س) کے ہاتھوں مسلمان ہوئی اس سے آج تک ایسی کوئی رات نہیں گذری کہ جس میں وہ مجھے دیکھنے تشریف نہ لائے ہوں۔ حضرتؑ نے اپنے خادم کافور کو بلایا اور اسے اپنی بہن حکیمہ خاتون کو بلانے کیلئے بھیج دیا۔ جونہی حکیمہ خاتون داخل ہوئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: یہ وہ کنیز ہے جس کے بارے میں میں آپکو پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ حکیمہ خاتون نے انہیں گلے سے لگایا، بہت مہربانی سے پیش آئیں اور انکی تشریف آوری پر بے حد مسرت کا اظہار فرمایا۔ اسکے بعد حضرتؑ نے فرمایا! اے رسول خداؐ کی بیٹی آپ انہیں اپنے گھر لے جا کر واجبات و سنن سے آگاہ کریں۔ کیونکہ یہ خاتون حضرت امام حسن عسکریؑ کی زوجہ اور حضرت امام صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ مکرمہ ہوں گی۔

# پانچویں حدیث

مشہور و معروف محدثین جن میں محمد بن یعقوب کلینیؒ [7]، محمد بن بابویہ قمی، شیخ ابو جعفر طوسی اور سید مرتضیٰ [8] جیسے عظیم الشان محدثین شامل ہیں، معتبر سند کے ساتھ حکیمہ خاتونؑ سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک دن حضرت امام حسن عسکریؑ میرے گھر تشریف لائے انہوں نے نرجس خاتون کو ایک خاص نگاہ سے دیکھا۔ میں نے عرض کیا اگر آپ کو ان کی خواہش ہے تو میں آپکی خدمت میں بھیج دیتی ہوں۔ فرمایا: اے پھوپھی جان! میری یہ نگاہ تعجب کی رُو سے تھی کیونکہ بہت جلد ہی حق سبحانہ و تعالیٰ ان سے ایک ایسے فرزند کو دنیا میں لائیگا جو ظلم و جور سے پُر دنیا کو عدل و انصاف سے پُر کر دیگا۔ میں نے پوچھا تو کیا میں انہیں آپ کے پاس بھیج دوں۔ فرمایا: اس سلسلے میں میرے والد محترم سے سوال کریں۔ حکیمہ فرماتی ہیں میں نے برقعہ اوڑھا اور اپنے بھائی امام علی نقیؑ کے گھر کی طرف چل پڑی وہاں پہنچ کر میں نے سلام کیا اور بیٹھ گئی۔ اس سے پہلے کہ میں کوئی بات کروں حضرت نے معجزانہ طور پر خود ہی ارشاد فرمایا: اے حکیمہ! نرجس خاتون کو میرے بیٹے کے پاس بھیج دو میں نے کہا اے میرے سردار! میں تو یہی بات آپ سے پوچھنے آئی تھی۔ فرمایا: خداوند تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اس عظیم سعادت میں شریک قرار دیا ہے۔ حکیمہ کہتی ہیں: میں فوراً اپنے گھر واپس پلٹی اور امام کے حکم کے مطابق عمل کیا اور چند دن کے بعد اس خاتون کو لے کر اپنے والد کے گھر آئی۔ میں وہ تنہا عورت ہوں جس نے آسمان امامت کے آخری سورج کے طلوع ہونے کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کیا۔

ایک دن نرجس خاتون آئیں اور کہا: اے میری خاتون! اپنے پاؤں دراز کیجئے تاکہ میں آپکے جوتے اتاروں۔ تو میں نے جواب دیا میں آپکو ہرگز ایسا نہ کرنے دوں گی

کیونکہ جو شرف کائنات میں آپکو ملا ہے وہ کسی کو نہیں ملا مجھے آپکی خدمت کرنا چاہیے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپکے پاؤں کی خاک اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاؤں۔ جب امامؑ نے میری یہ گفتگو سنی تو فرمایا: اے پھوپھی جان! خدا آپکو اس کا اجر دے۔ میں اس دن آفتاب کے غروب ہونے تک اپنے بھائی کے گھر ٹھہری رہی۔ اسکے بعد میں نے نرجس خاتون کو آواز دی۔ لائیے میرا برقعہ مجھے دیں تا کہ گھر واپس چلوں۔ جونہی امام عسکریؑ نے میری یہ آواز سنی تو فرمایا: اے پھوپھی جان! آج ہمارے گھر ٹھہر جائیں، آج وہ رات ہے جس رات میں ہمارے گھر اس عظیم فرزند کی ولادت ہوگی جس نے دنیا سے ظلم و جور کا خاتمہ کر کے عدل و انصاف کا بول بالا کرنا ہے۔ اس نے تمام دنیا سے کفر و گمراہی مٹا کر علم، ایمان اور ہدایت کی روشنی پھیلانا ہے۔ میں نے سوال کیا: یہ فرزند کہاں سے آئے گا؟ جب کہ میں تو نرجس خاتون میں حمل کے کوئی آثار نہیں پاتی۔ فرمایا: یہ فرزند نرجس خاتون سے ہی متولد ہوگا نہ کہ کسی اور سے۔ میں نے بہتیری جستجو کی لیکن مجھے نرجس خاتون میں کسی طرح بھی حمل کے آثار دکھائی نہ دیئے۔ پلٹ کر امام کے پاس آئی اور ان سے بھی یہ بات کی۔ امام نے مسکرا کر فرمایا: اے پھوپھی جان! ہمارے آثار وقت سے پہلے ظاہر نہیں ہوتے بلکہ یہ آثار صبح ہوتے ہی ظاہر ہو جائیں گے۔ اس خاتون کی مثال مادر موسیٰ کی ہے کہ ولادت تک ان میں کوئی آثار نہ تھے تا کہ اس طرح موسیٰؑ کی جان بچائی جاسکے کیونکہ اس زمانے میں فرعون بنی اسرائیل کی عورتوں کے پیٹ پھاڑ دیتا تھا اسطرح میرے اس بیٹے کا حال موسیٰ جیسا ہے۔

ایک دوسری روایت ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا ہم اوصیا و انبیاء کا حمل شکم میں نہیں ہوتا بلکہ پہلو میں ہوتا ہے اور ہم عام پیدائش کی طرح رحم سے باہر نہیں آتے بلکہ ماؤں کی رانوں سے طلوع کرتے ہیں کیوں کہ ہم حق تعالیٰ کا نور ہیں اور ہم سے کثافت و نجاست کو دور رکھا گیا ہے۔

حکیمہ خاتون نے کہا: میں نرجس خاتون کے پاس گئی اور یہ صورت حال ان سے

بیان کی انہوں نے فرمایا: اے خاتون مجھ میں تو کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ بہر حال میں رات کو وہیں ٹھہر گئی اور اسی کمرے میں سوئی جس میں نرجس خاتون سوئی ہوئی تھیں اور لحہ بہ لحہ ان کی خبر گیری کرتی رہی۔ اس دوران جبکہ نرجس خاتون گہری نیند سو رہی تھیں اور رات گزرتی جارہی تھی۔ میری حیرت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا میں نے اس رات بار بار نماز تہجد ادا کی۔ جب سحری کا وقت قریب آیا تو نرجس خاتون نیند سے بیدار ہوئیں، وضو کیا اور آپ نے نماز تہجد ادا کی۔ اس وقت میرے دل میں شک پیدا ہوا تو امامؑ نے اچانک اپنے حجرے سے آواز دی، پھوپھی جان! شک مت کریں، حجت خدا کے ظہور کا وقت قریب ہے۔ اسی دوران میں نے نرجس خاتون میں اضطراب کی کیفیت مشاہدہ کی۔ میں نے انہیں سہارا دیا اور اسماء الٰہی کی تلاوت شروع کردی۔ حضرت نے آواز دی سورۃ انا انزلنا کی تلاوت کریں اسکے بعد میں نے خاتون سے پوچھا: آپکا کیا حال ہے؟ کہنے لگیں: وہی ہوا جسکا امام نے فرمایا تھا اور مجھ پہ اثر ظاہر ہوگیا۔ میں جوں جوں قرآنی آیات کی تلاوت کرتی جاتی تھی نرجس خاتون کے شکم سے بھی مجھے تلاوت کی آواز آتی جاتی تھی۔ اسکے بعد کسی نے مجھے سلام کیا۔ میں ڈر گئی حضرت نے آواز دی۔ اے پھوپھی جان! خداوند تبارک وتعالیٰ کی قدرت وشان سے حیران نہ ہوں۔ ہمارے بچے خداوند تعالیٰ کی قدرت سے کلام کرتے ہیں۔ امامؑ نے اپنے بات ختم کی ہی تھی کہ ناگہاں نرجس خاتون میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگئیں، گویا ان کے اور میرے درمیان ایک پردہ حائل ہوگیا۔ میں یہ منظر دیکھ کر پریشان ہوئی اور امامؑ کی طرف دوڑنے لگی۔ امامؑ نے آواز دی: پھوپھی جان! وہیں ٹھہریئے، آپ نرجس خاتون کو اپنی جگہ پر پائیں گی۔ میں واپس پلٹ آئی، پردہ غائب ہوگیا۔ اس دوران میں نے نرجس خاتون میں ایک ایسے نور کا مشاہدہ کیا جس سے میری آنکھیں چندھیا گئیں۔ میں نے حضرت صاحب العصرؑ کو دیکھا جو سجدے میں پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف کی ہوئی تھی اور پڑھ رہے تھے۔

اَشْهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَ اَشْهَدُ اَنَّ جَدِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ
وَاَنَّ اَبِیْ اَمِیْرِ الْمُوْمِنِیْنَ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰهِ وَ وَصِیُّ رَسُوْلُهٗ

پھر آپؑ نے ایک ایک امامؑ کا نام لیا اور یہاں تک کہ اپنے اسمِ گرامی تک پہنچے تو فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْلِیْ وَعْدِیْ ، وَاَتْمِمْ لِیْ اَمْرِیْ وَ
ثَبِّتْ وَطْاَتِیْ وَامْلَاِ الْاَرْضَ بِیْ عَدْلاً وَّ قِسْطًا

یعنی اے میرے اللہ! مجھ سے کیئے گئے وعدۂ نصرت کو وفا فرما، میرے امرِ خلافت وامامت کو تکمیل فرما، دشمنوں سے میرے انتقام کو ثابت فرما اور میرے سبب سے زمین کو عدل وانصاف سے پُر فرما۔ ایک دوسری روایت اسطرح ہے کہ جب حضرت صاحب العصر والزمانؑ کی ولادت ہوئی تو ایک نور نمودار ہوا جو آسمان کے آفاق پر چھا گیا اور میں نے سفید رنگ پرندے دیکھے جو آسمان سے زمین کیطرف آ رہے تھے جو اپنے پروں کو حضرتؑ کے سر، چہرے اور بدن پر ملتے جاتے اور پرواز کرتے جاتے تھے۔ اسکے بعد امام حسنؑ نے مجھے آواز دی: اے پھوپھی جان! میرے بیٹے کو آغوش میں لے کر میری طرف آئیں۔ جونہی میں نے اس بچے کو آغوش میں لیا تو اسے ختنہ شدہ، ناف کٹی ہوئی اور پاک و پاکیزہ پایا۔ اس کے دائیں بازو پر نقش تھا:

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

یعنی حق آیا اور باطل مٹ گیا باطل بتحقیق مٹنے ہی کیلیئے تھا۔ حکیمہ خاتون نے فرمایا جونہی بچے کی نظر باپ پر پڑی تو سلام کیا۔ حضرتؑ نے بچے کو آغوش میں لیا اور اپنی زبان مبارک کو اسکی آنکھوں پر ملا۔ اپنی زبان اسکے منہ میں دی اور اسکے کانوں پر بھی زبان پھیری اسکے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر نشان لگایا اور اپنا مبارک ہاتھ اسکے سر پر ملا اور فرمایا: اے فرزند! خدا کی قدرت سے محوِ گفتگو ہو جاؤ۔ اس پر حضرت صاحب الزمانؑ نے یوں آغاز فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ

اسْتُضْعِفُوا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَھُمْ اَئِمَّۃً وَّ نَجْعَلَھُمُ الْوَارِثِیْنَ، وَ
نُمَکِّنَ بِھِمْ فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ ھَامَانَ وَجُنُوْدَھُمَا
مِنْھُمْ مَا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ .

یہ آیہ کریمہ حضرتؑ اور آپؑ کے آباؤ اجداد کی شان میں نازل ہوئی اس کے معنی یہ ہیں:
''ہم نے ارادہ کرلیا ہے کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور کیا گیا ہے
انہیں امام بنائیں اور وارث قرار دیں اور انہیں زمین میں مکمل استحکام
بخشیں اور فرعون و ھامان کے دونوں لشکروں کو انہی کمزوروں کے ہاتھ
سے وہ چیزیں دکھائیں جس سے یہ لوگ ڈرتے تھے۔''

حضرت صاحب الامرؑ نے رسول اکرمؐ، امیر المومنینؑ اور تمام آئمہؑ پر صلوٰۃ بھیجی۔ اسکے بعد بہت سے پرندے آپؑ کے سر مبارک کے نزدیک دیکھے گئے۔ امام حسن عسکریؑ نے ان میں سے ایک پرندے کو آواز دی: ''اس بچے کو اٹھا لو اور اسکی بہترین حفاظت کرو اور چالیس دن میں ایک مرتبہ اسے ہمارے پاس لے کر آؤ۔ یہ پرندہ حضرتؑ کو لے کر آسمان کی بلندیوں میں کھو گیا اسکے پیچھے دوسرے پرندے بھی پرواز کرتے ہوئے واپس آسمان کیطرف چلے گئے'' اسکے بعد امام حسنؑ نے فرمایا: میں نے تجھے اس کے حوالے کیا جسکے حوالے مادرِ موسیٰؑ نے موسیٰؑ کو کیا تھا۔ اسکے بعد نرجس خاتون گریہ کرنے لگیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: خاموش ہو جایئے۔ آپکا بیٹا آپ کے پستانوں سے دودھ پیے گا اور اسے اسطرح دودھ پلانے کیلئے آپ کے پاس واپس لے کر آئیں گے جس طرح موسیٰؑ کو اسکی ماں کے پاس لے کر آئے تھے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے موسیٰؑ کو اسکی ماں کے پاس لوٹا دیا تاکہ اس کی ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

پھر حکیمہ خاتون نے پوچھا کہ اے امامؑ! آپؑ نے صاحب الامرؑ کو جس پرندے کے حوالے کیا، وہ کون تھا؟ تو حضرتؑ نے فرمایا: وہ روح القدس تھا، جو آئمہؑ کا

موکل ہے۔ یہ فرشتہ آئمہؑ کی نصرت کرتا ہے، انہیں خطاؤں سے بچاتا اور انہیں علم و ادب سکھاتا ہے۔ حکیمہ فرمانے لگیں۔ میں چالیس دن کے بعد جب حضرتؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئی تو دیکھا کہ ان کے گھر کے صحن میں ایک بچہ گھوم رہا ہے۔ میں نے سوال کیا: اے میرے سردارؑ! کیا یہ بچہ دو سال کا ہے؟ تو امامؑ نے مسکرا کر جواب دیا: ہم جو پیغمبروں اور اوصیاء کی اولاد ہوتے ہیں۔ نشو و نما کے لحاظ سے دوسرے بچوں کی نسبت اس قدر تیزی سے بڑھتے ہیں کہ ہمارا ایک ماہ کا بچہ دوسروں کے ایک سال کے بچے کے برابر ہوتا ہے۔ اور ہم آئمہؑ ماں کے رحم میں گفتگو کرتے، قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور پروردگار کی عبادت کرتے ہیں۔ ہم وہ ہیں جن پر صبح و شام ملائکہ نازل ہوتے اور انکے احکامات کی اتباع کرتے ہیں۔

پس حکیمہ نے فرمایا: میں ہر چالیس دن میں ایک مرتبہ جب حضرتؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوتی تھی تو اس بچے کی زیارت سے بھی مشرف ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ آپؑ کی وفات کا دن آ گیا۔ اس وقت میں نے حضرت صاحب الزمانؑ کو ایک مکمل مرد کی صورت میں مشاہدہ کیا اور انہیں نہ پہچان سکی۔ اپنے بھائی کے بیٹے سے کہا: یہ شخص کون ہے جسکے پاس آپ مجھے بٹھا رہے ہیں؟ فرمایا: یہ نرجس کا فرزند اور میرا خلیفہ ہے۔ عنقریب میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ آپ لوگوں کیلئے لازم ہے کہ اس کی بات مانو اور اسکے امر کی اطاعت کرو۔ چند روز کے بعد حضرت امام حسن عسکریؑ عالم قدس کیطرف رحلت فرما گئے۔ میں ہر صبح و شام حضرت صاحب الامرؑ کی خدمت میں حاضر ہوتی اور جو کچھ سوال کرتی اسکا جواب اکثر میرے سوال سے پہلے مجھے مل جاتا۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حکیمہ خاتون نے فرمایا: حضرت صاحب الامرؑ کی ولادت کے تین دن کے بعد میں امام حسنؑ کے پاس گئی اور پوچھا: میرا آقا کہاں ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: میں نے اسے اس کے حوالے کیا جو ہم سب کا والی و مولا ہے اور جب سات دن پورے ہو جائیں تو آپ میرے پاس تشریف لائیں میں

آپکو اسکی زیارت کراؤں گا۔

جب سات دن پورے ہوئے تو میں نے ایک گہوارہ دیکھا۔ اس گہوارے میں اپنے مولاؑ کا دیدار کیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بچہ ہے۔ چودھویں رات کے چاند کی مانند اور مجھے دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ امامؑ نے آواز دی۔ میرے بیٹے کو میرے پاس لے آؤ۔ تو میں اٹھا کر ان کے پاس لے گئی۔ حضرتؑ نے اپنی زبان انکے منہ میں ڈالی اور فرمایا: اے بیٹے! گفتگو کرو۔ حضرت صاحب الامرؑ نے اپنی زبان پر کلمہ شہادت جاری فرمایا اور حضرت رسالتمآبؐ اور دوسرے تمام آئمہؑ پر صلوٰۃ بھیجی اور بسم اللہ کہنے کے بعد گذشتہ آیت کی تلاوت کی۔ پھر امام حسنؑ نے فرمایا: اے فرزند! حق سبحانہ وتعالیٰ نے جو کچھ اپنے پیغمبروں پر نازل کیا ہے اسکی تلاوت کرو۔ تو حضرتؑ نے آدمؑ پر اتارے گئے صحیفے کی سریانی زبان میں تلاوت شروع کی۔ اسی طرح ادریسؑ، نوحؑ، ہودؑ، صالحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، داوٗدؑ، عیسیٰؑ پر اتاری گئی تمام کتابوں اور صحیفوں کی تلاوت کرنے کے بعد میرے جد محمد مصطفیٰؐ پر اترنے والے قرآن کی تلاوت فرمائی۔ پھر پیغمبروں کی داستانیں سنائیں۔ پھر امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: مہدیؑ کو خداوند تعالیٰ نے دو فرشتوں کے ذریعے اپنے عرش پر بلا لیا اور ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بندے! مرحبا میں اپنی ذات اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کوئی تیری اطاعت کریگا اسکو ثواب عطا کروں گا اور جو کوئی تیری نافرمانی کریگا اسے عذاب دوں گا اور تیری شفاعت کے سبب اپنے بندوں کی بخشش کرونگا اور ان میں سے جو کوئی تیری مخالفت کریگا اسے شدید عذاب سے دوچار کرونگا۔ پھر فرشتوں سے فرمایا کہ اس کو اس کے باپ کے پاس واپس لے چلو اور کہو کہ وہ میری پناہ، حفاظت اور حمایت میں ہے میں اسے دشمنوں کے شر سے بچاؤں گا اور اسکی حفاظت کرونگا۔ میں حق کو اسکے ساتھ کرونگا اور باطل کو اسکے سامنے سرنگوں کرونگا۔ تاآنکہ دین حق میرے لئے خالص ہو جائے۔

امام حسن عسکریؑ کے خادم نسیم سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت صاحب الامرؑ

کی ولادت ہوئی تو آپؑ نے چھینک ماری اور فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

پھر فرمایا! ظالموں کا خیال ہے کہ وہ حجتِ خدا کو ختم اور ضائع کر سکتے ہیں۔ جب کبھی حق تعالیٰ نے ہمیں بات کرنے کا موقع دیا تو تمام شکوک وشبہات رفع ہو جائیں گے۔ جب آپؑ کی ولادت کو ایک رات گذر گئی تو میں نے حضرت کی خدمت میں چھینک ماری۔ فرمایا: یرحمک اللہ۔ میں خوش ہوا۔ پھر فرمایا: کیا تو یہ جاننا چاہتا ہے کہ اس چھینک میں کیا بشارت ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: چھینک مارنے والے کو تین دنوں تک موت سے امان مل جاتی ہے۔

## چھٹی حدیث

شیخ صدوقؒ، محمد بن بابویہ اور کئی دوسرے اکابر محدثینؒ نے معتبر سند کے ساتھ سعد بن عبداللہ قمیؒ سے روایت کی ہے: ایک دن میرا ناصبیوں کے گروہ سے بڑا سخت مناظرہ ہو گیا۔ انہوں نے مناظرے کے بعد مجھے اور ہمارے مذہب کو برا بھلا کہا اور کہا کہ تم رافضی بہت برے لوگ ہو کیونکہ مہاجرین وانصار کو بُرا بھلا کہتے ہو اور نیز یہ خیال کرتے ہو کہ انہیں پیغمبر اسلامؐ سے کوئی محبت نہیں تھی۔ دیکھو! حضرت ابوبکر چونکہ سب سے پہلے اسلام لائے اور پیغمبر اسلامؐ کے یار غار بھی تھے لہٰذا ان کا رتبہ سب اصحاب سے بلند ہے اور رسول خداؐ جانتے تھے کہ وہ میرے بعد خلیفہ ہو گا لہٰذا ان کو بچانے کی خاطر انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو اپنی جگہ پر سلا دیا۔ چونکہ انہیں علم تھا کہ اگر یہ مارے بھی جائیں تو مسلمانوں کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا پھر انہوں نے کہا کہ اے روافض! تم کہتے ہو کہ ابوبکر وعمر منافق تھے، یہ بتاؤ کہ انکا اسلام لانا جبری تھا یا برضا ورغبت؟ میں نے سوچا کہ اگر کہوں کہ رضا ورغبت سے نہ تھا تو یہ کہیں گے کہ اس زمانے میں مکہ میں اسلام اتنا

طاقتور تھا ہی نہیں کہ لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور کیا جاتا۔ میں جواب سے عاجز ہو کر خاموش ہو گیا اور اداسی کی حالت میں پلٹ کر گھر آ گیا۔

میں نے چالیس مشکل سوالات پر مبنی ایک خط حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس میں یہ دو مسئلے بھی درج کئے۔ میں یہ خط آپکے وکیل احمد بن اسحٰق کے سپرد کرنا چاہتا تھا لیکن وہ سر من رائے کیطرف روانہ ہو گئے۔ میں انکے پیچھے روانہ ہوا جب ان تک پہنچا اور انہیں حقیقت حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا کہ تم خود میرے ساتھ آؤ اور خود آنحضرتؑ سے پوچھو، جب حضرتؑ کے دولت سرا تک پہنچا اور حضرتؑ نے اجازت مرحمت فرمائی تو ہم داخل ہوئے۔ احمد بن اسحٰق کے پاس ایک تھیلی تھی جسکو انہوں نے اپنی عباء کے نیچے چھپایا ہوا تھا۔ اسکے اندر ایک سو ساٹھ سونے اور چاندی کی حامل چھوٹی چھوٹی تھیلیاں تھیں جن پر بھیجنے والے شیعیان نے اپنی اپنی مہریں لگا کر حضرتؑ کی خدمت میں ارسال کی تھیں۔ جب حضرتؑ کے چہرے کیطرف نگاہ کی تو حضرتؑ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند نور کی تجلیاں بکھیر رہا تھا اور آپؑ کے دامن میں ایک بچہ تشریف فرما تھا۔ جو اپنے حسن و جمال میں مشتری کی مانند تھا۔ اسکے سر کے بالوں کے درمیان سے مانگ نکلی ہوئی تھی اور اسکے پاس سونے کا انار تھا جو قیمتی جواہرات سے مزین تھا۔ جسے بصرہ کے عقیدت مندوں نے آنحضرتؑ کے لئے ارسال فرمایا تھا۔ آنحضرتؑ کے ہاتھ میں ایک خط تھا جسے تحریر فرما رہے تھے اور یہ بچہ آپ کی کتابت میں مخل ہو رہا تھا۔ آنحضرتؑ نے انار کو بچے کی طرف پھینکا تا کہ وہ بچہ اس سے کھیلنے میں مشغول ہو جائے اور آپؑ یکسوئی سے خط لکھ سکیں۔ اسکے بعد احمد نے اپنی تھیلی کو کھولا اور حضرتؑ کے نزدیک چھوڑ دی۔ حضرتؑ نے بچے سے فرمایا: یہ تمہارے شیعوں کیطرف سے تحائف ہیں۔ انہیں کھولو اور تصرف کرو۔ حضرت صاحب الامرؑ نے فرمایا! اے میرے مولاؑ! کیا میرے لئے جائز ہے کہ میں اپنا پاک ہاتھ جو تمام گناہوں سے مبرا ہے حرام مال میں ڈالوں؟ یہ تحائف تو کثیف ہیں۔ پس حضرت صاحب الامرؑ نے فرمایا: اے

فرزند اسحٰق! جو کچھ اس تھیلی میں ہے سارا باہر لاؤ تا کہ ہم حلال کو حرام سے جدا کریں۔ فرزند اسحٰق نے ایک تھیلی کھولی تو حضرت صاحب الامرؑ نے فرمایا: یہ قم کے فلاں محلے سے فلاں شخص نے بھیجی ہے اس تھیلی میں باسٹھ اشرفیاں ہیں اس میں سے پینتالیس دینار وہ ہیں جو اس نے باپ سے میراث میں حاصل کی گئی جائیداد کو فروخت کر کے ارسال کئے اور تین دینار دوکان کے کرائے سے حاصل کی گئی رقم سے ارسال کئے گئے ہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا: اے فرزند آپ نے صحیح فرمایا۔ یہ بتائیں ان میں کون کون سی چیز حرام ہے؟ تا کہ اسے الگ کیا جائے۔ فرمایا: اس میں ایک اشرفی ایسی ہے جس پر فلاں تاریخ کندہ ہے اسکا آدھا نقش محو ہو چکا ہے۔ اسکے علاوہ ایک اور دینار بھی ناقص ہے اور اس تھیلی میں یہی دو دینار حرام ہیں اور ان کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس تھیلی کے مالک نے فلاں مہینے اور فلاں سال میں کچھ دھاگہ اپنے ہمسائے کے پاس چھوڑا تھا جو پیشے کے لحاظ سے جولاہا تھا۔ ایک عرصہ گذرنے کے بعد یہ دھاگہ چوری ہو گیا اس شخص نے بہتیرا کہا کہ دھاگہ چوری ہو گیا تھا لیکن مالک نہ مانا اور اس سے تاوان لے لیا جو دھاگے کی صورت میں تھا اس شخص نے اس دھاگے کو فروخت کر کے یہ رقم حاصل کی اور یہ دو دینار وہی ہیں جو کہ حرام ہیں۔ جب احمد نے تھیلی کھولی تو دیکھا کہ دو دینار اسی علامت کیساتھ جیسا کہ حضرتؑ صاحب الامرؑ نے فرمایا تھا موجود تھے وہ اس نے نکال لیے اور باقی آنحضرتؑ کی خدمت میں پیش کر دیے۔ اسکے بعد دوسری تھیلی نکالی گئی۔ حضرت صاحب الامرؑ نے فرمایا: یہ مال فلاں شخص کا ہے، جو قم کے فلاں محلّہ میں ساکن ہے اور اس میں اس کی بھیجی ہوئی پچاس اشرفیاں ہیں لیکن میں اپنا ہاتھ ان میں نہیں ڈالوں گا۔ پوچھا گیا کہ کیوں؟ فرمایا: یہ اشرفیاں اس گندم کو فروخت کر کے حاصل کی گئی ہیں جو اس شخص اور اس کے بڑوں کے درمیان مشترک تھی۔ اس نے اپنا حصہ زیادہ رکھ لیا اور اسطرح دوسرے لوگوں کا مال اس میں موجود ہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا: اے فرزند! آپؑ نے ٹھیک کہا۔ پھر آپؑ نے احمد سے کہا کہ ان تھیلیوں کو لے جاؤ اور انکے مالکان کو واپس کر

دو۔ یہ مالِ حرام ہیں اور ہمیں انکی کوئی ضرورت نہیں۔ اسکے بعد فرمایا: ذرا وہ لباس تو لے آؤ جو اس بوڑھی عورت نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ احمد کہنے لگا: میں اس لباس کو بھول چکا ہوں وہ ایک دوسرے سامان میں تھا۔ جب احمد اسے لانے کے لئے گیا تو حضرتؑ نے میری طرف رخ کر کے فرمایا: سعد بتاؤ تم کس لئے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ آپؑ کی خدمت میں حاضری کے شرف نے مجھے آنے پر مجبور کیا۔ فرمایا وہ جو مسائل تھے انکا کیا بنا؟ میں نے کہا کہ میں پیش کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ اس پر آپؑ نے حضرت صاحب الامرؑ کیطرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا: میرے نورِ چشم سے پوچھو۔ میں نے کہا: اے میرے مولاؑ اور فرزند مولاؑ! ہم نے یہ روایت سنی ہے کہ حضرت پیغمبرؐ نے اپنی بیویوں کی طلاق کا اختیار امیر المومنینؑ کو دے دیا تھا حتیٰ کہ جب جمل کے دن امیر المومنینؑ نے اپنا قاصد بھیج کر عائشہ سے فرمایا: تو نے اسلام میں فتنہ بپا کیا اور مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالا۔ تو نے اپنے بیٹوں کو جہالت و گمراہی کے گڑھے میں ڈالا اور انہیں ہلاکت کے سپرد کیا۔ اگر تو اپنی اس حرکت سے باز نہ آئی تو میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ ذرا یہ بتایئے: نبی کریمؐ کی وفات کے بعد یہ کس قسم کی طلاق تھی جو امیر المومنینؑ کو تفویض کی گئی تھی؟

حضرت صاحب الامرؑ نے فرمایا: حق تعالیٰ نے پیغمبروں کی بیویوں کو عظیم شان عطا فرمائی اور انہیں مومنین کی مائیں ہونے کا شرف بخشا تھا۔ حضرت رسول خداؐ نے حضرت امیر المومنینؑ سے فرمایا: وہ اس شرف کی اس وقت تک حامل ہیں جب تک وہ خدا کی اطاعت کرتی ہیں لیکن جونہی ان سے خدا کی نافرمانی سرزد ہو اور تیرے خلاف خروج کریں تو تم انہیں طلاق دے سکتے ہو اور انہیں اس شرف سے محروم کر سکتے ہو۔ اسکے بعد میں نے پوچھا یابن رسول اللہؐ! مجھے اس آیت کی تفسیر بتائیں کہ پروردگار عالم نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا: فَاخلَع نَعلَیکَ اِنَّکَ بِالوَادِ المُقَدس طُوًی اسکا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اپنے نعلین اتار دو کیونکہ تم مقدس وادی طویٰ میں داخل ہو چکے ہو۔ لہٰذا خدا نے حکم دیا کہ نعلین اتار دو۔

حضرتؑ نے فرمایا: جو کوئی یہ بات کہتا ہے اس نے موسیٰؑ پر بہتان باندھا ہے اور اسے نبوت کے رتبے کا علم نہیں۔ پھر میں نے پوچھا: آپکے نزدیک اسکا کیا مطلب ہے تو آپؑ نے فرمایا: جب موسیٰؑ خداوند متعال کی قربت کی وادی میں پہنچ گئے اور فرمایا اے خدایا! میں نے محبت کو تیرے لئے خالص کرلیا اور اپنے دل کو غیر کی یاد سے ہٹا کر تیری یاد سے وابستہ کرلیا لیکن ابھی موسیٰؑ کے دل میں اپنی بیوی اور بچے کی محبت موجود تھی اور انہی کیلئے تو وہ آگ لینے آئے تھے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰؑ! اپنے نعلین اتار دو۔ یہاں اشارہ تھا کہ اگر تیری محبت میرے لیے خالص ہے تو اپنے دل سے دوسروں کی محبت نکال دو اور مجھ سے عشق کی وادیٔ میں ثابت قدمی چاہتے ہو تو دل کو دوسروں کی محبت سے خالی کر دو پس نعلین اسی قسم کی محبت کا کنایہ ہیں۔ چنانچہ اگر عالم خواب میں کوئی نعلین دیکھے تو اس سے مراد بیوی لی جاتی ہے اور خواب میں اگر کوئی دیکھے کہ اس کے جوتے چوری ہو گئے تو گویا اسکی بیوی وفات پا جائیگی یا اس سے دور ہو جائیگی۔

پھر سعد نے کہا: میں نے پوچھا۔ کھیٰعص کی تفسیر کیا ہے؟ فرمایا: ان حروف میں غیب کی خبریں ہیں جن کے بارے میں خدا نے حضرت زکریاؑ سے ذکر کیا تھا اور اسکے بعد یہ خبر رسول پاکؐ کو دی تھی اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت زکریاؑ نے خدا سے دعا کی کہ اسے آل عبا کے مقدس نام تعلیم دیے جائیں تا کہ وہ مشکلات میں ان مقدس ناموں کا ورد کرے۔ جبرائیلؑ آئے اور اس نے حضرتؑ کو یہ اسماء سکھائے۔ جب حضرت زکریاؑ کو محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ کے نام سکھائے گئے تو ان کا غم زائل ہو گیا۔ لیکن جب حضرت امام حسینؑ کا نام تعلیم دیا تو وہ رونے لگ گئے۔ ان سے صبر نہ ہو سکا۔ ایک دن دعا کی۔ خداوندا! یہ کیا ماجرا ہے کہ میں چار نام لیتا ہوں تو میرا غم دور ہو جاتا ہے اور میں خوش ہو جاتا ہوں۔ لیکن جب پانچواں نام لیتا ہوں تو مجھ پر غم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے آپکی شہادت اور مظلومیت کا قصہ زکریاؑ پر وحی کیا اور فرمایا: کھیٰعص پس ''کاف'' اشارہ ہے۔ کربلا کی

طرف، ''ھا'' سید الانبیاء کی عترت کی ہلاکت، ''یا'' یزید ہے جس نے قتل کیا اور ان کے زمانے کا ظالم تھا، ''عین'' سے مراد ان کی اس صحراء میں پیاس کا عالم اور ''صاد'' سے صبر مراد ہے۔

جب زکریاؑ نے یہ دردناک واقعہ سنا تو تین دن مسجد میں بیٹھے رہے۔ کسی کو قریب نہ آنے دیا اور بے تحاشہ گریہ وزاری کرتے اور روتے رہے۔ آپ مرثیہ پڑھتے اور فرماتے تھے۔ اے میرے اللہ! کیا تو اپنی بہترین مخلوق کا دل ان کے بیٹے کی مصیبت میں رنجیدہ کریگا؟ اور علیؑ و فاطمہؑ کو اس مصیبت کا لباس پہنائے گا؟ کیا تو ان عظیم ہستیوں کو اس بیٹے کے غم میں رلائیگا؟ اسکے بعد کہتے تھے۔ اے میرے اللہ! مجھے بھی ایک بیٹا عطا فرما، تا کہ بڑھاپے میں مجھے اسے دیکھ کر چین و قرار آئے۔ جب ایسا بیٹا عطا فرمائے تو مجھے اس پر فریفتہ کرنا اور پھر اسطرح کرنا کہ میرا دل اس بیٹے کی مصیبت میں اسطرح غمناک ہو جس طرح تیرے حبیب محمدؐ کا دل انکے بیٹے کے غم میں غمگین ہو گا۔ پس خداوند تعالیٰ نے ان کو یحییٰؑ عطا فرمائے۔ جو امام حسینؑ کی طرح شہادت پر فائز ہوئے۔ حضرت یحییٰؑ اور حضرت امام حسینؑ میں ایک یہ مماثلت تھی کہ یہ دونوں بچے چھ ماہ ماں کے پیٹ میں رہے۔''

پھر میں نے عرض کیا: اس کی کیا دلیل ہے کہ امت اپنا امام بنانے کا اختیار نہیں رکھتی؟ فرمایا: لوگوں کو ایسا امام اختیار کرنا چاہیئے جو انکے احوال کی اصلاح کر سکے نہ کہ ایسا امام جو انکے احوال کے فساد کا باعث ہو۔ لہٰذا لوگ کسی کے بارے میں نہیں جانتے کہ وہ مفسد ہے یا مصلح؟ کیونکہ اسکا علم صرف خدا کو ہوتا ہے۔ لہٰذا لوگ اپنا امام تعین کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ پھر فرمایا: میں اس بات کی تائید میں ایک دلیل بیان کرتا ہوں تا کہ آپ کی عقل اسے قبول کرے۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا خدا نے جن پیغمبروں کو بھیجا انہیں خلق سے انتخاب کیا اور ان پر کتابیں نازل کیں انہیں وحی وعصمت کا حامل بنایا اور وہ امتوں کو ہدایت دینے والے ہیں۔ آیا لوگوں کی عقل، کمال اور علم اس مقام تک رسائی حاصل کرسکتا ہے کہ وہ عیسیٰؑ، موسیٰؑ

اور ان جیسے حضرات کو اپنے لئے راہنما کے طور پر اختیار کرے۔ ہوسکتا ہے وہ کسی شخص کا اعتبار کر کے اسے اپنا رہبر بنائیں لیکن درحقیقت وہ مومن نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ نے اپنی عقل، علم اور دانش کی بناء پر ستر افراد منتخب کئے اور مومن سمجھا اور لیکر طور پر پہنچ گئے لیکن آخر کار پتہ چلا کہ یہ لوگ منافق تھے۔ چنانچہ خداوند متعال نے انکا حال بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی امت کسی کو اپنے رہبر کے طور پر اختیار نہیں کرسکتی کیونکہ یہ شخص لوگوں کے اسرار کی خبر نہیں رکھتا۔ لہٰذا امام وہ ہوتا ہے جسے خدا منتخب کرے اور وہ لوگوں کے خفیہ امور سے آگاہ ہو۔

اسکے بعد آپ نے معجزانہ طور پر ارشاد فرمایا: اے سعد! تمہارا دشمن کہہ رہا تھا کہ رسول اکرمؐ نے ابوبکر کے ساتھ شفقت فرمائی اور انہیں ساتھ لے کر غار میں چلے گئے اور انہیں علم تھا کہ یہ میرے بعد خلیفہ ہوگا لہٰذا اسے بچانا چاہیے۔ تم نے اس کے جواب میں کیوں نہیں کہا کہ تمہاری اپنی روایت ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس سال پر مشتمل ہوگی اور یہ تیس سال چار خلفاء کی عمر پر تقسیم کئے۔ پس تمہارے فاسد خیال کے مطابق یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں۔ پھر آپ صرف کیوں ایک کو لے کر غار میں چلے گئے اور باقیوں کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ سب کو ہمراہ لے کر جاتے دوسرے تین خلفاء نے کیا گناہ کیا تھا کہ حضرت ان پر مہربان نہ ہوئے اور ان کے حق کو کم سمجھا۔

پھر تیرے دشمن نے پوچھا تھا کہ آیا ابوبکر وعمر کا اسلام برضا و رغبت تھا یا جبری؟ تو کیوں تم نے نہیں کہا کہ برضا و رغبت تھا لیکن دنیا کی لالچ کیلئے۔ کیونکہ یہ لوگ یہود کے کفر سے مخلوط تھے انہوں نے تورات اور دوسری کتابوں سے معلوم کرلیا تھا کہ حضرت رسول اکرمؐ کا ظہور ہوگا اور آپؐ کی بادشاہی بخت نصر کی مانند ہوگی۔ آپؐ پیغمبری کا دعویٰ کریں گے۔ لہٰذا یہ لوگ اسی لالچ میں کہ آپ کی حکومت کے حصہ دار بنیں گے۔ بظاہر اسلام لے آئے تھے۔ لیکن درحقیقت باطنی طور پر کافر تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ جناب رسول خداؐ نے

حضرت امیر المومنینؑ کو اپنی جگہ خلیفہ منصوب کر دیا ہے تو انہوں نے نقاب اوڑھ کر منافقوں کے ساتھ ملکر عقبہ کے مقام پر حضرتؐ کے اونٹ کو بدھکانے کی سعی کی تا کہ وہ اونٹ بدھک کر حضرتؐ کو گرا دے لیکن خداوند تعالیٰ نے جبرائیل کو بھیجا اور اپنے پیغمبرؐ کو ان کے شر سے بچا لیا۔ ان لوگوں کا حال طلحہ و زبیر کی طرح تھا جنھوں نے لالچ کی بناء پر حضرت امیرؑ کی بیعت کر لی لیکن جب حکومت کے حصول سے مایوس ہو گئے تو بیعت توڑ ڈالی اور حضرتؑ کے خلاف خروج کیا اور دنیا و آخرت میں اپنے انجام کو پہنچے۔

سعد نے کہا: جب یہ بات اپنے اختتام کو پہنچی تو امام حسنؑ نماز کیلئے اٹھے اور میں واپس ہو گیا۔ احمد بن اسحٰق کو رستے میں دیکھا کہ رو رہا ہے۔ میں نے پوچھا: دیر سے کیوں آئے ہو اور رونے کا سبب کیا ہے؟ جس لباس کے بارے میں حضرتؑ نے فرمایا تھا وہ نہیں ملا۔ میں نے کہا کوئی حرج نہیں جاؤ اور حضرتؑ کو بتا دو۔ اس پر وہ گیا اور ہنستا ہوا واپس آیا اور محمدؐ و آل محمدؑ پر صلوٰہ بھیج رہا تھا اور کہا کہ وہی لباس حضرتؑ کے پاؤں کے نیچے پڑا ہوا تھا اور حضرتؑ اس پر نماز ادا کر رہے تھے۔ سعد نے کہا: ہم خدا کی حمد بجا لائے۔ ہم جتنے دن وہاں رہے، حضرتؑ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت صاحب الامرؑ ہمیشہ آپ کے ہمراہ تھے۔

جس دن ہم نے وداع ہونا تھا، میں اور احمد قم کے رہنے والے دو افراد کے ساتھ حضرتؑ کی خدمت میں گئے۔ احمد، حضرتؑ کے حضور میں دست بستہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے فرزند رسولؐ! ہم آپؑ سے جدا ہونا چاہتے ہیں، اگر چہ یہ جدائی ہم پر بہت گراں گذرے گی۔ ہم آپؑ کے جدؐ، والدِ بزرگوارؑ، آپکی جدہ سیدہ کونین (س) اور حضرات حسنینؑ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ اسی طرح باقی آئمہؑ پر بھی اور آپؑ کے فرزند پر بھی صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور خداوند متعال سے آپکی شان اور عظمت میں بلندی کی دعا کرتے ہیں۔ آپ کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور تمنا ہے کہ یہ ہمارا آخری دیدار نہ ہو۔ جب اس نے یہ کہا تو

حضرت نے گریہ کرنا شروع کیا۔ آپؑ کے چہرہ مبارک سے آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا: اے فرزند اسحٰق! ایسی دعا زیادہ نہ مانگو کیونکہ اب کی بار جب تم واپس لوٹو گے تو رحمتِ خداوندی سے پیوستہ ہو جاؤ گے۔ احمد نے جب یہ سنا تو بے ہوش ہو گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو کہا: آپؑ کو خدا اور آپؑ کے اجدادؑ کی حرمت کا واسطہ! مجھے اپنے لباس میں سے کچھ عنایت کریں جسے کفن کے طور پر استعمال کروں۔ حضرتؑ نے اپنی چٹائی کے نیچے ہاتھ ڈالا اور تیرہ درہم نکال کر اسے دیے اور فرمایا: یہ لے لو اور انکے علاوہ دوسرے پیسے خرچ نہ کرو اور جو کفن تو نے مانگا ہے وہ تمہیں پہنچ جائیگا۔ خداوند تعالیٰ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ سعد نے کہا! جب ہم واپس ہوئے تو منزل حلوان سے تین فرسخ کا فاصلہ تھا کہ احمد بخار میں مبتلا ہو گیا۔ بخار اتنی شدت کا تھا کہ وہ اپنے آپ سے مایوس ہو گیا۔ ہم حلوان کے مقام پر ایک سرائے میں ٹھہر گئے۔ احمد نے اہل قم سے ایک شخص کو بلایا اور کچھ دیر کے بعد کہا سب چلے جائیں اور مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔ ہم سب اپنی جگہوں پر واپس چلے گئے۔ جب صبح ہوئی تو امامؑ کے خادم کافور کو دیکھا جو کہہ رہا ہے: خدا تم لوگوں کو احمد بن سعد کی مصیبت پر صبر دے اور اجر عطا فرمائے۔ ہم احمد کے غسل و کفن سے فارغ ہو گئے ہیں اور اسے آپ دفن کر دیں۔ امامؑ آپ سب میں سے زیادہ اسے چاہتے تھے۔ اور میں امام کا پیغام لے کر آیا تھا۔ یہ کہہ کر وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہم اٹھے اور روتے دھوتے ہوئے اسے دفن کرنے میں لگ گئے خداوند تبارک و تعالیٰ اس پر اپنی رحمت فرمائے۔

# ساتویں حدیث

محمد بن بابویہ قمیؒ نے ابوالادیان نامی سے روایت کی ہے: میں ایک دن حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔آپ کے حکم کے مطابق مختلف شہروں کو آپ کے خطوط لے جایا کرتا تھا۔امامؑ نے مدائن بھیجنے کے لئے چند خطوط تحریر فرمائے اور مجھ سے ارشاد فرمایا: ۱۵ دنوں کے بعد تم جب دوبارہ سامرئ آؤ گے تو ہمارے گھر سے نوحہ اور ماتم کی آواز آرہی ہوگی اور مجھے اس وقت غسل دے رہے ہونگے۔ابوالادیان نے کہا: اے میرے سردار! جب یہ اندوھناک واقعہ پیش آئے گا تو امامت پر کون فائز ہوگا؟ فرمایا! جو کوئی تجھ سے خطوط کے جواب طلب کرے وہی میرے بعد امام ہوگا۔ میں نے کہا اسکی کوئی اور نشانی بتائیں۔ فرمایا: جو کوئی اسوقت میری نماز جنازہ پڑھائے وہی میرا جانشین ہوگا پھر میں نے سوال کیا کچھ اور بتایئے؟ فرمایا: جو کچھ تم لاؤ گے اسکے بارے جو کوئی تمھیں تفصیل بتائے وہ تمھارا امام ہوگا۔حضرتؑ کا جلال مانع ہوا اور میں مزید کچھ نہ پوچھ سکا۔

پھر میں باہر آیا اور خطوط لے کر مدائن کے لئے روانہ ہوگیا۔ جب واپس لوٹا جس طرح حضرت نے فرمایا تھا، ٹھیک پندرھویں دن سامرئ میں وارد ہوا حضرت کے گھر سے نوحہ وَ ماتم کی صدا آرہی تھی۔دیکھا کہ جعفر کذاب آپکے آستانے پر بیٹھا ہے اور شیعہ اسکے اردگرد جمع ہیں اور اس سے امامؑ اور اسکے بھائی کی وفات پر تعزیت کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا: اگر یہ شخص امام بن گیا ہے تو امامت کا خدا حافظ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اس جیسا فاسق امام بن جائے؟ کیونکہ میں اسے پہلے سے جانتا تھا وہ شرابی اور جواری تھا۔میں بھی اسکے قریب گیا اور اس سے تعزیت کرنے کے ساتھ ساتھ اسکو امامت کی مبارک باد پیش کی لیکن اس نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا۔اس دوران عقید جو ایک خادم تھا، باہر آیا اور جعفر سے کہنے لگا، اے سردار! آپکے بھائی کو کفن پہنا دیا گیا ہے۔آیئے انکی نماز جنازہ پڑھائیں،

جعفر اٹھا تو شیعہ بھی اسکے ہمراہ چل پڑے۔

جب ہم گھر کے صحن میں پہنچے تو دیکھا کہ امام حسن عسکریؑ کو کفن پہنا کر سٹریچر پر ڈالا گیا۔ پھر جعفر!! آگے آیا اور جونہی اس نے چاہا کہ اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھائے۔ ابھی اس نے اللہ اکبر کہنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ایک چاند سے مکھڑے جیسا گھنگریالے بالوں، چوڑے دانتوں والا بچہ فوراً جعفر کے قریب ظاہر ہوا اس نے جعفر کی چادر کھینچی اور کہا: چچا جان! ٹھہریے میں آپ سے زیادہ اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھانے کا حق دار ہوں۔ اچانک یہ منظر دیکھ کر جعفر فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ اسکا رنگ تبدیل ہو گیا۔ یہ بچہ اسکی جگہ اپنے والد گرامی کی نماز پڑھانے میں لگ گیا۔ آپکو امام علی نقیؑ کے جوار میں دفن کیا گیا۔ اسکے بعد حضرت صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے بصری! جو خطوط تم لے گئے تھے، ان کے جوابات میرے حوالے کر دو۔ اس پر میں نے وہ جوابات آپکی خدمت میں پیش کئے اور دل میں کہنے لگا کہ وہ نشانیاں جو امام نے بتائیں ان میں سے دو مجھ پر ظاہر ہو گئیں۔ ایک نشانی ابھی باقی ہے پس میں باہر آیا اور میں نے جعفر سے پوچھا کہ یہ بچہ کون تھا؟ جعفر نے کہا: خدا جانتا ہے مجھے اسکے بارے کچھ علم نہیں۔ نہ ہی میں نے اسے کہیں دیکھا ہے اور نہ ہی اسے پہچانتا ہوں۔ اتنے میں قم سے آیا ہوا ایک مجمع آگے بڑھا اور انہوں نے امام حسن عسکریؑ کے بارے سوال کیا چونکہ انہیں علم ہو چلا تھا کہ آپ وفات پا گئے ہیں تو انہوں نے سوال کیا: اب عہدہ امامت کس کے پاس ہو گا؟ لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کیا، یہ لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے جعفر سے تعزیت کرنے کے علاوہ اسے امامت کی مبارک باد دی اور کہا ہمارے پاس کچھ خطوط اور مال و متاع ہے۔ لہٰذا ہمیں یہ بتایا جائے، یہ خطوط کس کی طرف سے ہیں اور مال و متاع کی مقدار کیا ہے تاکہ ان کو ہم آپ کے حوالے کریں؟ کیونکہ ہر زمانے میں یہ امام کی نشانی ہوتی ہے لیکن جعفر ان کے سوال کا جواب دینے

سے معذور رہا اور یہ کہہ کر اٹھ گیا کہ یہ لوگ مجھ سے غیب کی باتیں پوچھتے ہیں۔ عین اسی وقت گھر سے خادم برآمد ہوا جسے حضرت صاحب الزمانؑ نے بھیجا تھا، کہنے لگا: تم لوگ فلاں، فلاں وفلاں شخص کے خطوط لے کر آئے ہو اور اسکے علاوہ تمہارے پاس ایک ہزار اشرفی ہے، ان میں سے نو اشرفیاں وہ ہیں جن پر سونے کی پالش کی گئی ہے، ان لوگوں نے وہ خطوط اور اشرفیاں خادم کے حوالے کیں اور کہا: جس کسی نے ان خطوط اور مال کے بارے تفصیل بتائی ہے، وہی امام زمانہؑ ہے۔ پس مجھے اطمینان ہو گیا کہ امام حسن عسکریؑ کی بتائی ہوئی نشانیاں پوری ہوئیں۔

اسکے بعد اس زمانے کے ظالم حاکم معتمد کے پاس گیا اور اسے پیش آنے والے تمام واقعات بتا دیئے۔ معتمد نے اپنے ہرکارے بھیج کر امام کی کنیز صیقل کو گرفتار کروالیا۔ اس نے اپنی جان بچانے کی خاطر کہا: میں حضرتؑ سے حاملہ ہوئی ہوں اس بنا پر اسے قاضی ابن ابی الشوارب [۱۲] کے حوالے کر دیا گیا تاکہ جونہی بچہ پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ اسکے بعد اچانک عبداللہ بن یحییٰ صاحب الزنج [۱۳] نے بصرہ سے خروج کیا اور ان لوگوں کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے جس کے دوران کنیز قاضی کے گھر سے اپنے گھر لوٹ گئی اور شیخ طوسیؒ نے ایک اور روایت میں جو انہوں نے رشیق سے نقل کی، فرماتے ہیں: خلیفہ معتمد نے مجھے دو افراد کے ہمراہ سامرئ [۱۴] کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ تم لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر اور اپنے ساتھ ایک ایک فالتو گھوڑا لے کر نہایت تیزی سے جاؤ اور امام حسن عسکریؑ کے گھر کی تلاشی لو۔ وہاں پہنچو گے تو ان کے آستانے پر تمہیں ایک سیاہ حبشی غلام ملے گا۔ جب گھر میں داخل ہو جاؤ تو جس کسی کو پاؤ، اس کا سر کاٹ کر لے آؤ۔

پس جب ہم امام کے آستانے پر پہنچے تو دیکھا ایک حبشی غلام وہاں بیٹھا ہوا ازار بند بُن رہا ہے۔ ہم نے سوال کیا گھر میں کون ہے؟ کہا، گھر کا مالک! اس شخص نے ہمارے

آنے کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ پھر جب ہم گھر میں داخل ہوئے تو ہم نے اس گھر کو نہایت پاک و پاکیزہ پایا اور وہاں ایک پردہ لٹکا ہوا دیکھا جس سے زیادہ خوبصورت پردہ ہم نے آج تک نہ دیکھا تھا۔ گویا ابھی کاریگر نے بُن کر تیار کیا ہو۔ اس قسم کا پردہ ہم نے کسی گھر میں نہ دیکھا تھا۔ جونہی ہم نے پردہ اٹھایا تو ہمیں ایک بڑا حجرا دکھائی دیا اور یوں لگا کہ جیسے اس حجرے میں پانی ہی پانی ہو اس حجرے کے آخری حصہ میں ہم نے ایک چٹائی دیکھی جسپر ایک نہایت عظیم الشان ہستی اپنے اردگرد کے ماحول سے بے نیاز خدائے لم یزل کی عبادت میں مصروف تھی۔ ہمارے وہاں آنے کا اس پر کوئی اثر نہ پڑا۔ میرے ساتھی احمد بن عبداللہ نے جونہی حجرے میں پاؤں رکھا تو وہ ڈوبنے لگا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اسے باہر کھینچا لیکن وہ اس دوران بے ہوش ہو چکا تھا۔ کچھ دیر بعد ہوش میں آیا پھر میرے دوسرے ساتھی نے ارادہ کیا کہ اس پانی میں داخل ہو لیکن اسکا بھی وہی حال ہوا میں حیران و پریشان' گنگ زبان معذرت خواہی پر اتر آیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا۔ اے خدایا! میں تجھ سے اور اے خدا کی بارگاہ کے مقرب انسان! تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے اللہ کی قسم! پتہ ہی نہیں تھا کہ میں کس کے پاس جا رہا ہوں اور حقیقت حال سے واقف نہ تھا اب توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ یہ نمازی اپنی نماز میں اسقدر محو تھا کہ اس نے ذرا بھر بھی میری طرف توجہ نہ کی جبکہ خوف کے مارے میرے اوسان خطا ہونے لگے۔ میں واپس پلٹ آیا اور معتمد جو ہمارے انتظار میں تھا اور اس نے دربانوں کو حکم دیا ہوا تھا کہ جونہی واپس پلٹیں انہیں میرے پاس لے آؤ۔ ہم آدھی رات کے وقت واپس آئے تو تمام قصے کو بیان کیا۔ ان نے پوچھا میری ملاقات سے پہلے بھی کسی سے ملے ہو اور اسے یہ باتیں بتائی ہیں؟ ہم نے کہا نہیں، اسنے بڑی بڑی قسمیں کھا کر کہا اگر مجھے پتہ چل گیا کہ تم لوگوں نے اس واقعے کے بارے میں ذرا بھی کسی سے ذکر کیا ہے تو میں فوراً تمھاری گردن اڑا دوں گا۔ ہم نے اسوقت تک یہ واقعہ ذکر نہیں کیا جب تک یہ شخص زندہ رہا۔

محمد بن یعقوب کلینی نے روایت کی ہے کہ عباسی خلیفہ کے ایک سپاہی کا بیان ہے:
میں خلیفہ کے غلام سیماء کے ساتھ سامرہ آیا اور اس نے امام کے گھر کے دروازے کو توڑا ہم نے دیکھا گھر سے باہر حضرت صاحب الامرؑ تشریف لائے انکے ہاتھ میں ایک کلہاڑی تھی۔ انہوں نے سیماء سے پوچھا میرے گھر کیا لینے آئے ہو؟ سیماء کانپ گیا اور فوراً بولا جعفر کذاب نے تو کہا تھا کہ آپ کے والد نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اگر آپکا گھر ہے تو ہم واپس چلتے ہیں۔ اسکے بعد امام فوراً واپس پلٹ آئے۔ اس حدیث کا راوی علی بن قیس کہتا ہے حضرت کے خادموں میں سے ایک مجھے ملا تو میں نے پوچھا یہ واقعہ جو اس شخص نے بیان کیا ہے صحیح ہے؟ کہنے لگا ہاں بالکل صحیح ہے۔ تجھے کس نے بتایا؟ میں نے کہا خلیفہ کے ایک سپاہی نے۔ کہنے لگا، اس دنیا میں کوئی بات چھپ نہیں سکتی۔

## حضرت ولی العصرؑ کیلئے دعا کرنے کے فوائد

۱۔ عمر کے طولانی ہونے کا سبب ہے۔ ۲۔ اس سے امام زمانہ کا ہم پر حق ادا ہوتا ہے۔
۳۔ رسول اکرمؐ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ ۴۔ خدا مدد فرمائیگا۔
۵۔ امام زمانہؑ خوش ہوتے ہیں۔ ۶۔ جو آپؑ کیلئے دعا مانگتا ہے تو امامؑ اسکے لئے دعا مانگتے ہیں
۷۔ اس دعا کا اجر و ثواب تمام مومنین و مومنات کیلئے مانگی گئی دعا کے برابر ہے' اور خدا کے فرشتے اس شخص کیلئے دعا مانگتے ہیں۔
۸۔ آپؑ سے دوستی اور محبت کا اظہار' اور اجر رسالت کی ادائیگی ہے۔
۹۔ مظلوم کی مدد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
۱۰۔ پیغمبر اسلامؐ اور حضرت علیؑ کی ہمراہی میں جہاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
۱۱۔ دعا کرنے والا امام حسینؑ کے خون کا بدلہ چکانے والے جیسا ہے۔
۱۲۔ آپؑ کی عالمی حکومت کے خاکہ' آپؑ کی پالیسیوں، آپؑ کے انصار کی ذمہ داریوں کا بھی ادراک ہوتا ہے
بہتر ہے کہ اس سلسلے میں جو دعائیں آئمہؑ سے منسوب ہیں ان سے استفادہ کیا جائے۔ (بحوالہ عصرِ ظہور)

# آٹھویں حدیث

شیخ معتمد حسن بن سلیمان نے اپنی کتاب "منتخب البصائر" میں مفضّل بن عمر سے معتبر سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا: مجھے اس امامؑ کے ظہور کے وقت کے بارے کچھ بتائیں جس کا انتظار تمام دنیا کرے گی؟ فرمایا: خداوند تبارک و تعالیٰ نے آپؑ کے ظہور کا وقت تعین کرنے کے بارے منع فرمایا ہے۔ البتہ قرآن میں آپ کے قیام کے بارے میں خداوند تبارک و تعالیٰ نے آیات ارشاد فرمائی ہیں جو خدا کے اسرار سے ہے۔[۱۵]

مفضّل نے کہا: اے میرے مولا! انؑ کے ظہور کی ابتداء کیسے ہوگی؟ فرمایا: گمنام ظاہر ہوگا اور اسکا نام اچانک سنائی دیگا اور اسکا امر اچانک آشکار ہوگا۔ آسمان سے منادی اسکے نام، کنیت اور نسب سمیت پکار کر ندا دے گا تا کہ تمام مخلوق اس کی شناخت کر لے کیونکہ اس حجت کی معرفت تمام مخلوق کے لئے لازم ہوگی۔ اس کا نام اور کنیت اس کی جد کی مانند ہوگا اور لوگوں کو اس کی شناخت میں شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے اس بارے تمام علامات بتا دی ہیں۔ خداوند تبارک و تعالیٰ اس کے ہاتھوں دین محمدؐ کو تمام ادیان پر غلبہ دے گا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے وعدہ کیا ہے۔ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ٥ یعنی خداوند تعالیٰ اپنے پیغمبر کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ دے گا۔ اگرچہ مشرک برا منائیں۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنُ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ ٥ یعنی کفار کو اس وقت تک قتل کرو جب تک زمین سے فتنہ اور کفر مٹ نہ جائے اور دین تمام کا تمام خدا کے لئے ہو جائے۔ پھر امامؑ نے ارشاد فرمایا: اے مفضل! اللہ کی قسم! وہ امامِ ہمام تمام قوموں اور ادیان کے اختلاف کو مٹا دے گا اور سب کو ایک دین حق کی رسی میں پرو دے گا۔ اس طرح تمام ادیان ختم ہو جائیں گے اور صرف دین حق باقی رہے

گا اور اس کے علاوہ کسی سے کوئی دوسرا دین قبول نہیں کیا جائیگا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا۔ وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ وَ هُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخَاسِرِیۡنَ. پس جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین لے کر آئے گا تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

مفضّل نے پوچھا: آنحضرتؑ کی غیبت کے دنوں میں کون حضرت کا مخاطب ہوگا اور کس سے وہ بات کریں گے؟ فرمایا! ملائکہ اور جنات مومنین اور آپ کے امر و نہی آپ کے معتمد اور نائبین کے ذریعے شیعوں تک پہنچیں گے۔ اے مفضّل! اللہ کی قسم، بس دیکھ رہا ہوں گویا آنحضرتؑ، رسالت پناہؐ کے حلیے میں سر پر زرد عمامہ رکھے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ کے پاؤں میں جناب رسالت مآبؐ کی نعلین اور ہاتھ میں ان کا عصا ہے۔ آپ گڈریئے کی صورت میں بھیڑیں چراتے ہوئے مکہ میں وارد ہوں گے تاکہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے۔ آپ اسی حالت میں خانہ کعبہ کے قریب آئیں گے۔ آپ تنہا اور کسی دوست و ساتھی کے بغیر ہوں گے۔ جونہی رات کی تاریکی چھائے گی اور دنیا خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہوگی تو خداوند تعالیٰ اسی رات آپ کے امر کی اصلاح فرمادے گا۔ جبرائیل، میکائیل اور دوسرے فرشتے صف بہ صف آسمان سے اترتے جائیں گے اور آپ کی بیعت کرتے جائیں گے۔ پھر جبرائیل فرمائیں گے: اے میرے مولا! آپ کی بات قبول کرلی گئی اور آپ کا حکم جاری و ساری ہوگیا۔ اس کے بعد صاحب الامر اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمائیں گے: اس خدا کی حمد و ثنا و شکر ہے جس نے ہم سے کئے گئے وعدے کو پورا کردیا اور بہشت کی زمین کو ہماری میراث قرار دیا کہ اس میں ہم جہاں چاہیں قیام کریں۔ پس اجر نیکوکاروں کے لئے یعنی نیکوکار وہ لوگ ہیں جو خدا کے رستے پر چلنے والے ہیں۔ اس کے بعد آپ رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر نہایت اونچی آواز سے ندا لگائیں گے:

اے وہ عظیم لوگو اور مخصوص افراد جنہیں خداوند تبارک وتعالیٰ نے میری مدد کے لئے ذخیرہ کیا ہوا ہے، میرے ظہور سے پہلے میرے پاس آجاؤ۔ پس خداوند تبارک وتعالیٰ اس آواز کو ان افراد تک پہنچا دے گا جو چاہے مشرق میں ہوں یا مغرب میں، جب وہ سب یہ آواز سنیں گے تو وہ حضرت کی طرف دوڑ پڑیں گے اور ایک پلک جھپکنے میں حضرت کے پاس حاضر ہو جائیں گے۔ اسکے بعد نور کا ایک ستون زمین سے آسمان تک بلند ہوگا اور اس ستون کی روشنی سے تمام زمین منور ہو گی۔ یہ روشنی جب مومنین کے گھروں میں داخل ہو گی تو انہیں سکون و اطمینان حاصل ہوگا۔ لیکن انہیں یہ علم نہ ہوگا کہ قائمؑ آل محمد کا ظہور ہوا ہے۔ اسکے بعد جب صبح ہو گی تو اطراف و اکناف عالم سے ۳۱۳ افراد معجزانہ طور پر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔ امامؑ کعبہ سے ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوں گے اور اپنا ہاتھ کھول دیں گے۔ آپ کا ہاتھ موسیٰؑ کے ہاتھ کی مانند روشن ہوگا۔ پھر فرمائیں گے۔ میرے ہاتھ پر بیعت کرو جس کسی نے میرے ہاتھ پر بیعت کی وہ ایسا ہے جیسے اس نے خدا کی بیعت کی۔ پھر وہ پہلی ہستی جو آپ کی بیعت کرے گی جبرائیل ہوں گے۔ اس کے بعد تمام ملائکہ آپ کی بیعت کریں گے۔ پھر جنوں کی باری ہوگی اور اس کے بعد ۳۱۳ نقباء متابعت سے سرفراز ہوں گے۔ پھر مکہ کے لوگ حیرانگی کے عالم میں آپس میں باتیں کریں گے اور کہیں گے: خانہ کعبہ میں ظاہر ہونے والا کون ہے؟ اور اس کے ساتھی کون لوگ ہیں؟ ان میں بعض کہیں گے: یہ تو وہی شخص ہے جو کل بکریاں چراتا ہوا مکہ میں داخل ہوا تھا۔ پھر وہ لوگ مزید باتیں کریں گے اور کہیں گے: کیا تم میں سے کوئی اس کے ساتھیوں میں سے کسی کو جانتا ہے۔ تو کہا جائے گا کہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا۔ پورے مکہ اور مدینہ سے صرف چار چار اشخاص آپ کے ساتھیوں میں شامل ہوں گے اور بیعت کریں گے۔ جس وقت سورج نکلے گا تو آفتاب کے قریب سے ایک منادی آواز دے گا کہ اے زمین و آسمان کے باسیو! سن لو! اے مخلوقات! سن لو یہ مھدیؑ آل محمدؐ ہیں۔ اس کے بعد آپؑ کا تعارف آپ کی جد کے نام اور کنیت سے

کرایا جائے گا اور اس کے بعد آپؑ کے اجداد میں سے تمام آئمہ کے نام حسینؑ ابن علیؑ تک لئے جائیں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ اس کی بیعت کرو تا کہ ہدایت پاؤ اور اس کے امر کی مخالفت نہ کرو کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ پس سب سے پہلے ملائکہ، پھر جن مومن اور پھر 313 نقباء اس آواز پر لبیک کہیں گے۔ یہ آواز دنیا کے گوشہ و کنار میں حتیٰ کہ صحراؤں، بیابانوں اور سمندروں میں سنی جائے گی۔

اس کے بعد جونہی آفتاب کے غروب ہونے کا وقت ہوگا تو مغرب سے شیطان آواز دے گا کہ اے لوگو! تمہارا پروردگار وادی الیابس میں ظاہر ہو گیا ہے۔ اس کا نام عثمان بن عنبسہ سفیانی ہے۔ وہ یزید بن معاویہ علیہما اللعنۃ کی اولاد سے ہے۔ اس کی بیعت کرو تا کہ ہدایت پاؤ اور خبردار مخالفت نہ کرنا کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ پس ملائکہ، جن اور نقباء سب کے سب اس کو جھٹلائیں گے اور جان لیں گے کہ وہ شیطان ہے۔ وہ کہیں گے ہم نے سن لیا لیکن باور نہیں کرتے۔ اس آواز پر، شک کرنے والے، منافق اور کافر لبیک کہیں گے۔ حضرت صاحب الامر علیہ السلام اس دن کعبہ سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے اور فرمائیں گے: جو کوئی آدم، شیثؑ، نوحؑ، سام، ابراہیم، اسماعیل، موسیٰؑ، یوشع، عیسیٰؑ کی زیارت کرنا چاہے، وہ مجھے دیکھے کیونکہ ان سب کا علم و کمال میرے اندر موجود ہے اور جو کوئی محمدؐ، علیؑ، حسنؑ و حسینؑ اور ان کی اولاد سے آئمہ کی زیارت کرنا چاہے وہ میری طرف نظر کرے۔ جس کسی کا کوئی سوال ہو وہ مجھ سے پوچھے کیونکہ میں ہی علم لدنی کا وارث ہوں۔ میرے آباؤ و اجداد نے مصلحت کی بناء پر جو باتیں نہیں بتائیں وہ میں بتاؤں گا۔ جو کوئی آسمانی کتابوں اور پیغمبروں کے صحیفوں کی تلاوت سننا چاہے میرے پاس آئے، میں سناؤں گا۔ اس کے بعد امام علیہ السلام آدمؑ، شیثؑ، نوحؑ، ابراہیم پر اترنے والے صحیفوں اور موسیٰؑ کی تورات، عیسیٰؑ کی انجیل اور داؤد کی زبور کی تلاوت فرمائیں گے۔ یہ سن کر تمام قوموں کے علماء گواہی دیں گے کہ یہ کتابیں اسی صورت میں آسمان سے نازل ہوئی تھیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور جو کچھ ہم سے ان

کتابوں میں سے زائل ہو گیا تھا اور ہم تک نہیں پہنچا تھا وہ سب آج ہمیں مل گیا۔ پھر اسکے بعد آپؑ قرآن کی اس طرح تلاوت فرمائیں گے جیسے یہ رسول اکرمؐ پر نازل ہوا۔

اس کے بعد ایک ایسا شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا جس کا چہرہ، پیٹھ کی جانب ہوگا۔ وہ کہے گا: اے میرے سردار! میرا نام بشیر ہے اور مجھے ایک فرشتے نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ آپ کو سفیانی کے لشکر کی ہلاکت کی بشارت دوں۔ پھر حضرت فرمائیں گے: تم اپنا اور اپنے بھائی کا قصہ لوگوں کے سامنے بیان کرو۔ بشیر کہے گا۔ میں اور میرا بھائی سفیانی کے لشکر کا حصہ تھے۔ ہم نے دمشق [16] سے بغداد اور پھر کوفہ سے مدینہ تک تمام علاقے کو تاراج کیا۔ ہم نے مسجد نبویؐ کے منبر کی توڑ پھوڑ کی، مسجد نبویؐ کی بے حرمتی کی اور ہمارے لشکر کی کل تعداد تین لاکھ تھی۔ ابھی ہم کعبہ کو تاراج کرنا ہی چاہتے تھے اور اس کے ساتھ ہمارا ارادہ وہاں مقیم لوگوں کا قتل عام تھا کہ جب ہم صحرائے بیداء میں پہنچے جو مدینہ کے مضافات میں واقع ہے اور وہاں رات کو پڑاؤ ڈالا تو آسمان سے ایک آواز آئی کہ اے بیداء اس ظالم گروہ کو ہلاک کردے۔ زمین پھٹی اور تمام لشکر حیوانات اور مال واسباب سمیت زمین میں دھنس گیا۔ اس لشکر کی کوئی چیز باقی نہ بچی سوائے میرے اور میرے بھائی کے۔ اچانک ایک فرشتہ ہمارے قریب آیا اور اس نے ہمارے چہروں کو ہماری پیٹھ کی طرف موڑ دیا جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے بھائی سے کہے گا۔ نذیر! سفیانی ملعون کے پاس دمشق جاؤ اور اسے مھدیؑ آل محمدؐ کے ظہور سے ڈراؤ اور اس کو لشکر کی وادی بیداء میں ہلاکت کی اطلاع دو۔ مجھ سے کہا: اے بشیر! مکہ جا کر مھدیؑ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور انہیں ظالموں کی ہلاکت کی بشارت دو اور حضرتؑ کے ہاتھ پر توبہ کرو۔ وہ تمہاری توبہ قبول فرمائیں گے۔ پس حضرت اپنا دست مبارک بشیر کے چہرے پر ملیں گے تو وہ پہلے جیسا ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ حضرت کی بیعت کرے گا اور خوش وخرم آپ کے لشکر

میں شامل ہوجائے گا۔

مفضل نے پوچھا: اے میرے سردار! کیا اس زمانے میں ملائکہ اور جن انسانوں پر ظاہر ہوجائیں گے۔ فرمایا: ہاں۔ واللہ، اے مفضل! بلکہ ان سے گفتگو کرنے لگیں گے۔ جس طرح کوئی شخص اپنے اہل وعیال اور دوستوں سے گفتگو کرتا ہے۔ مفضل نے پوچھا: کیا ملائکہ اور جن امام علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے؟ فرمایا: ہاں۔ واللہ اے مفضل! آنحضرت انکے گروہوں کیساتھ اتریں گے اور آپکے لشکر میں نجف اور کوفہ کے افراد کے علاوہ آپکے اصحاب اور چھیالیس ہزار ملائکہ اور چھ ہزار جن شامل ہوں گے اور ایک دوسری روایت میں چھیالیس ہزار جن شامل ہوں گے۔ خداوند تبارک وتعالیٰ اس لشکر کیساتھ آپکو سارے عالم پر فتح ونصرت عطا فرمائیگا۔

مفضل نے پوچھا: آنحضرتؑ اہل مکہ کیساتھ کیا سلوک کریں گے؟ فرمایا: پہلے تو انہیں وعظ ونصیحت کے ذریعے حق کی طرف دعوت دیں گے۔ جسکی وجہ سے یہ لوگ آپ کی اطاعت کریں گے اور آپ اپنے خاندان میں سے ایک شخص کو وہاں خلیفہ مقرر کریں گے اور وہاں سے نکل کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوجائیں گے۔

مفضل نے پوچھا: خانہ کعبہ کے ساتھ کیا کریں گے؟ فرمایا: کعبہ کو گرا دیں گے اور جس طرح ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے اسکی بنیاد رکھی تھی۔ اس بنیاد پر اسے دوبارہ نئے سرے سے تعمیر کریں گے۔ آپ ظالموں اور غاصبوں کی تعمیر شدہ تمام عمارات کو مکہ، مدینہ، عراق اور دوسرے ممالک میں گرا دیں گے اور اسی طرح مسجد کوفہ کو بھی گرا کر نئے سرے سے اس کی بنیاد رکھیں گے۔ کوفہ کے محل کو گرادیں گے کیونکہ جس کسی نے اسکی بنیاد رکھی ہوگی، ملعون ہوگا۔

مفضل نے پوچھا: کیا آپ مکہ معظمہ میں قیام فرمائیں گے؟ فرمایا: نہیں۔ اے مفضل! بلکہ آپؑ اپنے اہل بیتؑ میں سے کسی شخص کو وہاں اپنا جانشین مقرر کرینگے۔ لیکن جونہی امام علیہ السلام مکہ سے باہر نکلیں گے مکہ والے آپکے خلیفہ کو قتل کردیں گے۔ امام علیہ السلام

دوبارہ مکہ والوں کی طرف متوجہ ہونگے تو مکہ کے لوگ سر تسلیم خم کئے ہوئے آہ و بکا کرتے ہوئے آپ کی طرف آئیں گے اور کہیں گے، اے مھدیٔ آلِ محمدؐ! ہم توبہ کرتے ہیں آپ ہماری توبہ قبول فرمائیے۔ امام انہیں نصیحت فرمائیں گے اور دنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرائیں گے اور ایک مرتبہ پھر اہل مکہ پر حاکم مقرر کریں گے اور وہاں سے نکل آئیں گے۔ اہل مکہ دوبارہ آپ کے حاکم کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس پر امامؑ اپنے ساتھیوں کو ان کی طرف روانہ کریں گے تا کہ مکہ والوں سے کہیں کہ حق کی طرف لوٹ جائیں۔ پھر جو کوئی ایمان لائے گا، اسے بخش دیا جائے گا۔ لیکن جو کوئی ایمان نہیں لائے گا اسے قتل کر دیا جائیگا۔ جب امامؑ کا لشکر مکہ کا رخ کریگا تو وہاں کے باسیوں میں سے بہت کم لوگ ایمان لائیں گے۔ ان کی تعداد ایک فیصد بھی نہیں ہوگی بلکہ ہزار میں سے بھی ایک شخص بھی ایمان نہیں لائیگا۔

مفضل نے پوچھا۔ اے میرے مولا! حضرت مھدیؑ اور آپ کے ساتھیوں کے اجتماع کی جگہ کون سی ہوگی؟ فرمایا: حضرت کا پایہ تخت شہر کوفہ ہوگا۔ آپ کے احکامات کوفہ سے جاری ہوں گے اور بیت المال و مال غنیمت جمع کرنے کی جگہ مسجد سہلہ ہوگی اور آپ کی خلوت کا مقام نجف اشرف ہوگا۔ مفضل نے پوچھا: کیا تمام مومنین کوفہ میں جمع ہوں گے۔ فرمایا: ہاں! واللہ کوئی مومن نہیں ہوگا جو کوفہ میں یا اس کے اطراف میں نہ ہو۔ یا اس کا دل کوفہ کی طرف مائل نہ ہو۔ اس زمانے میں کوفہ میں جگہ کی قیمت آسمان سے باتیں کرنے لگے گی۔ یوں سمجھ لو کہ ایک بھیڑ کے بیٹھنے کی جگہ دو ہزار درہم ہوگی۔ اور اس زمانے میں شہر کوفہ چوون میل تک توسیع پا جائے گا۔ یعنی اٹھارہ فرسخ اور کوفہ کے محلات کربلائے معلیٰ سے متصل ہو جائیں گے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کربلا کو بلند مرتبہ عطا فرمائے گا۔ یہاں فرشتوں کی ایک فوج آ جا رہی ہوگی۔ اسی طرح مومنین کی آمد و رفت میں بھی بے تحاشا اضافہ ہوگا۔ خدا کی رحمت و برکات کا نزول وہاں اس قدر زیادہ ہوگا کہ جو کوئی وہاں کھڑے ہو کر ایک دعا پڑھے گا تو اس کو ہزار برابر اجر ملے گا۔ پس حضرت صادقؑ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور فرمایا۔

اے مفضّل! بتحقیق زمین کے مختلف ٹکڑوں نے ایک دوسرے پر فخر جتلایا اور کعبہ معظمہ نے کربلائے معلٰی پر اپنی برتری جتلائی تو حق تعالٰی نے کعبہ کو وحی کی کہ اے کعبہ کی سرزمین! خاموش رہو اور کربلا پر برتری نہ جتلاؤ کیونکہ بتحقیق وہ سرزمین ایسی مبارک سرزمین ہے کہ وہاں پر موسیٰؑ کو ایک مبارک درخت سے اِنّی اَنَا اللّٰہ کی آواز آئی اور یہ وہی بلند مقام ہے کہ جہاں میں نے مریم اور عیسیٰؑ کو ٹھہرایا اور یہ وہی جگہ ہے، جہاں حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کو آپکی شہادت کے بعد دھویا گیا اور اسی جگہ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰ روح اللہ کو ولادت کے وقت غسل دیا اور خود بھی وہاں غسل کیا اور یہ وہی بہترین سرزمین ہے جہاں سے جناب رسول خداؐ نے عروج فرمایا اور وہاں ہمارے شیعوں پر حضرت قائمؑ کے ظہور تک بے پایاں خیر و برکت نازل ہوتی رہے گی۔

مفضّل نے کہا: اے میرے سردار! مھدیؑ اور کہاں جائیں گے؟ فرمایا: میرے جدِّ نامدار جناب رسول خداؐ کے شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوں گے اور جب آپ مدینہ میں وارد ہوں گے تو آپ کے ہاتھوں ایک عجیب کام انجام پائے گا جو مومنین کی خوشی اور کافروں کی ذلت کا موجب بنے گا۔ مفضل نے پوچھا: زوراء[1] جو بغداد کا دوسرا نام ہے، اسکی اس زمانے میں کیا حالت ہوگی؟ فرمایا: لعنت کا مقام اور خداوند تعالٰی کے عذاب کی جگہ ہوگا اور اس پر افسوس جو وہاں سکونت اختیار کرے۔ زرد رنگ کے پرچم اور مغربی پرچم اور دور و نزدیک سے آئے ہوئے پرچم یہاں جمع ہوں گے۔ واللہ، اس شہر پر قسم قسم کے عذاب نازل ہوں گے جو گذشتہ امتوں پر نازل ہو چکے ہیں۔ اس شہر پر ایسے عذاب آئیں گے جن کو کسی نے آنکھوں سے دیکھا ہوگا نہ کانوں سے سنا ہوگا۔ یہاں کے رہنے والوں پر تلواروں کا طوفان آئے گا۔ واللہ، ایک ایسا وقت آئیگا کہ بغداد کی آبادی جیسی کوئی آبادی نہ ہوگی اور کہیں گے کہ یہاں کے گھر اور محلات بہشت جیسے ہیں اور یہاں کی عورتیں حور العینؑ کی مانند

ہیں۔ لڑکے غلمانوں کی طرح ہوں گے اور روزی بے حد فراوان ہوگی۔ اس شہر میں خدا اور رسول پر تہمت باندھی جائے گی۔ ناحق حکم، ناحق گواہی جاری ہوگی۔ شراب پینا، زنا کرنا، مال حرام کھانا، ناحق خون بہانا، اس قدر عام ہوگا جتنا باقی دنیا میں نہ ہوگا۔ پھر خداوند تعالیٰ اسے فتنوں میں مبتلا کرے گا اور لشکروں کے ذریعے تباہ و برباد کرے گا۔ پھر یہاں کھنڈرات ہی کھنڈرات ہوں گے۔ پھر اس کے بعد دیلم اور قزوین سے ایک حسنی جوان خروج کرے گا۔ اور نہایت فصیح آواز میں ندا دے گا۔ اے آل محمدؑ! مجھ مضطر بیچارے کی مدد کرو۔ پس طالقان سے خداوند تعالیٰ کے خزانے اس کی جانب رخ کریں گے۔ یہ خزانے سونے اور چاندی کے نہ ہوں گے، بلکہ یہ ایسے اشخاص ہوں گے جو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند مضبوط، شجاع اور بلند عزم و ہمت والے ہوں گے۔ یہ لوگ ظالموں کے قتل عام کے لئے مسلح ہو کر نکل پڑیں گے۔ یہاں تک کہ کوفہ تک آ پہنچیں گے اور کوفہ کی زیادہ تر سرزمین کو کفار سے پاک کر دیں گے اور پھر کوفہ میں سکونت اختیار کر لیں گے۔ ان کے سردار کو خبر ملے گی کہ مھدیؑ آل محمدؑ اور ان کے اصحاب کوفہ کے نزدیک پہنچ چکے ہیں تو وہ اپنے اصحاب سے کہیں گے۔ آیئے چل کر دیکھتے ہیں، یہ شخص کون ہے اور کیا چاہتا ہے؟ واللہ، خود اسے اچھی طرح علم ہوگا کہ وہ مھدیؑ آل محمدؑ ہیں لیکن وہ حضرت کی حقانیت کو اپنے اصحاب پر ظاہر کرنا چاہے گا پس حسنی حضرت کے سامنے کھڑا ہوگا اور کہے گا: اگر آپ ہی مھدیؑ آل محمدؑ ہیں تو مجھے اپنے جد نامدار جناب رسولؐ خدا کا عصا، انگشتری، آپ کا عمامہ جسے سحاب کہا جاتا تھا۔ زرہ جسے فاضل کا نام دیتے تھے۔ گھوڑا جس کا نام یربوع تھا۔ ناقہ جسے غضبا کہتے تھے۔ گھوڑی جسے دلدل کہتے تھے۔ حماری جس کا نام یعفور تھا اور براق اور مصحف امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب دکھایئے، کہاں ہے؟ پس حضرت مھدیؑ ان ساری نشانیوں کو حاضر فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ آپ آدم و نوح کے عصا، ھود و صالح کے ترکے، ابراہیم کی نشانی، یوسف کے صاع، شعیب کے ترازو اور کیل کانٹے، موسیٰ کے عصا اور تابوت، داؤد کی زرہ اور سلیمان کی انگشتری اور ان کے

تاج، عیسیٰؑ کے اسباب اور دوسرے پیغمبروں کی میراث کو اپنی نشانی کے طور پر دکھائیں گے۔ اس کے بعد حضرت صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف جناب رسولؐ خدا کے عصا کو پتھر میں نصب فرمائیں گے، جو ایک گھنٹے کے اندر ایک بڑا درخت بن جائے گا۔ اس کے سائے میں کئی لشکر آرام کرسکیں گے۔ پھر حسنی کہے گا: اللہ اکبر، اے فرزند رسول خداؐ! اپنے ہاتھ کو دراز کیجئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ پھر حضرت اپنا ہاتھ دراز کریں گے جس پر حسنی سید، اس کا تمام لشکر بیعت کرے گا۔ لیکن ان میں شامل چالیس ہزار زیدیہ جنہوں نے گلے میں مصحف حمائل کئے ہوں گے، کہیں گے۔ یہ بہت بڑا جادو ہے۔ پس امامؑ فرمائیں گے۔ ان سب کو تہہ تیغ کردیا جائے۔

مفضل نے پوچھا: پھر اور کیا کریں گے؟ فرمایا: سفیانی کی گرفتاری کے لئے دمشق کی طرف ایک لشکر روانہ کریں گے اور بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ[۱۸] کے پاس قربانی کریں گے۔ پھر امام حسینؑ کا ظہور ہوگا اور آپؑ بارہ ہزار صدیقین اور ان بہتر افراد کیساتھ جو حضرتؑ کے ساتھ کربلائے معلّٰی میں شہید ہوئے تھے تشریف لائیں گے۔ اس واپسی سے شاندار واپسی کوئی نہ ہوگی۔ پھر صدیق اکبر امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ ظہور فرمائیں گے اور آپؑ کیلئے نجف اشرف میں ایک گنبد تعمیر کیا جائیگا جسکا ایک رکن نجف میں ایک بحرین میں اور ایک یمن کے دارالحکومت صنعا[۱۹] اور چوتھا مدینہ طیبہ میں ہوگا اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایسی قندیلیں اور چراغ روشن ہوں گے جنکی روشنی آسمان و زمین کو سورج اور چاند سے زیادہ منور کر رہی ہوگی۔ پھر بڑے سردار حضرت محمد الرسول اللہ کا ظہور ہوگا اور آپؐ اپنے مہاجرین و انصار اور ان لوگوں کیساتھ جو جنگوں میں حضرتؐ کے ساتھ شریک تھے اور شہادت پا گئے تھے تشریف لائیں گے۔ پھر حضرتؐ ان لوگوں کو زندہ کریں گے جو آپؐ کو جھٹلاتے اور آپؐ پر شک کرتے تھے۔ یہ لوگ کہتے تھے یہ تو جادوگر ہے، کاہن ہے اور دیوانہ ہے۔ (نعوذ باللہ)

اور اپنی خواہش سے بات کرتا ہے۔ جس کسی نے آپ کیساتھ لڑائی کی ہوگی، جھگڑا کیا ہوگا ان سب کو آپ کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ اسی طرح ایک ایک امامؑ حضرت صاحب الزمانؑ تک دوبارہ ظہور فرمائیں گے اور جس کسی نے ان کی مدد کی ہوگی اسے انعام ملے گا اور جس کسی نے انہیں تکلیف پہنچائی ہوگی وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اس طرح قیامت سے پہلے بھی عذاب کا مزہ چکھنا پڑیگا۔ اس وقت اس آیہ کریمہ کی تاویل ظاہر ہوگی جسکا ترجمہ اس سے پہلے کردیا گیا ہے یعنی

وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوا فِى الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ، وَ نُمَكِّنَ بِهِمْ فِى الْاَرْضِ وَ نُرِىَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝

مفضل نے پوچھا: اس آیت میں فرعون اور ھامان سے کیا مراد ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: اس سے مراد فلاں اور فلاں ہے۔ مفضل نے پوچھا: کیا رسول خداؐ اور امیر المومنینؑ کیساتھ حضرت صاحب الامرؑ بھی ہونگے؟ فرمایا: ہاں! انکے لئے ضروری ہے کہ وہ ساری زمین کا چکر لگائیں۔ یہاں تک کہ کوہ قاف کے اس سرے تک اور ظلمات تک اور تمام سمندروں کو پھاڑیں گے یہاں تک کہ زمین پر کوئی ایسا خطہ نہیں رہیگا جہاں یہ حضراتؑ نہ پہنچیں اور دین خدا کو وہاں نافذ نہ کریں۔ پھر فرمایا: اے مفضل! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ دن آئیگا کہ ہم آئمہ کے گروہ اپنے جد نامدار جناب رسول خداؐ کے پاس کھڑے ہوں گے اور اس جفا کار امت نے حضرتؐ کی وفات کے بعد جو سلوک ہم سے کیا ہوگا اسکی شکایت کرینگے اور جو کچھ ہمارے ساتھ بیتی ہوگی، ہم اسے بیان کریں گے۔ لوگوں نے ہمیں جھٹلایا ہوگا، ہمیں گالیاں دیں ہوں گی، لعن طعن کیا ہوگا، ہمیں قتل کرنے کی دھمکیاں دیں ہوں گی، ہمیں شہروں سے بدر کیا ہوگا اور حرم خدا و رسولؐ سے نکالا ہوگا، ہمیں قید میں ڈالا ہوگا اور زہر

سے شہید کیا ہو گا۔ ان تمام واقعات کی شکایت کریں گے۔ پس حضرت رسالتمآبؐ کے آنسو جاری ہوں گے اور فرمائیں گے اے میرے بیٹو! تم پر جو مصائب وارد ہوئے گویا وہ تمہارے جد پر تم سے پہلے وارد ہوئے۔ پس اسکے بعد حضرت فاطمہ الزہراء (س) باغ فدک چھینے جانے کی شکایت کریں گی اور فرمائیں گی میں نے ان لوگوں کو بہت دلائل دیئے لیکن انہوں نے میری ایک نہ مانی۔ میں نے آپ کا دیا ہوا خط بھی انہیں دکھایا لیکن ان لوگوں نے مہاجرین وانصار کے سامنے اسے پارہ پارہ کر دیا اور اے میرے والد گرامی! میں آپکی قبر مبارک کیطرف آئی اور آپؐ سے میں نے ان کی شکایت کی۔ شیخین سقیفہ بنی ساعدہ کیطرف چلے گئے اور دوسرے منافقین بھی ان سے مل گئے۔ انہوں نے میرے شوہر سے خلافت چھین لی۔ پھر جب بیعت لینے آئے تو میرے شوہر نے مزاحمت کی تو ان لوگوں نے میرے گھر کے دروازے پر اہلبیتؑ رسالت کو جلانے کیلئے ایندھن جمع کیا۔ میں نے احتجاج کیا کہ اے فلاں! تمہیں یہ جرات کیسے ہوئی؟ کیا تو پیغمبرؐ کی نسل کو زمین سے نابود کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: اے فاطمہؑ! محمدؐ تو اس وقت موجود نہیں ہیں کہ ملائکہ آئیں گے اور آسمان سے امر ونہی لائیں گے۔ علیؑ سے کہو کہ آ جائے اور بیعت کر لے ورنہ اس گھر کو جلا کر راکھ کر دونگا اور کسی کو نہیں چھوڑونگا۔ پھر میں نے کہا خدایا! میں صرف تجھ سے شکایت کرتی ہوں کیونکہ تیرا پیغمبرؐ اس دنیا سے رخصت ہو چلا ہے اور اس کی امت نے کفر اختیار کر لیا ہے انہوں نے ہمارا حق غصب کیا ہے۔ اس پر اس نے آواز دی کہ عورتوں جیسی احمقانہ باتوں کو چھوڑو۔ خداوند تعالیٰ نے آپ لوگوں کو پیغمبری اور امامت دونوں عطا نہیں کیں۔ پھر اس نے مجھے تازیانہ مارا اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ اس نے میرے شکم پر دروازہ گرایا اور میرا چھ ماہ کا بچہ (محسن) شہید ہوا۔ میں نے فریاد کی واابتاہ، وارسول اللہؐ! تیری بیٹی فاطمہؑ کو جھٹلاتے اور تازیانے لگاتے ہیں، اس کے بیٹے کو شہید کرتے ہیں۔ جونہی میں نے اپنے بال کھولنے چاہے امیر المومنینؑ دوڑ پڑے۔ انہوں نے مجھے روک دیا اور کہا کہ اے رسول خداؐ کی بیٹی! آپؐ کے والد گرامی تو

رحمت اللعالمین ہیں۔ میں آپؐ کو قسم دیتا ہوں کہ آپؐ سر سے رومال کو نہ اتاریں اور سر کو آسمان کے نیچے نہ کھولیں۔ واللہ! اگر آپؐ نے ایسا کیا تو زمین میں کوئی بھی متحرک چیز اور ہوا میں کوئی پرندہ زندہ نہ رہیگا۔ پس میں رک گئی اور اسی درد و تکلیف نے میری جان لے لی۔

پھر امیر المومنینؑ شکایت کریں گے کہ میں حسنینؑ کو لے کر راتوں کو ہر مہاجر و انصار کے گھر جاتا رہا اور ان سب کو وہ بیعت یاد دلاتا رہا جو آپؐ نے میری خلافت کے سلسلے میں ان سے لی تھی۔ میں ان سے مدد طلب کرتا رہا۔ ان سب نے میرا ساتھ دینے کا وعدہ کیا لیکن جب صبح ہوئی تو ان میں سے کوئی بھی میری نصرت کو نہ آیا میں نے ان سے بہت رنج اٹھائے اور میرا معاملہ بھی ہارون کیطرح ہوا جنہوں نے موسیٰؑ سے کہا: اے میرے ماں جائی! بتحقیق آپ کی قوم نے مجھ پر ظلم ڈھائے اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے لیکن میں نے خدا کے لئے صبر کیا اور اتنی تکلیفیں اٹھائیں کہ کسی پیغمبرؐ کے وصی نے نہ اٹھائی ہوں گی۔ یہاں تک کہ انہوں نے عبدالرحمٰن ابن ملجم لعنت اللہ علیہ کے ذریعے مجھے شہید کر کے دم لیا۔

پھر امام حسنؑ اٹھیں گے اور کہیں گے: اے میرے جدؐ! جب میرے باپ کی خبر شہادت معاویہ کو ملی تو اس نے زیاد (ولد الزنا) کو ڈیڑھ لاکھ فوج کیساتھ کوفہ کیطرف روانہ کیا تا کہ مجھے میرے بھائی حسینؑ، دوسرے بھائیوں اور رشتہ داروں کے ہمراہ بیعت کے لئے مجبور کریں، جو کوئی قبول نہ کرے اسکی گردن مار کر اسکا سر معاویہ کو بھیج دیں میں اس پر اٹھ کر مسجد چلا گیا وہاں میں نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو نصیحت کی۔ انہیں معاویہ کے خلاف جنگ کی ترغیب دی تو بیس افراد کے علاوہ کسی نے میری آواز پر لبیک نہ کہا۔ میں نے آسمان کیطرف رُخ کر کے کہا: خداوندا! تو گواہ رہنا کہ میں نے انہیں تیرے عذاب سے ڈرایا اور اتمام حجت کر دی ہے۔ میں نے انہیں امر و نہی کر دی ہے لیکن انہوں نے میرا ساتھ نہیں دیا اور میرا فرمان بجا نہیں لائے۔ خداوندا! تو ان پر عذاب و مصیبت نازل فرما۔ پھر میں منبر سے نیچے اتر آیا۔ میں نے انہیں چھوڑ کر مدینے کا رخ کیا۔ یہ لوگ میرے قریب آئے اور کہنے لگے:

معاویہ نے کوفہ کی جانب لشکر بھیجا تھا جس نے مسلمانوں کے قتل و غارت سے ہاتھ رنگ لیے ہیں انہوں نے بچوں اور عورتوں کا بھی قتل عام کیا ہے۔ آیئے تاکہ اس سے جہاد کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں میں وفا نہیں ہے۔ میں تمہیں جانتا ہوں تم میری بیعت توڑ کر معاویہ سے جاملو گے اور اسطرح میری پریشانی میں اضافہ کرو گے۔ لہٰذا وہی ہوا جسکا مجھے ڈر تھا اور آخر کار مجھے مجبوراً صلح کرنا پڑی۔

پھر امام مظلوم حسینؑ اٹھیں گے۔ آپؑ نے اپنے خون سے خضاب کیا ہو گا اور آپؑ کے ہمراہ میدان کربلا میں شہید ہونے والے تمام شہداء ہوں گے۔ جب نبی اکرمؐ کی نظر آپؑ پر پڑیگی تو آپؐ گریہ کرنا شروع کریں گے۔ آپؐ کیساتھ تمام آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے بھی گریہ کرنے لگیں گے۔ اس وقت حضرت فاطمہ (س) ایک چیخ ماریں گی جس سے زمین لرزہ بہ اندام ہو گی۔ اس وقت حضرت امیر المومنینؑ اور حضرت امام حسنؑ رسول خداؐ کے دائیں جانب اور حضرت فاطمہ (س) آنخضرتؐ کی بائیں جانب کھڑی ہوں گی۔ امام شہیدؑ آنخضرتؐ کے نزدیک آئیں گے اور آنخضرتؐ انہیں سینے سے لگا کر کہیں گے: اے حسینؑ! میں تجھ پر قربان جاؤں۔ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور میری آنکھیں تیرے دیدار سے ٹھنڈی ہوں۔ پھر امامؑ کی دائیں جانب سے جناب حمزہ سید الشہداءؓ [20] کھڑے ہوں گے اور ان کی بائیں طرف سے جعفر طیارؓ [21] اور محسن کو حضرت خدیجہؑ اور فاطمہؓ بنت اسد اٹھائی ہوں گی اور فریاد کر رہی ہوں گی۔ اس موقع پر حضرت فاطمہ (س) جس آیت کی تلاوت کر رہی ہوں گی اس کا ترجمہ یہ ہے: یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا آج ہر ایک کو اپنے کیے کا نتیجہ بھگتنا پڑیگا۔ اگر کسی نے کوئی نیکی کی ہے تو اس کو موجود پائیگا اور اگر بدی کی ہے تو اسے بھی موجود پائیگا اس دن وہ آرزو کریگا کہ کاش میرے اور اس برے کام کے درمیان فاصلہ اور دوری ہوتی۔

پھر حضرت صادقؑ بہت روئے اور فرمایا: وہ آنکھیں کبھی ٹھنڈی نہ ہوں جو اس قصہ کو سن کر آنسو نہ بہائیں۔ مفضّل نے روتے ہوئے پوچھا: اے میرے مولا! ان کے لیے رونے کا کیا ثواب ہے؟ فرمایا! اگر شیعہ ہو تو اسکے ثواب کی کوئی انتہا نہیں۔ مفضّل نے پوچھا: اور کیا واقعہ ہوگا؟ فرمایا: حضرت فاطمہ (س) اٹھیں گی اور کہیں گی اے خدایا! مجھ سے کیے گئے وعدے کو وفا کر۔ جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا، میرا حق غصب کیا اور مجھے رلایا اور انہوں نے میرے تمام بیٹوں پر ظلم و ستم روا رکھے ان سے میرا انتقام لے۔ پس آپؑ کی اس آواز پر سات آسمانوں کے ملائکہ، عرش الٰہی کے حاملان اور جو کچھ دنیا اور تحت الثریٰ میں ہے گریہ وزاری شروع کر دیں گے اس طرح ہم پر ظلم کرنے والے اور ہمارے قاتل اور ہم پر کیے جانے والے ظلم پر راضی ہونے والے اس دن ہزار مرتبہ قتل کیے جائیں گے۔

مفضّل نے عرض کی: اے میرے مولا! کچھ شیعہ آپؑ اور آپکےؑ دوستوں اور دشمنوں کے اس دن زندہ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ فرمایا: کیا انہوں نے ہمارے جد امجد جناب رسول خداؐ اور ہم اہلبیتؑ کی یہ احادیث نہیں سنیں جن میں ہم نے بار بار اپنی واپسی کی خبر دی ہے۔ کیا انہوں نے آیت قرآنی وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ البتہ ہم انہیں ایک بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب کا مزا ضرور چکھائیں گے۔ فرمایا: چھوٹے عذاب سے مراد واپسی کا زمانہ ہے اور بڑے عذاب سے مراد عذاب قیامت ہے۔

پھر حضرتؑ نے فرمایا: ہمارے کچھ شیعہ جنہوں نے ہماری صحیح معنوں میں معرفت حاصل نہیں کی کہتے ہیں کہ واپسی کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں بادشاہی لوٹا دی جائیگی اور ہمارا مہدیؑ بادشاہ بنے گا۔ اس پر افسوس ہے جس نے یہ سمجھا کہ دین و دنیا کی بادشاہی ہم سے چھن گئی اور ہمیں لوٹ آئیگی۔ نبوت، وصایت اور امامت کی بادشاہی تو ہمیشہ سے ہمارے پاس رہی ہے۔ اے مفضّل! اگر ہمارے شیعہ قرآن میں تدبر کریں تو کبھی بھی ہماری فضیلت میں شک

نہ کریں گے۔ کیا انہوں نے یہ آیہ کریمہ نہیں سنی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَ نُرِيْدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ، وَ نُمَكِّنَ بِهِمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ

واللہ! اس آیہ کی تنزیل تو بنی اسرائیل میں ہے لیکن تاویل ہم اہلبیتؑ کی واپسی میں اور فرعون وھامان فلاں اور فلاں ہے پھر فرمایا: پھر میرے جد حضرت امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ اٹھیں گے اور ان پر ظالموں نے جو ستم کیا ہوگا اسکی جناب رسول خداؐ سے شکایت کریں گے۔ پھر میں اٹھوں گا اور منصور دوانقی نے جو سلوک میرے ساتھ کیا ہوگا میں جناب رسول خداؐ سے اسکی شکایت کرونگا۔

پھر میرا بیٹا امام موسیٰ کاظمؑ اٹھے گا اور اپنے جد سے ہارون رشید کی شکایت کریگا پھر علی ابن موسیٰ الرضاؑ اٹھے گا اور مامون ملعون کی شکایت کریگا۔ پھر امام محمد تقیؑ اٹھے گا اور مامون وغیرہ کی شکایت کریگا۔ پھر امام علی نقیؑ اٹھے گا اور متوکل کی شکایت کریگا پھر امام حسن عسکریؑ اٹھے گا اور معتمد کی شکایت کریگا۔ پھر امام صاحب الزمانؑ (جو اپنے جد رسول خداؐ کے ہم نام ہوں گے) اٹھیں گے۔ انکے پاس حضرت رسالتمآبؐ کا خون آلود لباس ہوگا جو جنگ احد کے دن خون آلود ہوا تھا اور آپؐ کے دانت مبارک شہید ہوئے تھے۔ ملائکہ امام زمانہؑ کے اردگرد کھڑے ہوں گے اور آپؑ فرمائیں گے۔ اے رسول خداؐ! مجھے آپؐ نے لوگوں کے بارے میں امور تفویض فرمائے اور دلیل قرار دیا اور آپؐ نے میرا نام، نسب اور کنیت تک لوگوں سے بیان فرمائی لیکن اس امت نے میرا انکار کیا اور میری اطاعت سے گریز کیا اور اس طرح کہتے رہے: وہ تو پیدا ہی نہیں ہوا، اسکا وجود ہی نہیں ہے اور ظہور نہیں کریگا۔ یا پھر اسطرح کہتے رہے وہ تو فوت ہو چکا ہے اگر زندہ ہوتا تو اتنے طویل عرصے تک کیوں غائب ہوتا؟ میں نے انکی سب باتوں پر خدا کیلئے صبر کیا۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے مجھے

ظہور کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر رسول خداؐ فرمائیں گے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّءُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ

اور فرمائیں گے کہ خدا کی فتح ونصرت آ گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول پورا ہوا:

وَ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَو كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

پھر فرمائیں گے:

اِنَّ فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا

مفضّل نے پوچھا: رسول خداؐ نے کون سا گناہ کیا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تیرے گذشتہ اور آئندہ کے گناہوں کو بخش دیگا؟'' حضرت صادقؑ نے فرمایا: اے مفضّل! رسول خداؐ نے دعا فرمائی تھی۔ اے خدایا! علیؑ اور اسکے بیٹوں کے (جو میرے اوصیاء ہیں) شیعوں کے آئندہ اور گذشتہ کے گناہوں کا بار میرے سپرد کر دے اور انکے گناہوں کے سبب مجھے پیغمبروں کے درمیان رسواء نہ کرنا تو حق تعالیٰ نے تمام شیعوں کے گناہ ان کے سپرد کیے اور بخش دیے۔ پھر مفضّل بہت رویا اور کہنے لگا کہ اے میرے سردار! یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے آپ آئمہؑ کی برکت سے ہم پر فضل و کرم کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا: اے مفضّل! یہ تجھ جیسے خالص شیعوں کیلئے ہے۔ اور اس حدیث کو ہرگز ایسے گروہ کے سامنے بیان نہ کرنا جو خدا کی معصیت کرنے کیلئے بہانہ تلاش کرتے ہوں۔ اس طرح اس فضیلت پر تکیہ کر کے عبادت ترک کریں۔ انہیں جان لینا چاہیئے کہ ہم انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے کیونکہ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''کسی ایسے کی شفاعت نہ کرو جو بُرا ہو اور شفاعت کرنے

والے خدا سے ڈرتے ہیں"۔

مفضّل نے پوچھا: یہ آیہ جو رسول خداؐ تلاوت فرمائیں گے: لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ کا کیا مطلب ہے؟ کیا حضرتؑ کا دین یہود و نصاریٰ، مجوسیوں اور صابیوں کے دین پر غالب آ جائیگا؟ کیا ابھی یہ واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا؟ فرمایا: اگر دین اسلام یہود و نصاریٰ، مجوسیوں، صابیوں اور دوسرے باطل ادیان پر غالب آیا ہوتا تو یہ ادیان صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہوتے۔ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ مہدیؑ اور جناب رسول خداؐ کی واپسی ہو گی اور اسوقت اس آیت پر عمل ہو گا۔

وَ قَاتِلُوۡهُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَ یَکُوۡنَ الدِّیۡنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ

پھر امامؑ نے فرمایا: حضرت مہدیؑ کوفے کی طرف رجوع کریں گے اور حق سبحانہ وتعالیٰ انکے لئے ملخ کی صورت میں سونے کی بارش کریگا۔ جس طرح حضرت ایوبؑ کے لئے ہوئی تھی اور آپکے اصحاب کو زمین کے خزانوں سے سونا چاندی اور جواہرات عطا فرمائیگا۔

مفضّل نے پوچھا: اگر آپ کا کوئی شیعہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا اور اس کے ذمے کسی برادر مومن کا کوئی قرض ہوا تو اس کا کیا بنے گا؟ حضرتؑ نے فرمایا: حضرت مہدیؑ تمام عالم کو ندا دیں گے کہ اگر ہمارے شیعہ پر کسی کا کوئی دَین ہے تو وہ بتائے پھر آپ اس تمام قرض کو ادا فرمائیں گے چاہے وہ پہاڑ جتنا ہو یا رائی کے دانہ کے برابر۔

# نویں حدیث

شیخ عظیم الشان محمد بن بابویہ قمیؒ نے معتبر سند کے ساتھ حضرت امام محمد تقیؑ سے روایت کی ہے اور آپ نے آباو اجداد سے روایت کی ہے: ایک دفعہ کا ذکر ہے امام حسینؑ اپنے جد سید الانبیاءؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اُبَی بن کعب [۲۲] بھی آنحضرتؐ کی خدمت میں موجود تھے جب امام داخل ہوئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: مرحبا! اے آسمانوں اور زمینوں کی زینت۔ اُبَی بن کعب نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپؐ کے علاوہ کیسے کوئی آسمانوں اور زمینوں کی زینت ہوسکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا، اے اُبَی! اس خدا کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا حسینؑ کا رتبہ آسمانوں میں زمین پر اسکے رتبے سے بلند ہے اور عرش کے دائیں جانب لکھا ہوا ہے کہ وہ چراغ ہدایت اور امت کی کشتی نجات ہے اور مخلوق کا پیشوا ہے اور اس میں کوئی کمزوری و سستی نہیں وہ فخر ہے، علم ہے اور دنیا والوں کے لئے نجات کا ذخیرہ ہے۔ بتحقیق حق تعالیٰ نے اس کے صلب میں پاک و پاکیزہ نطفہ ترتیب دیا اور اسے چند دعائیں تلقین فرمائیں کہ مخلوق میں سے جو کوئی ان دعاؤں کے ساتھ خدا کو یاد کرے تو خداوند تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس امام کے ساتھ محشور فرمائے گا اور یہ امام اسکی شفاعت کرے گا حق تعالیٰ اسکا غم رفع کرے گا اور قرض ادا کرے گا۔ اس کو دین و دنیا کی ہدایت دیگا اسے دشمنوں پر غالب کرے گا اور اسکے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اُبَی نے کہا: یا رسول اللہؐ! وہ دعائیں کون سی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بیٹھنے کی حالت میں کہو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ بِکَلِمَاتِکَ وَمَعَاقِدِ عَرۡشِکَ وَ سُکَّانَ
سَمٰوَاتِکَ وَ اَنۡبِیَائِکَ وَ رُسُلِکَ اَنۡ تَسۡتَجِیۡبَ لِیۡ فَقَدۡ
رَهَقَنِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرٌ، فَاَسۡئَلُکَ اَنۡ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنۡ تَجۡعَلَ لِیۡ مِنۡ عُسۡرِیۡ یُسۡرًا O

جب آپ یہ دعا پڑھیں گے تو خدا آپکے کاموں میں آسانی پیدا کرے گا اور آپکا سینہ علم ومعرفت کے لئے کھول دے گا اور موت کے وقت آپکو لا الہ الا اللہ کی شہادت نصیب ہوگی۔ اُبی نے کہا: یا رسول اللہ! میرے حبیب! حسینؑ کے صلب میں کیسا نطفہ ہے؟ فرمایا: اس نطفہ کی مثال چاند کی سی ہے اور اس سے علوم و معارف الٰہی کا ظہور ہوگا جو کوئی اسکی اتباع کرے گا اسکی اصلاح ہوگی۔ جو کوئی اس سے پہلو تہی کرے گا وہ جہالت کے گڑھے میں جا پڑیگا۔ پوچھا! اسکا نام کیا ہے اور اسکی دعا کونسی ہے؟ فرمایا: اسکا نام علی ہے اور اسکی دعا یہ ہے۔

یَا دَائِمُ یَا دَیْمُوْمِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا کَاشِفَ الْغَمِّ
وَ یَا فَارِجَ الْھَمِّ وَ یَا بَاعِثَ الرُّسُلِ وَ یَا صَادِقَ الْوَعْدِ

جو کوئی اس دعا کو پڑھے گا خداوند متعال اسے علیؑ بن حسینؑ کے ساتھ محشور کرے گا اور حضرت اسکی بہشت کی طرف راہنمائی فرمائیں گے۔ اُبی نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا اسکا کوئی خلیفہ یا وصی ہے؟ فرمایا! ہاں اسکے لئے آسمان و زمین کی میراث ہے۔ پوچھا آسمان و زمین کی میراث سے کیا مراد ہے؟ فرمایا حق کے ساتھ لوگوں کے درمیان حکم کرنا اور احکام الٰہی کی تفسیر و تاویل کرنا اور اسکے بعد قیامت تک جو کچھ واقع ہوگا اسکا بیان کرنا۔ اُبی نے پوچھا: اسکا نام کیا ہے؟ فرمایا! اسکا نام محمد ہے بہ تحقیق آسمانوں میں فرشتے اسکے ساتھ انس رکھتے ہیں اور وہ اپنی دعا میں کہتا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ لِیْ عِنْدَکَ رِضْوَانٌ وَوُدٌّ فَاغْفِرْ لِیْ وَ لِمَنْ
تَبِعَنِیْ مِنْ اِخْوَانِیْ وَ شِیْعَتِیْ وَ طَیِّبْ مَا فِیْ صُلْبِیْ

پس حق تعالیٰ نے اسکے صلب میں پاک و مبارک نطفہ ترتیب دیا ہے جو تمام برائیوں سے مبرا و منزہ ہے اور مجھے جبرائیلؑ نے خبر دی کہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے اس نطفہ کو پاک و پاکیزہ قرار دیا اور اسکا نام جعفر رکھا وہ ھادی اور ہدایت پانے والوں کا سردار ہے۔ اور

قضائے الٰہی پر راضی بہ رضا ہے اور خدا کو اس دعا کے ساتھ یاد کرتا ہے:

''یَادَانٍ غَیْرَ مُتَوَانٍ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ! اِجْعَلْ لِشِیْعَتِیْ مِنَ النَّارِ وَقَاءً وَّلَهُمْ عِنْدَکَ رِضًا ، وَّ اغْفِرْ ذُنُوْبَهُمْ ، وَ یَسِّرْ اُمُوْرَهُمْ ، وَاقْضِ دُیُوْنَهُمْ ، وَاسْتُرْ عَوْرَاتِهِمْ ، وَ هَبْ لَهُمُ الْکَبَائِرَ الَّتِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَهُمْ یَا مَنْ لَّا یَخَافُ الضَّیْمَ وَلَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ اِجْعَلْ لِیْ مِنْ کُلِّ غَمٍّ فَرَجًا O

جو کوئی اس دعا کو تلاوت کرے گا خداوند تبارک وتعالیٰ اسکو سفید چہرے کے ساتھ جعفر بن محمد کے ساتھ بہشت کی طرف روانہ فرمائے گا۔ اے اُبّی! بہ تحقیق خداوند متعال نے اس سے پاک و پاکیزہ نطفہ ترتیب دیا ہے جس پر خدا نے اپنی رحمت فرمائی اور اسکا نام اپنے ہاں موسیٰ رکھا۔ اُبی نے کہا: یارسول اللہ! یہ سب ایک دوسرے کی توصیف کرتے اور ایک دوسرے سے متولد ہوں گے ایک دوسرے کی میراث اور علم پائیں گے اور ہر ایک دوسرے کی فضیلت بیان کرے گا۔ فرمایا: مجھ تک یہ اوصاف خداوند تبارک وتعالیٰ نے جبرائیل کے ذریعے پہنچائے ہیں۔ اُبی نے پوچھا: کیا اسکی بھی کوئی دعا ہے؟ فرمایا: ہاں وہ اپنی دعا میں کہتا ہے

یَا خَالِقَ الْخَلْقِ وَیَا بَاسِطَ الرِّزْقِ وَیَا فَالِقَ الْحَبِّ وَ النَّوَایٰ وَ یَا بَارِیَ النَّسَمِ وَ مُحْیِیَ الْمَوْتٰی وَمُمِیْتَ الْاَحْیَاءِ وَ دَائِمَ الثَّبَاتِ اِفْعَلْ بِیْ مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ

• جو کوئی اس دعا کو پڑھے گا خداوند تعالیٰ اسکی حاجت پوری فرمائے گا اور اسے قیامت کے روز موسیٰ بن جعفر کے ساتھ محشور کرے گا اور بہ تحقیق خداوند تعالیٰ نے اسکے صلب میں پاکیزہ اور پسندیدہ نطفہ قرار دیا جسکا نام اسنے علی رکھا وہ علم و حکمت میں خداوند تعالیٰ کا پسندیدہ ہے اور اسکو شیعوں کے لئے حجت قرار دیا تا کہ اسکے ذریعے قیامت میں اتمام حجت

کرے۔اسکی دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ الْھُدیٰ وَ ثَبِّتْنِیْ عَلَیْہِ وَ حْشُرْنِیْ عَلَیْہِ اٰمِنًا اَمْنَ مَنْ لَّا خَوْفَ عَلَیْہِ وَلَا حُزْنَ وَلَا جَزَعَ اِنَّکَ اَھْلُ التَّقْویٰ وَ اَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ

اور بتحقیق خداوند تبارک و تعالیٰ نے اسکے صلب میں مبارک، طیب، پاکیزہ اور پسندیدہ نطفہ قرار دیا جسکا نام اس نے محمد بن علی رکھا اور وہ شیعوں کی شفاعت کرے گا وہ علم الٰہی کا وارث، راہ ہدایت کی روشن علامت اور پروردگار کی ظاہرہ حجت ہے، وہ ولادت کے وقت کہے گا ''لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ''

اپنی دعا میں کہتا ہے:

یَا مَنْ لَّا شَبِیْہَ لَہُ وَلَا مِثَالَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا خَالِقَ اِلَّا اَنْتَ تُفْنِی الْمَخْلُوْقِیْنَ وَ تَبْقیٰ اَنْتَ حَلُمْتَ عَمَّنْ عَصَاکَ وَ فِی الْمَغْفِرَۃِ رِضَاکَ

جوکوئی اس دعا کو پڑھے گا حضرت امام محمد تقیؑ اسکی شفاعت کرینگے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے صلب میں ایک نطفہ قرار دیا ہے جو نہ تو ظلم کرنے والا ہے اور نہ فساد کرنے والا۔ وہ نیک، مبارک، طیب اور طاہر ہے، اپنے ہاں اسکا نام علی بن محمد رکھا اور اسے تسکین و وقار کی خلعت پہنائی، اپنے علوم کا وارث قرار دیا ہے اس پر ہر خفیہ راز ظاہر کیا ہے جوکوئی اسکو ملے گا اگر اسکے سینے میں کوئی راز ہوا تو وہ اس راز کی خبر دیگا اور اسکو اسکے دشمن کی پہچان کرائیگا۔

اپنی دعا میں یوں کہتا ہے:

یَانُوْرُ یَا بُرْھَانُ یَا مُنِیْرُ یَا مُبِیْنُ یَا رَبِّ اکْفِنِیْ شَرَّ الشُّرُوْرِ وَ آفَاتِ الدُّھُوْرِ وَ اَسْئَلُکَ النَّجَاۃَ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ

جوکوئی اس دعا کو پڑھے اسکی شفاعت امام علی نقیؑ کریں گے اور اسے

بہشت کی جانب لے جائیں گے خدا نے اس کی پشت میں جو نطفہ قرار دیا ہے اسکا نام حسن رکھا اسے شہروں کا نور قرار دیا اور زمین میں اپنا جانشین بنایا اور وہ اپنے جد کی امت کی عزت کا موجب بنا۔ اس نے شیعوں کی رہنمائی کی اور پروردگار کے ہاں انکی شفاعت کی اور جس کسی نے اسکی مخالفت کی وہ اسکے لئے عذاب کا باعث بنا جس کسی نے اسکی ولایت و محبت کو دل و جان سے قبول کیا اسکے لئے حجت قرار پایا اور جس کسی نے اسے اپنا امام مانا اسکے لئے دلیل و برھان بنا۔

اپنی دعا میں کہتا ہے:

یَا عَزِیْزَ الْعِزِّ فِی عِزِّہٖ مَااَعَزَّ عَزِیْزَ الْعِزِّ فِیْ عِزِّہٖ یَا عَزِیْزُ اَعِزَّنِی بِعِزِّکَ وَ اَیِّدْنِی بِنَصْرِکَ وَ ابْعِدْ عَنِّیْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَ ادْفَعْ عَنِّیْ بِدَفْعِکَ وَامْنَعْ عَنِّیْ بِمَنْعِکَ وِاجْعَلْنِیْ مِنْ خِیَارِ خَلْقِکَ یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا فَرْدُ یَا صَمَدُ

جو کوئی اس دعا کو پڑھے خداوند تعالیٰ اسے آنحضرت کے ساتھ محشور کرے گا اور آتش جہنم سے نجات دے گا اگر چہ وہ جہنم کا مستحق ہی کیوں نہ ہو۔ خداوند تعالیٰ نے اسکی پیٹھ میں مبارک، پاکیزہ اور طیب و طاہر و مطہر نطفہ ترتیب دیا ہے کہ اس سے ہر وہ مومن راضی ہوگا جس سے خداوند تعالیٰ نے روز اَلَست آنحضرتؐ کی ولایت کا اقرار لیا ہے اور انکا منکر جس نے اس دن انکی ولایت کو قبول نہیں کیا وہ کافر ہوگا پس وہ امام، پرہیز گار، پاکیزہ کردار، نیک لوگوں کو خوش کرنے والا، پروردگار کا پسندیدہ ہدایت شدہ اور ہدایت کرنے والا لوگوں کو حق و عدالت کی طرف بلانے والا خدا کی تصدیق کرنے والا۔ اور خدا اسکی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ خدا اسکی ہر بات کی تصدیق کریگا۔ جب اسکی علامات اور دلائل ظاہر ہو جائیں گے تو وہ مکہ سے خروج کرے گا۔ اسکے خزانوں میں سونے اور چاندی کی بجائے نفیس و تنومند گھوڑے اور

شجاع مرد ہوں گے اسکے ساتھیوں کی تعداد بدر والوں کی طرح ۳۱۳ ہو گی اسکے پاس سر بمہر صحیفہ ہوگا جسمیں اسکے اصحاب کے نام، نسب اور شہروں کا ذکر ہوگا۔ اسکے علاوہ ان لوگوں کی فطرت، صفات اور کنیت کا ذکر ہوگا۔ یہ لوگ اسکی اطاعت میں سر سے گزرنے والے ہوں گے۔ اُبی نے پوچھا: یارسول اللہؐ! اسکے دلائل اور علامات کیا ہوں گی؟ فرمایا: اسکے پاس ایک علَم ہے جو خروج کے وقت خود بخود کھل جائے گا اور بحکم خدا مخاطب ہو کر حضرتؑ سے کہے گا۔ کہ اے دوست خدا! اب ظہور فرما۔ اور خدا کے دشمنوں کو نیست و نابود کر دے۔ اسکی ایک اور نشانی ایک شمشیر ہو گی۔ جو خروج کے وقت خود بخود نیام سے باہر آ کر کہے گی: اے ولی خدا! اب خدا کے دشمنوں سے جہاد کا وقت قریب آ گیا ہے پس خروج کرو اور خدا کے دشمنوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور حدود الہی کو نافذ کر دو۔ وہ خدا کے حکم کو جاری کریگا اور جب ظہور کریگا تو جبرائیل اسکی دائیں جانب ہوگا اور میکائیل بائیں جانب۔ وہ ایک نہ ایک دن ظہور کرے گا اگر چہ اسمیں طویل عرصہ کیوں نہ لگے۔ میں اپنے امور خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اے اُبیّ! خوش قسمت ہے وہ شخص جو اسکا دیدار کرے۔ جو کوئی اس پر فریفتہ ہوگا جنت اسے ملے گی اور جو کوئی اسکی امامت کا قائل ہوگا سعادت مند ہوگا اور خدا اسکے ذریعے شیعوں کو ہلاکت سے نجات دے گا اور خدا اور رسولؐ اور تمام آئمہؑ کے اقرار کی بنا پر خداوند تعالیٰ ان کے لئے بہشت کے دروازے کھول دے گا۔ اماموں کی مثال زمین میں ایسی ہے جیسے ہمیشہ اپنی خوشبو سے معطر کرنے والی مشک ہو اور اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہ آئے اور آسمانوں میں انکی مثال روشنی دینے والے چاند کی سی ہے جسکی روشنی کبھی زائل نہیں ہوتی۔ اُبیّ نے کہا: یارسول اللہؐ! خداوند تعالیٰ نے انکی کیا صفات بیان فرمائی ہیں؟ فرمایا: حق سبحانہ وتعالیٰ نے آسمان سے ہر امام کے لئے ایک صحیفہ نازل فرمایا جو سر بمہر ہوگا اور اسکی مہر پر ان بارہ میں سے ہر ایک کا نام کندہ ہوگا۔ اس صحیفے میں اسکے اوصاف اور احکامات خداوندی کا اندراج ہوگا۔

# دسویں حدیث

محمد بن بابویہ قمیؒ اور شیخ طوسیؒ [۲۳] نے امام علی بن موسیٰ الرضاؑ سے معتبر اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: ہمارے شیعوں کو ایک عظیم فتنے کا سامنا کرنا پڑے گا اسوقت میرے بیٹوں میں ایک عظیم الشان بیٹا شھادت پائے گا اور اسکے بعد انکا امام غائب ہوگا اہل آسمان و زمین اسپر روئیں گے بہت سے مومنین اسکے لئے غم گین ہوں گے۔ وہ اپنے جلے ہوئے دلوں کے ساتھ اسکو یاد کریں گے امامت کا یہ صاف و شفاف چشمہ ان سے مخفی ہو جائے گا اور جب ماہ رجب میں اسکے ظہور کا وقت قریب ہوگا۔ تو آسمان سے تین آوازیں آئیں گی جن کو دور و نزدیک والا سنے گا ایک آواز ہوگی ''اَلا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰالِمِیْنَ'' یعنی ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ دوسری آواز ''اَزِفَتِ الْاٰ زِفَۃُ'' یعنی وہ امر قریب آگیا جس نے قریب آنا تھا۔ تیسری آواز اس وقت ہوگی جب سورج کے قریب ایک بدن دکھائی دے گا۔ ھٰذَ اَمِیْرُ الْمُوْمِنِیْنَ قَدْ کَرَّفِیْ ھَلَاکِ الظّٰالِمِیْنَ'' یعنی یہ امیر المومنینؑ ہیں اور ظالموں کو ہلاک کرنے کے لئے واپس آئے ہیں۔ پس اسوقت مومن خوش ہو جائیں گے اور مردے آرزو کریں گے کہ کاش ہم زندہ ہو جاتے خدا مومنوں کے سینوں کو منافقوں کے کینے اور غم سے نجات دے گا۔ معتبر روایات میں آیا ہے کہ حضرت قائم آل محمدؑ کے خروج کے روز ایک فرشتہ آواز دے گا: بتحقیق حق علیؑ اور انکے شیعوں کے ساتھ ہے اسی دن شام کو شیطان کی آواز آئے گی: حق فلاں اور فلاں اور اسکے شیعوں کے ساتھ ہے پس وہ لوگ جو صاحب یقین نہ ہونگے اور انکا دل شک و شبہ میں مبتلا ہوگا' دوسری آواز سے گمراہ ہو جائیں گے اور وہ لوگ جو صاحب یقین ہونگے اور انہوں نے آئمہؑ کی احادیث کا مطالعہ کیا ہوگا۔ اور ان پر ایمان لائے ہوں گے وہ اپنے ایمان پر ثابت و استوار ہوں گے۔

نیز معتبر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت بروز ہفتہ محرم الحرام کو عاشورہ کے

دن ظہور فرمائیں گے اور آپکی پشت حجر اسود کی طرف ہوگی۔ سب سے پہلے جبرائیل سفید پرندے کی صورت میں نازل ہوگا اور آپ کی بیعت کرے گا۔ جبرائیل کا ایک پاؤں کعبہ پر اور دوسرا پاؤں بیت المقدس پر ہوگا اور نہایت فصیح آواز میں ندا دے گا جسے تمام اہل عالم سنیں گے: کہے گا ''اَتٰی اَمۡرُاللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ یعنی امر الٰہی پہنچ آیا۔ پس اس کے آنے کی جلدی نہ کرو۔ ایک دوسری روایت ہے کہ جبرائیلؑ حضرت قائم آل محمدؑ کو نام ونسب سے ندا دیں گے۔ اہل عالم سے جو کوئی سویا ہوگا' بیدار ہو جائیگا، جو کوئی بیٹھا ہوگا' اٹھ کھڑا ہوگا اور جو کوئی کھڑا ہوگا' خوف سے نیچے بیٹھ جائیگا۔

حضرتؑ کی من جملہ علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپؑ ایک جوان کی صورت میں ظہور فرمائیں گے جو کوئی آپؑ کو دیکھے گا خیال کریگا کہ آپؑ چالیس سالہ جوان یا اس سے کم عمر جوان ہیں، آپؑ رحلت فرمانے تک اسی حالت پر برقرار رہیں گے اور کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے۔ متعدد احادیث میں آپؑ کے ظہور سے پیشتر کی علامات کا ذکر آیا ہے ان میں سے پانچ یہ ہیں: آسمانی آواز، سفیانی کا خروج اور اسکے لشکر کا زمین میں دھنس جانا، کعبۃ اللہ میں یا کوفہ کی پشت پر حسنی سادات سے نفس ذکیہ کا قتل، یمن سے یمانی کا خروج، آپؑ کے خروج کے وقت تین سو تیرہ شیعہ دنیا کے کونے کونے اور مختلف شہروں سے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے، ان میں سے بعض ایسے ہوں گے جو رات کو سوئیں گے اور صبح اپنے آپ کو مکہ میں پائیں گے اور بعض علی الاعلان سوار ہو کر وہاں پہنچیں گے۔ پھر حضرتؑ ان لوگوں کے درمیان تین سو تیرہ آسمانی تلواریں تقسیم کریں گے جن پر ان افراد کے نام بمعہ ولدیت، حلیہ اور نسب کندہ ہوگا۔ معتبرہ احادیث کی روشنی میں آپؑ کے ظہور کی علامات میں سے یہ بھی ہیں کہ جب ماہ رمضان المبارک نصف گزر جائیگا تو سورج گرہن واقع ہوگا اور اسکے آخر میں چاند گرہن بھی واقع ہوگا۔ یہ دونوں واقعات علمِ نجوم کے قواعد کے برعکس وقوع پذیر ہونگے۔ ایک اور علامت وادیٔ بیداء کی سرزمین کا لوگوں کو نگل جانا ہے،

سورج کا آسمان کے درمیان اوّلِ زوال سے وقت عصر کے وسط تک رک جانا، مغرب سے آفتاب کا طلوع کرنا، دمدار ستارے کا مشرق میں ظاہر ہونا اور چاند کی مانند روشنی دینا' اس ستارے کا اسطرح خم ہونا کہ اس کے دونوں اطراف ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں، آسمان سے سرخی کا ظاہر ہونا جو آسمان کے اطراف میں پھیل جائیگی، مشرق میں ایسی آگ کا لگنا جو تین یا سات یوم تک نہیں بجھے گی، نئے لوگ حاکم بنائے جائینگے، اہل مصر اپنے بادشاہ کو قتل کر ڈالیں گے، شام کی تباہی ہو گی اور شام میں خلافت و بادشاہی کے تین عَلَم بلند ہونگے اور بنی قیس وعرب کے عَلَم مصر میں داخل ہو جائیں گے، عربی قبیلے کندہ کے عَلَم خراسان کا رخ کرینگے، نبوت کے ساٹھ جھوٹے دعویدار سامنے آئیں گے، آلِ ابی طالبؑ سے بارہ جھوٹے عَلَم بلند ہونگے جو سب کے سب امامت کا دعویٰ کریں گے، بغداد میں سیاہ آندھی آئیگی، زلزلے سے اکثر شہر زمین میں دھنس جائیں گے، عراق میں خوف و ہراس، قتل و غارت گری اور طاعون کا دور دورہ ہو گا۔ اس ملک کی زراعت، مال ومتاع اور پھل وغیرہ برباد ہو جائیں گے۔ وقت بے وقت ملخ یہاں کی کھیتی باڑی کو برباد کرتے رہیں گے۔ دو عجمی قبائل کی آپس میں جنگ ہو گی جسکے نتیجے میں کافی خون بہہ جائیگا اور ایک بدعتی گروہ بندر وخنزیر کی شکل میں مسخ ہو جائیگا۔

# گیارہویں حدیث

محمد بن بابویہ، جعفر بن قولویہ اور محمد بن ابراہیم نعمانیؒ نے حضرتِ ابی عبداللہ جعفر بن محمد الصادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا:

گویا میں حضرت قائمؑ کو کوفہ میں دیکھ رہا ہوں۔ آپؑ رسول خداؐ کی زرہ پہنے ہوئے ایسے سیاہ رنگ گھوڑے پر سوار ہیں جسکے ماتھے پر سفید تاج ہے، وہ گھوڑے کو یوں حرکت دیتے ہیں کہ گویا تمام دنیا کے لوگ انہیں اپنے شہروں میں پاتے ہیں، پھر وہ رسول اللہؐ کے جھنڈے کو کھولتے اور لہراتے ہیں، اور روشنی کا ایک ستون ان کے پاس ہے جو عرش تک بلند ہے اور حق تعالیٰ کی نصرت و مدد کے تمام اجزاء انہیں مہیا ہیں۔ آپؑ جس کسی جماعت کیطرف اپنے علم کو لہراتے ہیں، خدا انہیں ہلاک کرتا ہے لیکن مومنین آپؑ کی حرکت سے اپنے اندر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کیطرح جذبۂ شجاعت محسوس کرتے ہیں، ہر مومن چالیس مردوں کی قوت حاصل کر لیتا ہے، آپؑ کی آمد پر خداوند تبارک وتعالیٰ ہر مومن کی قبر میں سکون و قرار و مسرت داخل کریگا اور قبروں میں مقیم مومنین ایک دوسرے کی زیارت کیلئے جائیں گے اور ایک دوسرے کو قائم آل محمدؑ کے ظہور کی بشارت دیں گے۔

پھر آنحضرتؑ پر تیس ہزار تین سو تیرہ فرشتے نازل ہونگے ان میں سے کچھ فرشتے وہ ہیں جو حضرت نوحؑ کی کشتی میں تھے اور کچھ وہ ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ تھے، جس وقت نمرود آپؑ کو آگ میں ڈال رہا تھا اور کچھ وہ ہیں جو اس وقت موسیٰؑ کے ساتھ تھے، جس وقت دریا کو ان کے لیے پھاڑ دیا گیا، کچھ وہ ہیں جو اس وقت عیسیٰؑ کے ساتھ تھے جب خدا نے آپکو آسمان پر اٹھا لیا، چار ہزار نشان زدہ ملائکہ اور ہزار دوسرے ملائکہ جو صف بہ صف نازل ہونگے یعنی تین سو تیرہ وہ فرشتے ہیں جو جنگِ بدر میں آنحضرتؐ پر نازل ہوئے تھے اور چار ہزار فرشتے وہ ہیں جو حضرت امام حسینؑ کی مدد کیلئے آئے تھے لیکن حضرتؑ نے ان کو

جنگ کی اجازت نہیں دی تھی، یہ فرشتے آنحضرتؑ کی قبر کے ارد گرد گریہ کناں ہیں اور ان کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود ہیں وہ قیامت تک گریہ کرتے رہیں گے' انکا سربراہ منصور ہے جو کوئی حضرتؑ کی زیارت کیلئے جاتا ہے یہ ملائکہ اسکا استقبال کرتے ہیں اور جو کوئی آپؑ کی زیارت سے وداع کرتا ہے اسے الوداع کرتے ہیں اور حضرتؑ کے زائرین میں سے جو کوئی بیمار ہوتا ہے' اسکی عیادت کرتے ہیں اور جو کوئی فوت ہوتا ہے اسکی نمازِ جنازہ پڑھتے اور اسکے لئے استغفار کرتے ہیں' یہ سب کے سب زمین میں ہیں اور حضرت قائمؑ کے ظہور کے منتظر ہیں اور آپؑ کی نصرت کریں گے۔

حضرتؑ کے اوصاف کے بارے جو کچھ معتبر روایات کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، اس کو مختصر صورت میں یہاں بیان کرتے ہیں: حق تعالیٰ نے ذوالقرنین کو بادل کے صاف و شفاف ٹکڑے (جو بغیر کسی آواز کے چلتا تھا) اور ابرِ صعب (یعنی بجلی، گھن و گرج اور کڑک والے بادل کے ٹکڑے) کے درمیان اختیار دیا تھا کہ آپ جسے چاہیں اختیار کرلیں تو آپ ابر ذلول یعنی صاف و شفاف ٹکڑے کو استعمال میں لائے اور بجلی، گھن و گرج اور کڑک والے بادل کے ٹکڑے کو قائم آل محمدؑ کیلئے رکھ دیا۔ حضرتؑ اسی بادل کے ٹکڑے پر سوار ہونگے اور سات آسمانوں اور زمینوں کا چکر لگائیں گے؛ مختلف انواع کی ہوائیں آپؑ کیلئے مسخر ہونگی، آپؑ طویل عمر گذار چکے ہونگے لیکن آپؑ کی ظاہری صورت جوانوں جیسی ہوگی، آپؑ کی جسمانی قوت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؑ بڑے سے بڑے درخت کو بھی ہاتھ سے کھینچ کر جڑوں سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ اگر آپؑ پہاڑوں کے درمیان آواز لگائیں گے تو پتھر گر پڑیں گے۔ آپؑ مشرق و مغرب میں جائیں گے' کوئی پہاڑ، سمندر اور صحراء نہیں بچے گا جہاں آپؑ کے قدم مبارک نہ پہنچیں گے اور وہاں دین حق کو برپا نہ کریں گے۔

آپؑ کیلئے زمین کے خزانے اور ہر قسم کی معدنیات ظاہر ہو جائیں گی۔ آپؑ جس طرف سے گذریں گے دنیا والوں پر آپؑ کا رعب و دبدبہ ہوگا، آپؑ لوگوں کو چہروں

سے پہچان لیں گے۔ آپؑ کو لوگوں کے درمیان انصاف کرنے کیلئے کسی گواہ کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ آپؑ حضرت داؤدؑ و سلیمانؑ کی طرح اپنے علم سے حکم جاری کریں گے۔ آپؑ جہاں جائیں گے بادل کا ایک ٹکڑا آپؑ کے سر پر سایہ فگن ہوگا، اس بادل سے فصیح زبان میں آواز آ رہی ہوگی جسے تمام مخلوق سنے گی کہ یہ مہدیؑ آل محمدؐ ہیں جو زمین کو اسطرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے پُر ہو چکی ہے۔ آنخضرتؑ کا سایہ نہ ہوگا۔ آپؑ اور آپؑ کے لشکر کے لئے زمین سمٹ جائیگی اور بڑے سے بڑے فاصلے کو نہایت مختصر مدت میں طے کر لیں گے۔

جب آپؑ مکہ سے باہر نکلیں گے تو حضرتؑ کی طرف سے منادی یہ ندا دیگا: کسی کو آب و دانہ ساتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں اور آپؑ کیساتھ ایک اونٹ کے بار جتنا حضرت موسیٰؑ کا پتھر ہوگا جہاں کہیں آپؑ پڑاؤ ڈالیں گے اس پتھر کو نصب کریں گے، اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہونگے جو کوئی پیاسا اس سے پانی پئے گا سیر ہو جائیگا اور جو کوئی بھوکا اس سے کھائیگا وہ بھی سیر ہو جائیگا۔ جب آپؑ نجف اشرف پہنچیں گے تو وہاں ساکن ہو جائیں گے، اس پتھر سے پانی اور دودھ جاری ہوگا، یہ دودھ اور پانی ہر پیاسے اور بھوکے کو سیر و سیراب کرتا رہیگا۔

ایک دوسری روایت ہے کہ اس پتھر سے پانی، کھانا اور گھاس نکلے گا تا کہ لوگوں کے علاوہ ان کے حیوانات بھی اس سے استفادہ کریں۔ حضرتؑ کے پاس موسیٰؑ کا عصا بھی ہوگا، جب کبھی اس عصا کو پھینکیں گے، اژدھا بن جائیگا۔ حضرتؑ جسکا حکم دیں گے اسے اژدھا نگل جائیگا وہ پیراہن جسے جبرائیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے لئے جنت سے اس وقت لے کر آئے تھے جب آپؑ کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا اور حضرت ابراہیمؑ نے اسے پہنا تو آگ نے ان پر اثر نہ کیا، یہ وہی پیراہن تھی جسے حضرت یوسفؑ نے مصر میں کھولا تھا تو اس کی بو حضرت یعقوبؑ نے شام میں سونگھ لی تھی اور جب یہ پیراہن انکے چہرے پر ڈالی گئی تو ان کی آنکھوں

میں بینائی آ گئی۔ جس وقت حضرت صاحب الامرؑ ظہور فرمائیں گے، تو اسے پہنے ہوئے ہونگے، آپؑ کے ہاتھ میں حضرت سلیمانؑ کی انگشتری ہوگی، آپؑ کے پاس بنی اسرائیل کا تابوت ہوگا جس میں انبیاء علیہم السلام کے آثار و ساز و سامان رکھے ہوں گے، آپؑ کسی کافر کو معاف نہ کریں گے اور اگر کوئی کافر درخت یا پتھر کے پیچھے چھپنے کی کوشش کریگا تو وہ درخت آواز دیگا کہ یہ کافر میرے پاس ہے، آیئے اور اسے واصل جہنم کریں۔

آپؑ جب ظہور فرمائیں گے تو مومنوں کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیریں گے جس سے ان کی عقول کمال حاصل کرلیں گی اور اس زمانے میں ہر شیعہ کی قوت چالیس مردوں کے برابر ہو جائیگی، ان کے دل آہن کی طرح مضبوط ہونگے، اگر کسی کام کو کرنا چاہیں گے تو اسے کر کے چھوڑیں گے، ہر چیز حتیٰ کہ زمین کے درندے اور ہوا کے پرندے انکی اطاعت کریں گے، اگر آپؑ کے اصحاب میں سے کوئی زمین پر پاؤں رکھے گا تو وہ زمین دوسری زمینوں پر فخر کریگی کہ حضرتؑ کے صحابی نے مجھ پہ پاؤں رکھا۔ خداوند تعالیٰ ان کے دل سے خوف و ناامیدی نکال دیگا اور یہ کمزوریاں انکے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیگا۔ ان میں سے ہر ایک چابک دست، نیزہ باز اور شیر سے زیادہ جرات مند ہوگا، وہ دشمنوں کو اپنے پاؤں کے نیچے روندھ ڈالیں گے۔ خداوند تعالیٰ ان کے کانوں اور آنکھوں کو ایسی طاقت دیگا کہ وہ جہاں کہیں ہونگے حضرتؑ کے جمال شریف کی زیارت کرسکیں گے بلکہ آپؑ سے گفتگو بھی کرسکیں گے اور آپؑ کا جواب بھی سن سکیں گے۔ انکی تمام تکالیف و مصائب اور بیماریاں حضرتؑ کی برکت سے برطرف ہو جائیں گی۔ آسمانوں کی برکات میں اضافہ ہوگا، آسمانی بارشیں جو امیرالمومنینؑ کی خلافت کے غصب ہونے کی بناء پر منقطع ہوگئی تھیں، جاری ہونگی، لوگوں کے دلوں سے کینہ محو ہو جائیگا۔ درندے اور حیوانات ایک دوسرے سے آشتی کرلیں گے اور کوئی کسی کو نقصان دینے کیلئے تیار نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک عورت اکیلی عراق سے شام تک کا سفر کر سکے گی۔ ہر جگہ سبزہ زار ہوگا۔ انسان کو کسی چور اچکے اور درندے کا خوف نہ ہوگا۔

جب آپؑ ظہور فرمائیں گے تو کعبہ کے کلید برداروں یعنی بنی شیبہ کے ہاتھ کاٹ دیں گے اور انہیں کعبہ پر آویزاں کر دیں گے پھر آواز لگائیں گے یہ خانۂ خدا کے چور ہیں۔ امام حسینؑ کے قاتلوں کی اولاد کو اس لئے قتل کریں گے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے کئے پر راضی تھے کیونکہ جو کوئی کسی بری بات پر راضی ہو گویا ایسے ہے کہ اس نے خود وہ کام انجام دیا ہے۔ آپؑ ظالموں سے حضرت فاطمہ (س) اور ماریہ [۲۴] مادر ابراہیمؑ کا انتقام لیں گے جو کوئی زکوٰۃ ادا نہیں کریگا اس کی گردن ماریں گے۔ زمین آپؑ کے نور سے روشن ہوگی اور تاریکی چھٹ جائیگی، لوگوں کو سورج اور چاند کی ضرورت نہ پڑیگی، شیعوں میں سے ہر ایک کی عمر اتنی لمبی ہوگی کہ ہر ایک سے ایک ہزار بیٹا پیدا ہوگا۔

آپؑ کوفہ میں ایک ایسی مسجد کی بنیاد رکھیں گے جسکے ہزار دروازے ہوں گے اور حضرت امام حسینؑ کی قبر کی پشت سے نجف اشرف کیطرف ایک نہر جاری فرمائیں گے جس کا پانی دریائے نجف میں گرے گا اور اسکے درمیان پل تعمیر کیے جائیں گے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک شخص نے گندم کی بوری سر پر رکھی ہوئی ہے اور وہ نہرِ کربلا کی طرف جا رہا ہے تا کہ اسے پسوائے وہ بغیر کرایہ دیے اسے پسوائے گا اور آنحضرتؑ اپنے اہل و عیال سمیت مسجد سہلہ میں قیام فرمائیں گے، مساجد کی عمارات کی توڑ پھوڑ کریں گے اور انکی جگہ نئی مساجد تعمیر فرمائیں گے مسلمانوں کی شاہراؤں کو کشادہ کریں گے، جو مسجد راستے میں بنائی گئی ہوگی اسے ہٹا دیں گے اور جو کھڑکی، روشندان اور بیت الخلاء شاہراہ کی طرف کھلتا ہوگا اسے بند کرا دیں گے۔ خداوند تعالیٰ آسمان کو حکم دیگا کہ آہستہ حرکت کرے اسطرح ایک دن دس دنوں کے برابر ہوگا۔ آپؑ خانۂ کعبہ کو گرا کر حضرت ابراہیمؑ کی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کریں گے اور اسی طرح مسجد نبویؐ کو گرا کر رسول خداؐ کے زمانے کیطرح دوبارہ تعمیر کریں گے۔ مقامِ ابراہیمؑ کو اس کے اصل مقام پر رکھیں گے

جسے فلاں نے جاہلیت کے تعصب کی بناء پر دوسرے مقام پر رکھ دیا تھا۔ آپؑ تمام بدعتوں کو مٹا دیں گے اور تمام سنتوں کو جاری فرمائیں گے۔ لوگ اس قدر مستغنی ہو جائیں گے کہ فقیر ڈھونڈنے کو نہ ملے گا۔ آپؑ اہل کتاب سے جزیہ نہیں لیں گے اور اسلام کے علاوہ کسی سے کوئی دین قبول نہیں کرینگے۔ آپؑ کے سر مبارک کے پیچھے ایک شخص کھڑا رہیگا اسے آپؑ امر ونہی کریں گے، آپؑ اچانک فرمائیں گے اس شخص کو لے آؤ اور پھر فرمائیں گے کہ اس کی گردن ماردی جائے کیونکہ حضرتؑ کو اس کی نیت کا علم ہو جائیگا۔

آپؑ اس قرآن کو ظاہر کریں گے جسے امیر المومنینؑ نے جمع فرمایا تھا اور اشقیاء نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے شیعہ مسجدِ کوفہ میں خیمہ زن ہوئے ہیں اور لوگوں کو نئے قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں۔ جب حضرتؑ شہروں کیلئے والی و حاکم مقرر کریں گے تو فرمائیں گے کہ تیرے ہاتھ کی ہتھیلی تیری کتاب ہے تجھے جس بات میں شک ہو تو اپنی ہتھیلی پر نظر کرنا تجھے اس میں حکمِ الٰہی لکھا ہوا نظر آئیگا۔ حضرتؑ ایک لشکر استنبول [۲۵] کیطرف روانہ کریں گے جب یہ لشکر خلیج استنبول پہنچے گا تو یہ لوگ اپنے پاؤں پر کچھ لکھیں گے جس کی وجہ سے پانی پر چلنے لگیں گے جب رومی انکی یہ کیفیت مشاہدہ کریں گے تو کہیں گے کہ جسکا لشکر پانی پر چلتا ہو وہ خود کیسا ہوگا' لہٰذا شہر کے دروازے کو کھول دیا جائیگا اور لشکر بے دھڑک شہر میں داخل ہو جائیگا اور ہر وہ کام انجام دیگا جس کا فرمان حضرت صاحب الامرؑ نے دیا ہوگا۔ لوگ جب آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو اسطرح سلام کریں گے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَقِیَّةُ اللهِ

اس زمانے میں حضرتؑ مسجد کوفہ میں کھانے کے تیل کا چشمہ اور دودھ کا ایک چشمہ، شرابِ طہور کا ایک چشمہ اور پینے کے پانی کا ایک چشمہ جاری فرمائیں گے۔ جب آپؑ

کوفہ میں ٹھہریں گے تو شام کیطرف ایک لشکر روانہ فرمائیں گے تا کہ بنی امیہ کا قتل عام کیا جائے۔ یہ لوگ مغرب کیطرف بھاگ جائیں گے مغرب والے انہیں کہیں گے کہ جب تک تم لوگ عیسائیت اختیار نہیں کر لیتے اور ہمارے دین میں داخل نہیں ہو جاتے ہم تمہیں اپنے شہروں میں نہیں چھوڑیں گے، پس یہ لوگ عیسائی مذہب قبول کر لیں گے اور گردنوں میں صلیب ڈال کر شہروں میں داخل ہو جائیں گے، جب حضرتؑ کا لشکر ان علاقوں میں داخل ہوگا تو عیسائی ان سے امان و صلح کی درخواست کریں گے، امامؑ کے اصحاب فرمائیں گے ہم تمہیں اس وقت تک امان نہیں دیں گے جب تک تم ہمارے بھگوڑوں کو ہمارے حوالے نہیں کرتے، پس بنی امیہ پکڑے جائیں گے اور سب کی گردنیں ماری جائیں گی۔

حضرتؑ جناب رسول خداؐ کی طرح کہ انہوں نے نبوت سے پہلے جاہلیت کے دور میں جو کچھ ہوا تھا اس کی باز پرس نہیں کی، اسی طرح اپنے ظہور سے پہلے لوگوں کے کرتوتوں سے درگزر فرمائیں گے اور انکے لئے نئے احکامات جاری ہونگے۔

**یہ تھا اس رفعت و جلال کی کان کا مختصر احوال خیر مآل۔**

# بارہویں حدیث

شیخ قطب الدین راوندی[26] وغیرہ نے حضرت امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے شہادت سے پہلے اپنے اصحاب کو خطبہ ارشاد فرمایا: میرے جد رسول خداؐ نے ایک دن مجھے فرمایا: کہ اے بیٹے! ایک دن آئیگا کہ تجھے اس زمین کیطرف جانا پڑیگا جو عراق میں واقع ہے۔ تمام پیغمبروں اور اوصیاء نے وہاں پر ملاقات کی ہے اور وہ عمورا کہلاتی ہے، تجھے اس زمین میں شہید کر دیا جائیگا اور تیرے ساتھ تیرے اصحاب بھی شہادت پائیں گے اور وہ لوہے کے درد سے محفوظ رہیں گے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَ سَلامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ

خدا تجھ پر اور تیرے اصحاب پر جنگ کی آگ ٹھنڈی فرمائے۔ پھر امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا: تمہیں بشارت ہو! واللہ! اگر یہ لوگ ہمیں قتل کریں تو ہم اپنے پیغمبرؐ کے پاس چلے جائیں گے، پھر اس جہان میں اس وقت تک رہیں گے جب تک خدا چاہے گا، پھر وہ پہلا شخص جو زمین کے پھٹنے کے بعد قیامت سے پہلے باہر آئیگا جسکا باہر آنا امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ اور حضرت قائم آل محمدؐ کے ظاہر ہونے کیساتھ ہوگا، وہ میں ہونگا، پس مجھ پر آسمان پر سے ایسے گروہ نازل ہونگے جنہوں نے اس سے پہلے زمین کو نہ دیکھا ہوگا، ان سے بھی پہلے مجھ پر جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور ملائکہ کے کچھ لشکر نازل ہونگے اور محمدؐ و علیؑ نازل ہونگے، میں اور میرا بھائی اور ہم سارے امامؑ ابلق رنگ گھوڑوں پر سوار ہونگے جن پر ابھی تک سواری نہیں کی گئی ہوگی۔ پھر حضرت رسالتمآبؐ حرکت فرمائیں گے اور اپنی تلوار کو حضرت قائم آل محمدؐ کے ہاتھ میں دیں گے پھر اس کے بعد ہم زمین میں اس وقت تک رہیں گے جب تک خدا چاہے، پھر خدا مسجد کوفہ میں کھانے کے تیل کا ایک چشمہ، پانی کا ایک چشمہ اور دودھ کا ایک چشمہ جاری فرمائیگا، پھر حضرت امیر المومنینؑ، حضرت پیغمبرؐ کی شمشیر میرے

ہاتھ میں دیں گے اور مجھے دنیا کے مشرق و مغرب میں بھیجیں گے، میں خداوند تعالیٰ کے حکم سے ہر دشمن خدا کو صفحۂ ہستی سے مٹا دونگا اور روئے زمین سے ہر بت کو جلا دونگا، یہاں تک کہ میں ہندوستان جا پہنچونگا اور ہندوستان کے تمام شہروں کو فتح کرونگا۔ حضرت دانیالؑ اور یوشعؑ دونوں زندہ ہوں گے اور امیر المومنینؑ کے پاس آ کر کہیں گے کہ خدا و رسولؐ نے جو وعدہ کیا تھا اسے سچ کر دکھایا، پھر حضرت امیرؑ ستر افراد کیساتھ بصرہ کیطرف روانہ کریں گے تا کہ بصرہ کی فوج کو قتل کروں، پھر ایک لشکر مغرب کے شہروں کیطرف روانہ ہوگا۔ جو سب کو فتح کریگا۔ میں تمام حرام گوشت جانوروں کو قتل کرونگا تا کہ زمین پر پاک و پاکیزہ اور حلال گوشت باقی رہے اور میں یہود و نصاریٰ اور دوسری قوموں کو اسلام لانے کی پیشکش کرونگا اور کہونگا کہ وہ چاہیں تو اسلام قبول کرلیں اور چاہیں تو اپنی موت کو دعوت دیں، جو کوئی اسلام قبول کریگا اس پر احسان کرتے ہوئے معاف کر دونگا اور جو کوئی اسلام لانے سے اجتناب کریگا میں خدا کے حکم سے اسے قتل کر دونگا۔ کوئی شیعہ باقی نہیں رہیگا جسکے لئے آسمان سے فرشتہ نازل نہ ہوتا کہ اس کے چہرے پر ہاتھ مل کر اس کے چہرے کے غبار کو پاک کر دے اور اسکی عورتیں اور جنت میں اسکا مقام اسے دکھا دے۔ زمین پر کوئی ایسا نابینا، مفلوج اور بیمار نہیں رہیگا جسے خداوند تبارک و تعالیٰ ہم اہلبیتؑ کی برکت سے ٹھیک نہ کردے، خداوند اپنی برکت کو آسمان سے زمین پر بھیجے گا جسکی بناء پر ہر درخت اس قدر پھل دیگا کہ اس کی شاخیں ٹوٹنے لگیں گی اور تم شیعہ سردی کے پھل گرمی میں کھاؤ گے اور گرمی کے پھل سردی میں کھاؤ گے، جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْ وَاتَّقَوْ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْ فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْ يَكْسِبُوْنَ

اگر شہروں کے مکین ایمان لائیں اور پرہیزگار ہو جائیں تو ہم ان پر ہر لمحے آسمان اور زمین سے برکت کے دروازے کھول دیں لیکن انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا، لہٰذا ہم نے

انہیں پکڑ لیا اور ان کے بُرے اعمال کے سبب انہیں عذاب میں مبتلا کیا۔ پھر فرمایا: بتحقیق اس زمانے میں خدا شیعوں کو ایسی کرامت عطا فرمائیگا کہ ان سے کوئی چیز زمین میں مخفی نہیں رہیگی لوگ گھروں میں جو کچھ کریں گے اسے کھلم کھلا بیان کر دیں گے۔ معتبر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ واپس آنے والوں میں سب سے پہلے حضرت امام حسینؑ ہونگے۔ آپؑ زمین میں اتنی طویل حکومت کریں گے کہ آپؑ کے ابروؤں کے بال آپؑ کی آنکھوں کو ڈھانپ لینگے۔ دوسری معتبر روایت میں وارد ہوا ہے کہ اس آیہ کریمہ کہ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ کی تفسیر یہ ہے کہ امام حسینؑ اپنے ستر اصحاب کے ساتھ جو آپؑ کے ساتھ شہید ہوئے تھے ظہور فرمائیں گے، جنہوں نے اپنے سروں پر سونے کی ٹوپیاں پہنی ہوں گی۔ ایک اور روایت ہے کہ آپؑ کیساتھ ستر پیغمبر ظہور کریں گے۔ چنانچہ جس طرح وہ موسیٰؑ کے ساتھ تھے اور لوگوں کو بتایا جائیگا کہ یہ حسینؑ بن علیؑ ہیں جنہوں نے خروج کیا ہے تا کہ لوگ آپؑ کے بارے میں شک نہ کریں اور جان لیں کہ دجال اور شیطان نہیں، اس زمانے میں حضرت صاحب الامرؑ لوگوں کے درمیان موجود ہونگے۔ پھر جب لوگوں کے دل میں امام حسینؑ کی معرفت قرار پائیگی تو حضرت قائمؑ دنیا سے رحلت فرما جائیں گے۔ امام حسینؑ آپؑ کو غسل دینگے، کفن پہنائیں گے، حنوط کرینگے، نماز جنازہ پڑھیں گے اور دفن کرینگے کیونکہ امامؑ کو امامؑ غسل دیتا ہے اور کسی دوسرے کیلئے جائز نہیں کہ امامؑ کو غسل دے اور اسکی نمازِ جنازہ پڑھائے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ امام حسینؑ حضرت صاحب الامرؑ کے بعد تین سو نو سال تمام روئے زمین پر حکومت کریں گے جب آپؑ کی مدت کا خاتمہ ہوگا تو امیر المومنینؑ ظہور فرمائیں گے اور آپؑ کی حکومت کے دور کا آغاز ہوگا۔

حضرت ابو عبداللہ جعفرؑ بن محمد الصادقؑ سے روایت ہے کہ برید عجلی نے آنحضرتؑ سے پوچھا: کہ جس اسمعیلؑ کا ذکر خدا نے قرآن میں صادق الواحد کے طور پر کیا ہے آیا وہ اسمعیلؑ، ابراہیمؑ کا بیٹا ہے؟ تو حضرتؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ اسمعیلؑ حزقیلؑ کا فرزند ہے

جسے حق تعالیٰ نے ایک گروہ پر مبعوث کیا تھا لیکن انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کے سر اور چہرے کی چمڑی اتار دی تو خداوند تعالیٰ ان پر غضب ناک ہوا اور ان پر فرشتۂ عذاب سطاطائیل کو بھیجا، یہ فرشتہ پیغمبرؑ کے پاس آیا اور کہا کہ خدا نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ اگر تو چاہے تو میں تیری قوم کو اقسام و انواع کے عذابوں میں مبتلا کر دوں؟ اسمعیل نے کہا کہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان کو عذاب میں مبتلا کروں؟ خدا نے وحی کی: اپنی حاجت بتاؤ؟ حضرت اسمعیلؑ نے کہا: پروردگارا! تو نے ہم پیغمبروں سے اپنے پروردگار ہونے کا اقرار لیا ہے اور حضرت محمدؐ کی پیغمبری کا اور اسکے اوصیاء کیلئے ولایت و امامت کا اقرار لیا ہے اور تجھے علم ہے کہ ظالم امت، حسینؑ بن علیؑ جو پیغمبرؐ کے جگر گوشہ ہیں کیساتھ کیسا سلوک کریگی؟ تو نے حسینؑ بن علیؑ کیساتھ وعدہ کیا ہے کہ اسے اسکا اپنا انتقام لینے کیلئے دنیا میں پلٹائے گا، جس کسی نے اس پر ظلم کیا ہو گا اور اسے شہید کیا ہو گا وہ اس سے اپنا انتقام لے گا، میری تیری بارگاہ میں حاجت یہ ہے کہ مجھے بھی دنیا میں لوٹانا تا کہ اپنی قوم سے اپنا انتقام خود لوں۔ لہٰذا چونکہ خداوند تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی وہ امام حسینؑ کیساتھ واپس آئیں گے اور ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام حسینؑ پچھتر ہزار مردوں کیساتھ لوٹیں گے۔

# تیرہویں حدیث

شیخ حسن بن محمد بن جمہور عمی ۲۷ نے کتاب " واحدۃ "میں عاصم بن حمید سے

روایت کی ہے کہ امام باقرؑ نے فرمایا: امیرالمومنینؑ نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: حق سبحانہ وتعالیٰ یگانہ، تنہا، بے مثل و بے مثال اور اوّل آفرینش کے وقت اس نے کلمہ تکلم کیا' پھر وہ کلمہ ایک نور کی سی صورت اختیار کر گیا' اس نور سے نورِ مقدسِ نبویؐ، میں اور میری ذریت خلق ہوئے' پھر ایک اور کلمہ تکلم کیا اور اسے روح قرار دیا اور اس کے اندر نور کو ساکن کیا اور اس نور کو ہم اہلبیتؑ کے جسموں میں اس روح کیساتھ جگہ دی۔ پس ہم خدا کی منتخب روح اور اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ ہیں اور خدا نے ہمارے ذریعے خلق پر اتمام حجت کیا ہے' پس ہم ہمیشہ سے سبز نور میں تھے جس وقت نہ سورج تھا اور نہ دن اور رات، زندگی کا وجود ہی نہ تھا اور ہم خدا کی عبادت، تقدیس اور تسبیح کرتے تھے۔ ایسا اس وقت تھا جب خلائق میں سے کسی کو پیدا نہیں کیا گیا تھا پھر خدا نے تمام پیغمبروں کی ارواح سے عہد و پیمان لیا کہ ایمان لائیں اور ہماری نصرت کریں' لہٰذا اس آیہ کریمہ کی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَا تَنْصُرُنَّهٗ اس کے ظاہری معنی یہ ہیں: اس وقت کو یاد کرو' جب خداوند عالم نے اپنے پیغمبروں سے اقرار لیا تھا کہ جب کبھی میں تمہیں کتاب و حکمت دونگا تو پھر تمہاری طرف ایک پیغمبر بھیجونگا جو تمہارے پاس موجود دین، کتاب اور حکمت کی تصدیق کریگا تو تمہارا فرض ہو گا کہ اس پر بھی فوراً ایمان لاؤ اور سب مل کر اس کی مدد کرو۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا: یعنی محمدؐ پر ایمان لاؤ اور اسکے وصیؑ کی مدد کرو اور ایسا جلد ہو گا کہ تمام وصیؑ میری نصرت کرینگے۔ بتحقیق خدا نے میرے اقرار کو پیغمبروں سے باندھا کہ وہ میری نصرت کریں اور بتحقیق میں نے آنحضرتؐ کی نصرت کی اور ان کے ساتھ ملکر دشمنوں سے جہاد کیا اسطرح ان کے دشمنوں کو قتل کر کے وفا کی اور وہ اقرار

پورا کیا جو خدا نے مجھ سے لیا تھا یعنی اس کے پیغمبر کی نصرت، لیکن پیغمبروں اور رسولوں میں سے کسی نے میری نصرت نہیں کی کیونکہ وہ میرے دنیا میں ظاہر ہونے سے پہلے کوچ کر گئے تھے۔ البتہ وہ اس کے بعد میری نصرت و مدد کریں گے۔

اس وقت مشرق و مغرب میرے زیرِ تسلط ہوں گے اور خداوند تبارک و تعالیٰ آدم سے لے کر خاتم تک تمام پیغمبروں کو زندہ کریگا وہ میرے سامنے کفار سے جہاد کریں گے اور کفار کے خلاف شمشیر چلائیں گے خدا ان کفار کو بھی زندہ کر دیگا' وہ سب زندہ ہو کر تلبیہ پڑھیں گے اور فوج در فوج یہ آواز لگائیں گے، لبیک لبیک یا داعیٔ اللہ۔ اے خدا کی طرف بلانے والے! ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں۔ پھر میری نصرت کرنے والے کوفہ کے کوچہ و بازار میں شانوں پر تلواریں رکھے ہوئے گھوم رہے ہوں گے اور اوّل و آخر کے تمام کفار اور ظالموں پر حملہ آور ہونگے، اسطرح ہم اہلبیتؑ کے ساتھ یہ وعدہ وفا ہو گا کہ:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ وَلَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا

تم میں سے جو کوئی ایمان لائے اور نیک کام کرے تو خدا اس سے وعدہ کرتا ہے کہ اسے زمین میں اپنا خلیفہ اور جانشین قرار دیگا، جس طرح ان سے پہلے نیک لوگ تھے اور انہیں زمین میں مضبوط کیا اور ان کے دین کو ان کیلئے پسند کیا اور انہیں خوف و ہراس سے امن دیا تاکہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا: کہ امن و سکون سے میرے دین پر چلیں اور میرے بندوں میں سے کسی سے نہ ڈریں اور تقیہ نہ کریں۔ تحقیق میں واپس آؤنگا اور میری کئی واپسیاں ہونگی، میں زندہ ہونے کے بعد پھر زندہ ہونگا، میں نے کئی انتقام لینے ہیں اور عجیب حکومتوں کا مالک ہوں، میں امن کا حصار ہوں،

میں بندۂ خدا اور رسول خداؐ کا بھائی ہوں، میں امینِ خدا ہوں میں علم خدا کا خزانچی ہوں، میں اسرار خدا کا صندوق ہوں، حجابِ خدا، صراط خدا، میزانِ خدا، کلمہ خدا ہوں، میں اسماءِ حسنیٰ ہوں، میں امثال علیا اور آیاتِ کبریٰ ہوں، میں دوزخ و جنت کا مالک ہوں کہ اہل جنت کو جنت میں ٹھہراؤنگا اور اہل جہنم کو جہنم میں ڈالوں گا، اہل بہشت مجھ سے عقد باندھیں گے اور میں ہی مخلوق کو قیامت کے دن واپس لوٹاؤنگا اور انکا حساب لونگا، اعراف کا مؤذن میں ہوں، میں ہوں جو آفتاب کے چشمے کے قریب آخری زمانے میں ظاہر ہونگا اور میں وہ ہوں جسے خدا نے قرآن میں دابۃ الارض قرار دیا ہے اور آخری زمانہ میں ظاہر ہونگا، میں موسیٰؑ کے عصاء اور سلیمانؑ کی انگشتری کو کافر اور مسلمان کی پیشانی پر لگاؤں گا جس سے لکھا جائیگا مومن حقاً و کافر حقاً میں مومنوں کا بادشاہ، متقیوں کا پیشوا، باتیں کرنے والوں کی زبان، پیغمبروں کے اوصیاء کا خاتم، انکا وارث اور پروردگار عالم کے علم کا خازن ہوں، میں وہ ہوں کہ جسے خدا نے لوگوں کی موت کا علم دیا ہے اور لوگوں پہ نازل ہونے والی مصیبتوں کا علم دیا ہے اور میں ہی خلائق کے درمیان انصاف کرسکتا ہوں، خداوند تعالیٰ نے میرے لئے بادل، بجلی، تاریکی، گھن گرج، چمک، روشنی، ہواؤں، پہاڑوں، سمندروں، سورج، چاند اور ستاروں کو مسخر کر دیا ہے۔ اے لوگو! جو چاہتے ہو مجھ سے پوچھ لو۔ ایک دوسری روایت میں امام الصادقؑ سے منقول ہے کہ جب شیطان نے کہا کہ مجھے لوگوں کے مبعوث ہونے تک مہلت دے تو خداوند تعالیٰ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ میں تجھے وقت معلوم کے دن تک مہلت دیتا ہوں، پس جب وہ دن ہو گا تو شیطان اپنے تمام لشکر اور پیروکاروں کیساتھ جو روز اوّل سے وقت معلوم تک اس کی اتباع کرتے رہے ظاہر ہو گا اور یہ امیر المومنینؑ کی آخری واپسی ہو گی۔ راوی نے کہا کہ کیا امیر المومنینؑ کی کئی واپسیاں ہیں؟ فرمایا: ہاں! حضرتؑ نے بار بار لوٹنا اور واپس آنا ہے، امامؑ ہر امامؑ کیساتھ واپس آئیں گے اور انکے ساتھ اس زمانے کے نیک و بد لوگ بھی جو گذشتہ زمانے میں موجود تھے بھی واپس آئیں گے تاکہ خدا مومنوں کو کافروں پر

برتری دے اور وہ اپنا انتقام خود لیں، جب وقتِ معلوم کا دن آئیگا تو حضرت امیرؑ اپنے اصحاب کیساتھ واپس پلٹیں گے اور شیطان بھی اپنے اصحاب کیساتھ واپس آئیگا اور یہ دونوں ایک دوسرے سے شطِ فرات کے کنارے ملاقات کریں گے جس جگہ کا نام ''روحاء'' ہوگا اور کوفہ کے نزدیک ہوگی۔ یہاں ان کے درمیان گھمسان کا رَن پڑیگا جو اوّل دنیا سے آخرِ دنیا تک نہ پڑا ہوگا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امیر المومنینؑ کے اصحاب نے شکست کھائی اور سو قدم تک پسپائی اختیار کی اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بعض نے فرات میں اپنے پاؤں داخل کر لئے، پھر اس صورت میں خداوند تعالیٰ ایک بادل کو بھیجے گا جس میں ملائکہ ہوں گے اور اس بادل کے آگے رسالتمآبؐ ہوں گے، انکے ہاتھ میں نور کا ایک ٹکڑا ہوگا جب شیطان کی نظر آنحضرتؐ پر پڑیگی تو وہ عقب نشینی اختیار کریگا، پس اصحاب اس سے کہیں گے کہ کہاں جا رہے ہو ابھی تو ہم نے فتح پائی ہے! شیطان کہے گا کہ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، میں خدا کے عذاب سے ڈرتا ہوں، پھر جناب رسول خداؐ تشریف لائیں گے اور ایک نیزہ پھینکیں گے جس سے ایک ہی وار میں شیطان اور اسکے تمام ساتھی ہلاک ہو جائیں گے اسکے بعد زمین میں خالص عبادت کا دور دورہ ہو گا، زمین سے شرک و کفر ختم ہو جائیگا، امیر المومنینؑ زمین میں چوالیس ہزار سال حکومت کریں گے اور ہر شیعہ کے صلب سے ایک ہزار بیٹا ہوگا۔ ہر سال ایک بیٹا پیدا ہوگا اور اس زمانے میں دو سبز باغ جن کے بارے میں سورہ رحمٰن میں خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مُدْهَآمَّتَانِ یہ مسجد کوفہ اور کوفہ کے مضافات میں ہوں گے، انکی وسعت کا خدا کو علم ہے۔ معتبر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آیہ کریمہ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ کہ ہر ایک کو مرنا یا قتل ہونا ہے اگر وہ واپسی سے پہلے مر گیا تو واپسی میں قتل ہو گا اور اگر قتل ہوا تو واپسی میں طبعی موت کا ذائقہ چکھے گا۔ معتبر احادیث میں آیہ کریمہ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا یعنی ہم ایک دن ہر امت سے اس گروہ کو جو ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں محشور کریں گے۔ یہ آیت واپسی

کے باب میں نازل ہوئی ہے کیونکہ قیامت میں تو سب کو محشور کیا جائیگا۔

چنانچہ ایک دوسری جگہ ارشاد ہوا ''ہم سب کو محشور کریں گے اور کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے'' آیہ کریمہ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيشَةً ضَنكًا کے ضمن میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اس آیت کے مصداق ناصبی ہیں کہ واپسی میں جن کی خوراک بنی آدم کا فضلہ ہوگی۔ امیر المومنینؑ کے دابۃ الارض ہونے کے بارے کئی احادیث موجود ہیں، معراج سے متعلق بعض احادیث میں منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے رسول خداؐ کو ارشاد کرتے ہوئے فرمایا: اے محمدؐ! علیؑ وہ ہے جو آئمہؑ کی روح قبض کریگا اور وہ دابۃ الارض ہے جو لوگوں سے گفتگو کریگا اور بعض معتبر احادیث میں آیا ہے کہ جو کوئی واپسی میں زندہ ہوگا اسکے بعد اسکی عمر اسکی پہلے والی عمر سے دوگنا ہوگی۔ ایک اور حدیث امام صادقؑ سے مروی ہے کہ حضرت امیرؑ اور حضرت امام حسینؑ کی واپسی ایک ساتھ ہوگی اور آپؑ تمام بنی امیہ، معاویہ آل معاویہ اور جس نے آپؑ کیساتھ جنگ کی ہوگی، سے انتقام لیں گے، پس خداوند تعالیٰ آپؑ کے دوستوں سے تیس ہزار افراد کو زندہ کریگا اور تمام لوگوں سے ستر ہزار افراد کو اور معاویہ اور اسکے ساتھی زندہ ہو کر اسی مقام پر ملاقات کریں گے جہاں انہوں نے پہلی زندگی میں ملاقات کی اسکے بعد آپؑ معاویہ اور اسکے تمام ساتھیوں کو قتل کر ڈالیں گے۔ پھر فرعون اور آل فرعون زندہ ہوں گے اور بدترین عذاب کا مزہ چکھیں گے اور پھر حضرت امیرؑ دوسری بار حضرت پیغمبرؐ کے ساتھ واپس آئیں گے اور تمام پیغمبر ظہور کریں گے، حضرت رسول خداؐ اپنا عَلَم انکے حوالے کریں گے اور انبیاء اس عَلَم کے زیرِ سایہ ہونگے اور انہیں زمین میں خلیفہ قرار دیا جائیگا اور تمام آئمہؑ ان کے گورنر اور نواب ہونگے اور تمام خطہ زمین میں تقیہ کے بغیر کھلم کھلا عبادت کرینگے اور حق تعالیٰ پیغمبرؐ کو تمام اہل دنیا یعنی اول دنیا سے آخر دنیا تک کئی گنا زیادہ حکومت عطا فرمائے گا، اسطرح قرآن میں دیا گیا وعدہ پورا ہوگا کہ '' اسکے دین کو تمام ادیان پر غالب کریگا'' اور ایک دوسری روایت میں منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؐ کا ظہور قریب ہوگا تو جمادی الآخر

کے مہینے میں جب ماہِ رجب کو دس دن رہیں گے تو ایسی بارش ہو گی کہ جیسی اس سے پہلے کسی نے مشاہدہ نہیں کی ہو گی؛ اس بارش سے قبور میں مومنوں کے گوشت اور بدن پرورش پائیں گے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ قبروں سے اٹھ رہے ہیں اور ان کے سروں سے خاک گر رہی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضرت قائمؑ کوفہ کی پشت سے باہر آئیں گے تو ان کے ساتھ ستائیس وہ افراد ہوں گے جو فوت ہو چکے تھے اور قوم موسیٰؑ سے پندرہ افراد جو لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے تھے اور سات افراد اصحابِ کہف ہونگے، یوشع بن نون جو موسیٰؑ کے وصی ہیں، سلمان فارسیؓ، ابو ذر غفاریؓ، ابو دجانہ انصاریؓ، مقدادؓ اور مالک اشترؓ ہونگے۔ یہ لوگ حضرتؑ کے ساتھی اور حضرتؑ کی طرف سے مختلف شہروں میں حاکم ہونگے نیز یہ بھی منقول ہے کہ جب حضرت ظاہر ہونگے تو ہر مومن کی قبر پر ایک فرشتہ آ کر اسے کہے گا۔ تمہارے امامؑ نے ظہور کیا ہے اگر اسکے پاس جانا چاہتے ہو تو میں تمہیں زندہ کرتا ہوں اور اگر پروردگار کی رحمت میں ہی رہنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی ہے۔ امام صادقؑ سے منقول ہے جب رسول خداؐ واپس لوٹیں گے تو اپنی واپسی میں پچاس ہزار سال حکومت کریں گے اور حضرت علیؑ چوالیس ہزار سال اور معتبر احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ آیہ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَاد یعنی جس نے قرآن کو آپؐ پر واجب کیا، آپؐ کو اپنے لوٹنے والی جگہ میں واپس کریگا۔ حضرتؐ نے فرمایا: واللہ! اس دنیا کا اس وقت تک خاتمہ نہ ہو گا جب تک جناب رسول خداؐ اور حضرت امیرؑ دونوں اس دنیا میں پلٹ نہ آئیں اور وہ نجفِ اشرف میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ وہاں پر ایک ایسی مسجد کی بنیاد رکھیں گے جس کے بارہ ہزار دروازے ہوں گے، ابن طاؤس علیہ رحمۃ [۲۸] نے بعض عام مگر معتبر کتب سے روایت کی ہے کہ دنیا کی عمر ایک لاکھ سال ہے، بیس ہزار سال تمام

لوگوں کی اور اسی ہزار سال آل محمدؐ کی حکومت ہوگی۔

امام جعفر الصادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ نور کا ایک تخت لگایا ہے جس پر سرخ یاقوت کا گنبد بھی ہے جسے انواع واقسام کے جواہرات سے مزین کیا گیا ہے اور امام حسینؑ اس تخت پر جلوہ افروز ہوئے ہیں اسکے اطراف میں ہزار سبز گنبد ہیں اور مومنین فوج در فوج حضرتؑ کے دیدار اور سلام کیلئے آ رہے ہیں اور حق تعالیٰ کیجانب سے ندا آ رہی ہے۔ اے میرے دوستو! جو کچھ چاہتے ہو مجھ سے مانگ لو، کیونکہ تم نے بہت تکالیف اٹھائیں، ذلت برداشت کی اور ظلم وستم کا نشانہ بنے، لہٰذا آج میں تمہاری تمام حاجات پوری کرونگا۔ ان لوگوں کیلئے کھانا اور پانی جنت سے آئیگا۔ شیعہ کا اس پر اجماع ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت قائمؑ کے زمانہ میں بہت زیادہ نیک اور بہت زیادہ برے لوگوں کو دنیا میں واپس لوٹایا جائیگا تاکہ جو لوگ نیک ہوں گے وہ اپنے آئمہؑ کی حکومت کا نظارہ کریں اور باغ باغ ہو جائیں ان میں سے بعض کو ان کی نیکیوں کی جزا اس دنیا میں دی جائیگی۔ ان لوگوں نے اہل بیتؑ کے قیام کیلئے تکالیف برداشت کیں تھیں لیکن زمانے کی حکومتوں نے ایسا نہیں ہونے دیا، یہ نیک لوگ ان سے انتقام لیں گے اور دوسرے تمام لوگ روزِ قیامت اور محشر بپا ہونے تک قبروں میں رہینگے کیونکہ احادیث میں آیا ہے کہ واپسی اسکی ہوگی جسکا ایمان خالص ہوگا یا خالص کفر کا حامل ہوگا دوسری مخلوق کو اسی حال میں رہنے دیا جائیگا اور یہ آیہ کریمہ واپسی پر بھی دلالت کرتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے جان لیا اور اکثر علماء نے واپسی کی حقیقت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے مثلاً محمد بن بابویہ" رسالہ "اعتقادات" میں اور شیخ مفید وسید مرتضیٰ وشیخ طبرسی [۲۹] اور دوسرے اکابر علماء نے اپنی کتب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ واپسی کا موضوع ہمیشہ شیعہ اور انکے مخالفین کے درمیان نزاع کا باعث رہا ہے، کیونکہ اہل سنت نے اسکی بڑھ چڑھ کر مخالفت کی ہے جبکہ انہیں اس ضمن میں اچھے خاصے جوابات دیے گئے اور اس سلسلے میں

بہت سی کتب بھی معرض تحریر میں لائی گئیں۔ شیخ نجاشیؒ [30] نے اپنی کتاب ''رجال'' میں نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ ایک مرتبہ مومن الطاق جن کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا ہے، کے پاس آئے اور بر سبیل استھزا کہا: چونکہ تو واپسی پر یقین رکھتا ہے، تو مجھے پانچ سو درہم قرض دے دے تاکہ میں واپسی کے وقت تجھے لوٹا دوں۔ اس نے جواب میں کہا: مجھے تیرے سلسلے میں ایک ایسے ضامن کی ضرورت ہے جو تیری انسانی صورت میں واپسی کی ضمانت دے کیونکہ میرا خیال ہے تم بندر یا خنزیر کی صورت میں واپس آؤ گے اور شیخ ابن بابویہؒ نے کتاب مَنْ لَا یَحْضُرُہُ الْفَقِیْہ میں امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ''جو کوئی واپسی پر یقین نہیں رکھتا اور متعہ کو حلال نہیں سمجھتا وہ ہم میں سے نہیں''۔

## چودھویں حدیث

شیخ صدوق محمد بن بابویہ نے معتبر سند کیساتھ حضرت ابی عبداللہ جعفر بن محمد صادقؑ سے روایت کی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا جب ان کا امامؑ غائب ہو جائیگا۔ خوش قسمت ہونگے وہ لوگ جو اس زمانے میں ہم اہلبیتؑ کی ولایت پر ایمان لائیں گے اور اس پر باقی رہیں گے۔ بتحقیق ان کیلئے کم سے کم ثواب یہ ہے کہ خداوند متعال انہیں ندا دیگا کہ اے میرے بندو! جو میرے پوشیدہ راز پر ایمان لائے ہو اور میرے غیب کی تصدیق کی ہے تمہیں میری طرف سے بہت زیادہ ثواب کی بشارت ہو۔ بتحقیق تم میرے بندے اور میری کنیزیں ہو، میں تمہاری عبادت قبول کرونگا اور بس۔ تمہیں بخشونگا اور بس۔ تمہیں معاف کرونگا اور بس۔ تمہارے سبب سے لوگوں پر بارش برساؤں گا اور لوگوں سے تمہارے سبب بلائیں دور کرونگا، اگر تم نہ ہوتے تو میں ہر لحہ ان پر عذاب بھیجتا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی: یابن رسول اللہؐ! اس زمانے میں کونسا عمل سارے اعمال سے بہتر ہوگا؟ فرمایا: زبان کو کنٹرول کرنا اور گھروں میں مقیم ہو جانا۔ ایک

دوسری روایت زرارہ بن اعین [۱۳۱] نے نقل کی۔ کہا کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ حضرت قائم آل محمدؑ قتال اور جہاد کے حکم سے پہلے غائب ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کہ کیوں؟ فرمایا: قتل ہو جانے کے ڈر سے۔ پھر فرمایا: اے زرارہ! یہ وہ ہستی ہے، لوگ جس کے ظہور کا انتظار کریں گے، یہ وہ ہستی ہے، لوگ جسکی ولادت کے بارے شک کریں گے۔ بعض کہیں گے کہ ابھی مہدیؑ شکمِ مادر میں ہے، بعض کہیں گے کہ ابھی پیدا نہیں ہوا، بعض کہیں گے کہ وہ غائب ہے، بعض کہیں گے کہ والد کی وفات سے دو سال پہلے متولد ہوا تھا

خداوند تعالیٰ نے آپؑ کی غیبت سے شیعوں کا امتحان لیا ہے، صرف گمراہ لوگ آپؑ کی غیبت میں شک کریں گے۔ زرارہ نے کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، اگر میں وہ زمانہ پالوں تو کیا کروں؟ فرمایا اگر وہ زمانہ پالو تو ہمیشہ اس دعا کی تلاوت کرو:

اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ رَسُوْلَکَ اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ رَسُوْلَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ رَسُوْلَکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَکَ اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِیْنِیْ

ایک دوسری معتبر حدیث میں حضرت علیؑ بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: بارہویں امامؑ کی غیبت بہت طولانی ہوگی۔ یہ آنحضرتؐ کے اوصیاء سے ہونگے۔ جو لوگ آپؑ کی امامت کے قائل ہونگے اور آپؑ کے ظہور کا انتظار کریں گے وہ ہر زمانے کے لوگوں سے بہتر ہوں گے کیونکہ حق تعالیٰ نے انہیں عقول، افہام اور معرفت اس قدر عطا کی ہو گی کہ ان کیلئے غیبت مشاہدے کی مانند ہو گی اور انہیں اس زمانے میں عظیم ثواب ملے گا۔ انکا اجر و ثواب جناب رسول خداؐ کے زمانے کے اجر و ثواب کی مانند ہو گا۔ یہ لوگ ایسے ہونگے جیسے آنحضرتؐ کے سامنے دشمن سے تلوار سے جہاد کرنے والے، یہی لوگ حقیقت کیساتھ مخلص ہونگے اور درحقیقت یہی ہمارے شیعہ ہونگے۔ لوگوں کو ظاہر و باطن دونوں طریقوں

سے دین کیطرف بلائیں گے۔ پھر فرمایا: اس زمانے میں حضرتؑ کے ظہور کا انتظار بہترین عبادت ہو گی۔ معتبر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو کوئی حضرت صاحب الامرؑ کی امامت کا معتقد ہو اور آپؑ کے ظہور کا انتظار کرے تو وہ ایسا ہے کہ جیسے آپؑ کے زیرِ علَم ہو۔ بلکہ گویا وہ جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے خون میں لت پت ہے۔ معتبر روایت میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ بہت جلد تمہیں شکوک وشبہات پیش آئیں گے اور تمہارا امامؑ غائب ہو گا، اس زمانے میں جو کوئی دعائے غریق پڑھے گا نجات پائیگا جو یہ ہے

یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبُ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ

سید علی بن طاؤسؒ نے کتاب مصباح الزائر میں امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی چالیس صبح دعائے عہد کو پڑھے گا۔ قائم آل محمدؑ کے ساتھیوں اور انصار سے قرار پائیگا اور اگر آپؑ کے ظہور سے پہلے فوت ہو جائے تو خداوند تعالیٰ اسے آنحضرتؑ کے ظہور کے زمانے میں زندہ کر کے قبر سے باہر نکالے گا تا کہ آنحضرتؑ کی مدد کرے۔ حق تعالیٰ اس دعا کے ہر حرف کے بدلے اسے ہزار نیکیاں عطا فرمائیگا، اسکے نامۂ اعمال سے ہزار گناہ محو فرمائیگا۔

# حوالہ جات

ا۔ ابو خالد وردان کابل کا رہنے والا تھا۔ اس کا نام وردان اور لقب کنکر تھا۔ وہ کیسانیہ مذہب کا ماننے والا تھا لیکن جب امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ کے خصوصی اصحاب کا درجہ پا گیا۔ ابو خالد نے امام باقرؑ اور امام صادقؑ کا دور بھی دیکھا اور آپؑ کے ادوار کے بزرگ اصحاب میں سے تھا۔ بعض علمائے رجال ابو خالد کابلی کو آئمہ علیہم السلام کے دو صحابی خیال کرتے ہیں اور ان دونوں کو اکبر اور اصغر کا نام دے کر ان میں امتیاز پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح ابو خالد کابلی اکبر کا نام کنکر جو امام سجادؑ کے صحابہ میں سے تھا۔ جبکہ ابو خالد کابلی اصغر کا نام وردان اور وہ حضرت امام باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ کے صحابہ میں سے تھا۔ یہاں پر علامہ مجلسی ابو خالد کابلی اصغر کا ذکر کرتے ہیں۔ بحوالہ کتاب "ریحانۃ الادب" مولفہ: میرزا محمد علی مدرس تبریزی جلد ۷ صفحہ ۸۶ اور اعیان الشیعہ از علامہ استاد سید محسن امین چاپ بیروت جلد دوم صفحہ ۳۴۷ سنہ ۱۴۰۳ھ قمری

۲۔ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم ملقب بہ کاتب نعمانی اور معروف بہ ابن ابی زینب مولف کتاب غیبت، آپ امامیہ کے بزرگ محدثین میں سے ہیں۔ آپ چوتھی صدی ہجری میں گزرے ہیں۔ آپکا شمار رجال حدیث اور روایات کی شناخت کرنے والے ماہرین میں ہوتا ہے۔ آپ نے ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینیؒ سے احادیث نقل کیں اور چونکہ کتاب کافی کو کلینی کے پاس کتابت کیا، اس لئے آپ کو کلینیؒ کا کاتب کہا جاتا ہے۔ آپ نے تحصیل علم اور نشر احادیث اہل بیتؑ میں ایک زمانہ صرف کیا اور اسی لئے آپکے استاد کے نزدیک آپ کا بڑا مقام تھا۔ آپ شیخ کے دروس میں حاضر ہوتے تھے اور یہ شیخ کا فیضان تھا کہ آپ نے اس میدان میں عظیم الشان مقام حاصل کیا۔ آپ درایت الحدیث اور شناخت رجال کے ماہرین میں سے تھے اور اپنی تحقیق کے نتیجے میں مرحلہ کمال تک پہنچ چکے تھے۔ پہلی بار آپ نے شیراز کا سفر کیا اور وہاں ۳۱۳ھ میں عالم جلیل ابوالقاسم موسیٰ بن محمد اشعری سے احادیث نقل کیں اور پھر بغداد کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں احمد بن محمد بن سعید (ابن عقدہ کوفی) سے احادیث

نقل کیں۔

آپ نے محمد بن ہمام بن سہیل سے ۳۲۷ھ میں اور ابوعلی احمد بن محمد بن یعقوب بن عمار کوفی اور سلامہ بن محمد بن اسماعیل ارزنی سے بھی احادیث حاصل کیں۔ پھر شامات کی طرف سفر کیا اور طبریہ (اردن) میں محمد بن عبداللہ بن معمر طبرانی سے ۳۳۳ھ میں اور ابوالحارث عبداللہ بن عبدالمالک سے احادیث سنیں۔ پھر وہاں سے دمشق چلے گئے اور وہاں سے محمد بن عثمان بن علان ذہنی بغدادی سے کچھ احادیث نقل کیں۔ کچھ عرصہ بعد دمشق کو چھوڑ دیا اور حلب کی طرف روانہ ہوگئے اور یہاں سکونت اختیار کرلی اور یہاں ہی سے علم و معارفِ اسلامی کی نشرواشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ یہاں سے آپکی شناخت اور شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ آپ نے کتاب غیبت کو علامہ مجلسیؒ سے شہر حلب میں روایت کیا اور ابوالحسین محمد بن علی شجاعی کے سامنے پڑھا اور ان سے اس کتاب کے مطالب کو دوسروں کے لئے بیان کرنے کی اجازت لی۔ آپ ظاہراً ۳۴۲ھ قمری میں شام میں اس دارِ فانی کو وداع کہہ گئے۔

آپکے آثار اور کتب میں مندرجہ ذیل مشہور ہیں:

۱۔ کتاب فرائض ۲۔ کتاب الرد علی الاسماعیلیہ ۳۔ کتاب التفسیر

۴۔ کتاب التسلّی ۵۔ کتاب غیبت

آپکی آخری کتاب کی تحقیق اور تصحیح کا سہرا مشہور محقق اور دانشمند علی اکبر غفاری کے سر ہے۔ آپ کے بارے میں مزید تحقیقات اور احوال کے سلسلے میں ''طبقات اعلام الشیعہ'' سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ استر آباد (گرگان یا جرجان): یہ علاقہ ترکمنستان تک پھیلا ہوا ہے اور گرگان، دشتِ گرگان نامی شہروں پر مشتمل ہے۔ اسے سلسلۂ جبال شاہ کوہ، شاہرود سے جدا کرتا ہے۔ دریائے گرگان اترک اور قرہ سو اس میں بہتے ہیں۔ گرگان کا موجودہ علاقہ استر آباد کی سابقہ ضلع ترکمان کے مختلف قبائلی مناطق پر مشتمل ہے، اس میں ایک آبِ سکون نامی قدیم بندرگاہ بھی ہے اسکی تاریخی عمارات میں امام زادہ نور (۸۶۷ھ) اور امام زادہ روشن تک (۸۶۵ھ سے ۸۷۹ھ قمری) کے مقابر شامل ہیں۔

۴۔ ابونصر محمد بن مسعود بن محمد بن عیاش تمیمی کوفی ثمرقندی، جنکا شمار اکابر شیعہ علماء میں اور رجالِ احادیث اور مفسران قرآن کریم میں ہوتا ہے۔ آپ علمِ رجال اور دوسرے اسلامی علوم میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ اوائل جوانی میں سنی المذہب تھے اسکے بعد شیعہ مذہب اختیار کیا اور آپکا شمار امامیہ کے بزرگ علماء میں ہونے لگا۔ آپ فقہ، حدیث، طب، نجوم اور قیافہ شناسی میں وسیع معلومات کے حامل تھے۔ آپ کا گھر علماء، طلباء اور طالبانِ علم وفضل کیلئے ایک مدرسے کا درجہ رکھتا تھا۔ آپ نے اپنے والد سے جو میراث حاصل کی تھی اسکی قیمت تین لاکھ دینار تھی، جن کو آپ نے اسلامی علوم کی نشرواشاعت میں صرف کیا۔ آپ کے آثار اور مؤلفات کی تعداد دوسو سے کچھ زیادہ ہے جن میں نفیس تفسیر جو تفسیرِ عیاشی کے نام سے مشہور ہے، شامل ہے اور اس تفسیر کو مستند مانا جاتا ہے اور علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں اور اپنے دوسری تالیفات میں اس تفسیر کے حوالے دیئے ہیں۔ تفسیر عیاشی دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا مقدمہ استاد علامہ سید محمد حسین طباطبائی تبریزی مولف تفسیر المیزان نے لکھا اور تحقیق وتصیح حجۃ الاسلام سید ہاشم رسولی نے ۱۳۸۰ھ قمری میں فرمائی اور یہ تفسیر قم میں چھاپی گئی ہے۔

۵۔ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی جو ابن بابویہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا شمار مذہب شیعہ کے بڑے علماء اور فقہاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے کافی تعداد میں آئمہ طاہرینؑ کی احادیث جمع کیں ہیں۔ شیخ مفید اور ابن شاذان وغضائری اور دوسرے عظیم محدثین نے آپ سے روایت کی ہے۔ یہ جلیل القدر عالم شیخ مفید کے استاد تھے۔ اور شیخ حر عاملیؒ کے بعد اسلامی تعلیمات میں آپ کو جتنی معلومات اتنی شاید ہی کسی دوسرے شخص کو ہوں۔ بلکہ اگر آپ کا وجود پر برکت نہ ہوتا تو اہل بیت رسالت کے آثار مٹ جاتے۔ لہذا یہ جلیل القدر عالم اہل بیتؑ کے آثار و اخبار کو حفظ ومحفوظ کرنے کا سبب بنا۔ علامہ حلی کے مطابق آپ کی تالیفات اور قلمی آثار ۳۰۰ سے زیادہ جلدوں پر مشتمل ہیں اور رجال میں نجاشی نے ان کی تعداد ۱۹۰ یا اس سے کچھ زیادہ بتائی ہے۔ سید حسن موسوی نے من لا یحضرہ الفقیہ کی جلد اول کے مقدمہ میں شیخ کی تالیفات ۱۹۹ جلد ذکر کی ہیں۔ آپ کے مشہور آثار میں سے ایک من لا یحضرہ الفقیہ ہے جس کا شمار حدیث کی اہم ترین کتب اور

مذہب شیعہ کی کتب اربعہ میں ہوتا ہے۔آپ کے دوسرے آثار میں سے امالی کا نام لیا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ عیون اخبار الرضا جو امام علی بن موسیٰ رضاؑ کی سیرت کے بارے میں ایک مستند یادگار ہے اور اسے آپ نے صاحب ابن عباد سے منسوب کیا ہے۔ابو جعفر نے خراسان اور بغداد کی طرف سفر کیا اور آخری عمر رے میں گزاری اور وہیں سے ملکوت اعلیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔آپ کا مقبرہ رے میں مشہور ہے۔آپ کو دیالمہ بادشاہوں کے ہاں نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔آپ ایک دن رکن الدولہ جو عزت الدولہ کا والد تھا، کی درخواست پر سلطان کے حضور میں پیش ہوئے تو سلطان نے آپ کو انعام و اکرام سے نوازا۔کسی نے آپ کے جانے کے بعد سلطان سے عرض کیا کہ شیخ کا عقیدہ ہے کہ امام حسینؑ کا سر مبارک نیزہ پر سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔یہ موضوع رکن الدولہ پر گراں گزرا تو اس نے شیخ کی خدمت میں خط لکھ کر اس بارے میں استفسار کیا۔صدوق نے جواب میں لکھا۔

''جی ہاں۔ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کا سر مبارک سورہ کہف کی چند آیات کی تلاوت فرما رہا تھا اگر چہ یہ حدیث آئمہ اطہار سے منسوب نہیں لیکن میں اس امر کے امکان کا منکر بھی نہیں کیونکہ قرآن میں آیا ہے کہ گناہ گاروں کے اعضاء و جوارح قیامت کے دن باتیں کرنے لگیں گے۔جب کہ آنحضرتؑ جوانان جنت کے سردار اور جگر گوشہ رسالتمآبؐ ہیں۔تو اگر آپ سے اس کرامت کا ظہور ہوا ہے تو اس پر تعجب کس بات کا؟اور در حقیقت جو کوئی اس سے انکار کرے، وہ قدرت الٰہی اور فضیلت رسالت مآبؐ کا انکار کرتا ہے۔یہ انکار قیامت کے دن اعضاء و جوارح کی گواہی سے انکار ہے۔مجھے تعجب ہے اس پر جو آسمانی فرشتوں کی امام مظلوم پر گریہ و زاری کا تو معتقد ہے لیکن وہ اس کرامت کا منکر ہے۔اس موضوع کے بارے میں سوال و جواب کی تفصیل کے ضمن میں کتاب ''روضات الجنات'' تالیف سید محمد باقر خوانساری سے جو قاجاریہ دور کے مشہور علماء میں سے ہیں، رجوع کیا جاسکتا ہے۔علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب ''بحار الانوار'' میں اکثر احادیث کو اس عظیم الشان عالم سے نقل کیا اور ان کی تحریر کو مستند مانا ہے۔

۶۔ بشر بن سلیمان النخاس (بردہ فروش)، حضرت ابو ایوب انصاری کی اولاد اور امام علی

نقیؑ و امام حسن عسکریؑ کے شیعوں میں سے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امام علی نقیؑ نے آپ کو حضرت قائمؑ آل محمدؐ کی والدہ ماجدہ کی خریداری پر مامور فرمایا اور آپ کے حق میں ارشاد فرمایا۔ ''تم ہمارے خاص لوگوں میں سے ہو اور ہم تجھے ایسا شرف اور مقام دینا چاہتے ہیں جسکی وجہ سے تم دوسرے تمام شیعوں پر برتری اور سبقت کے حامل قرار پاؤ گے۔'' کتاب ''اعیان الشیعہ'' جلد ۳ صفحہ ۵۷۳ دوسری اشاعت، بیروت

۷۔ ابو جعفر محمد بن یعقوب اسحاق کلینی رازی جن کا شمار امامیہ کے معتبر سلسلہ محدثین میں ہوتا ہے، آپ اپنے زمانے میں مقبول خاص و عام تھے اور لوگ فتاویٰ کے سلسلے میں عام طور پر آپ سے رجوع کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ثقۃ الاسلام کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ وہ پہلی شخصیت ہیں جن کو اس لقب سے ملقب کیا گیا۔ ابن تاثیر مبارک بن ابی الکرم نے جامع الاصول میں آپ کے بارے لکھا ہے: ''یہ عالم ربانی تیسری صدی ھجری میں مذہب اثناعشری کا مجدد تھا۔ چنانچہ امام محمد باقرؑ پہلی صدی کے مجدد، امام رضاؑ دوسری صدی کے مجدد اور سید مرتضیٰ علم الھدیٰ چوتھی صدی کے مجدد ہیں۔ کلینی کا شمار ان اصحاب میں ہوتا ہے جنہوں نے شیعیت کی کتب اربعہ تحریر کی ہیں۔ آپ کی کتاب ''کافی'' مستند کتب میں شمار کی جاتی ہے۔ جسے آپ نے ۲۰ سال کی محنت شاقہ سے تحریر فرمایا ہے۔ روایت ہے کہ جب کتاب ''کافی'' حضرت صاحب الزمان (ع) کی نظر شریف سے گزری تو آپ نے اس کی تعریف کی اور فرمایا۔ اَلْکَافِی کَافٍ لِشِیْعَتِنَا۔ یعنی کافی ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے۔ کلینی امامیہ کے محدثین میں سے وہ پہلا محدث ہے جس نے احادیث کو جمع کرنے اور انکی تنظیم و ترتیب کی طرف توجہ دی۔ اس سے قبل آپ نے ''اصول اربعماۃ'' لکھی اور شیعہ اس کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ نے سعد بن عبداللہ اشعری، حمید بن زیاد نینوائی، عبداللہ بن جعفر حمیری، علی بن ابراہیم قمی، سے احادیث روایت کی ہیں۔ کافی کے علاوہ آپ کی اہم کتب تعبیر الرویا، رد قرامطہ، رسائل الائمہ، کتاب الرجال اور ما قیل فی الائمہ من الشعر ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا اور اسی شہر میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی قبر کا شمار بغداد کی مشہور مقابر میں ہوتا ہے۔ آپ کی قبر کے متعلق کئی کرامات نقل

کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بغداد کے ایک حاکم نے کلینی کی قبر کھودی تا کہ آپکا حال معلوم کرے تو دیکھا کہ آپ کے کفن میں آپ کے ساتھ ایک بچہ بھی دفن ہے اور آپ کے جسد کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اس پر اس نے قبر کو دوبارہ اسی طرح بند کیا اور اس پر ایک گنبد تعمیر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس حاکم نے اس قبر کو اس لئے کھولا تھا کہ اسے پتہ چلا تھا کہ یہ کسی شیعہ عالم کی قبر ہے اور اس نے سنی ہونے کی بناء پر مذہبی تعصب کی وجہ سے یہ قدم اٹھایا اور بعض کا کہنا ہے کہ اس نے جب دیکھا کہ لوگ جوق در جوق امام موسیٰ کاظمؑ کے حرم مطہر کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور وہ چاہتا تھا کہ آپ کی قبر کو اکھاڑ کر شیعوں کے اعتقاد کو ٹھیس پہنچائے۔ اس پر اس کے وزیر نے اسے منع کیا اور کہا کہ اگر تو امتحان لینا چاہتا ہے تو ان کے کسی عالم دین کی قبر کو اکھاڑ کر لے لے۔ لہذا اس نے علامہ کلینیؒ کی قبر اکھاڑی۔ اس بارے مزید تفصیل کے لئے ''ریحانۃ الادب'' جلد ۵ صفحات ۷۹ تا ۸۲ مولفہ مرزا محمد علی مدرس اور فارسی دائرۃ المعارف از غلام حسین مصاحب سے رجوع فرمائیں۔

۸۔ سید مرتضیٰ: آپ کا نام ابوالقاسم علی بن حسین لقب علم الھدیٰ آپ سادات کے ایک گھرانے کے چشم و چراغ ہیں اور آپ کا نسب شریف ۵ واسطوں سے امام موسیٰؑ سے جا ملتا ہے۔ آپ کا شمار عظیم علماء اور مصنفین میں ہوتا ہے۔ آپ نے بغداد میں آنکھ کھولی اور وہیں پر اس دنیائے فانی سے آنکھیں بند کر کے کوچ کر گئے۔ آپکے آثار میں دیوانِ اشعار کے علاوہ امالی، کتابِ الشافی در امامت، جسکو آپ نے قاضی ابوالحسن عبدالجبار معتزلی (متوفی ۴۱۵ھ قمری) کی کتاب مغنی کی رد میں لکھا، تنزیہ الانبیاءؑ، الانتصار، المسائل، النّاصریات، الشیب و الشباب اور دوسری تالیفات جنکی تعداد مجموعاً ۸۹ سے زیادہ بنتی ہے، شامل ہیں۔ آپکو علم الھدیٰ کا لقب اسطرح ملا کہ ابوسعید محمد بن حسین بن عبدالصمد جو قادر عباسی (۳۸۱-۴۲۲ھ) کا وزیر تھا، چار سو بیس ھجری میں بیمار پڑ گیا، ایک رات خواب میں حضرت امیرالمومنینؑ کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا: علم الھدیٰ سے کہو کہ تمہارے افاقے کیلئے دعا کرے۔ وزیر نے کہا: کہ میں نے خواب میں پوچھا: علم الھدیٰ کون ہے؟ فرمایا: علی بن حسین موسوی۔ اس نے خواب سے بیدار ہو کر دعا کی التماس کیلئے سید مرتضیٰ کی خدمت

میں اسی لقب کیساتھ ایک خط لکھا۔ سید نے خط کے جواب میں اس لقب کو قبول کرنے سے احتراز کیا، وزیر نے دوبارہ عرض کیا، واللہ! میں نے آپکو اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا بلکہ مجھے اسکا حکم امیر المومنینؑ نے دیا ہے، آپ عالمِ جلیل القدر دینی اور دنیاوی علوم و شرافت کے حامل تھے۔ آپکی ولادت غیبت کبریٰ کے اوائل میں ماہ رجب ۳۵۵ھ میں ہوئی اور وفات اتوار کے دن ۲۵ ربیع الاوّل کو ۴۳۶ھ قمری میں بغداد میں واقع ہوئی، آپکو بغداد میں آپ کے گھر میں دفن کیا گیا۔

۹۔ ابوالقاسم سعد بن عبداللہ بن ابی خلفؒ النمیری الاشعری القمی (متوفی ۲۹۹ یا ۳۰۱ھ قمری) کا شمار امامیہ کے بڑے محدثین میں ہوتا ہے آپؒ نے مشہور کتاب ''بصائر الدرجات'' تالیف کی۔ آپ ابو محمد حسن عسکریؑ کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ سعد بن عبداللہ الاشعری جس نے چند مشہور شیعہ روایات کو نقل کیا ہے اور کئی معروف کتابوں کا مؤلف ہے' نے شیعوں کے مختلف فرقوں کی تاریخ کے بارے ایک کتاب تحریر کی جس میں آپکے مقالات بھی شامل ہیں۔ شیخ طوسیؒ کی مقالات الامامیہ کی فہرست میں بھی یہ مقالات آئے ہیں اور علامہ مجلسیؒ جن کی دسترس میں یہ کتاب تھی' انہوں نے اپنی کتاب الغیبت میں اور نجاشی نے رجال میں اسکے مندرجات نقل کیے ہیں اور بحار الانوار کے مآخذ میں اسکو مفصل طور پر لکھا گیا ہے۔ آپ کی ملاقات کا امام حسن عسکریؑ سے قصہ کمال الدین کی کتاب اور شیخ صدوقؒ کی ''تمام النعمة'' میں تفصیل سے آیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ سعد بن عبداللہ دینی مسائل کے حل کیلئے احمد بن اسحٰق کے ساتھ جب سامرئ گیا تو اسے نہ صرف امام حسن عسکریؑ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا بلکہ حضرت قائم آل محمدؑ کی زیارت بھی نصیب ہوئی جسکی تشریح کتاب کے متن میں موجود ہے۔ بعض مومنین نے اس کی حضرتؑ کیساتھ ملاقات پر شک کیا ہے اور اسکی روایتِ حدیث کو ضعیف شمار کیا ہے لیکن اکثر شیعہ علماء جن میں مرحوم سید محسن امین بھی شامل ہیں' نے اپنی کتاب ''اعیان الشیعہ'' میں اس کو مستقل مزاج اور راست گفتار شخص کے طور پر ذکر کیا ہے اور اس بارے دوسروں کے اقوال کو رد کیا ہے۔ آپکے بارے میں تقی الدین حسن بن علی بن داؤد حلّی رقمطراز ہے کہ سعد بن عبداللہ بن ابی خلف اشعری قمی عظیم شیعوں اور فقہاء سے تھا اور

اسے شیعوں کے درمیان وجاہت حاصل تھی، اسے احادیث کے موضوع پر مکمل عبور تھا اور اس ضمن میں اہل سنت سے بھی مکمل آگاہی رکھتے تھے۔ اس نے ہمارے آقا و مولا امام حسن عسکریؑ سے ملاقات کی، علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتب میں اس کے اقوال کو سند کے طور پر درج کیا ہے۔

۱۰۔ ابو الادیان علی بصری کا شمار صوفیہ کے مشاہیر میں ہوتا ہے، آپ جنید بغدادی اور ابو سعید خراز کے معاصر تھے، آپ نے دسویں عباسی خلیفہ متوکل (۲۳۲-۲۴۷ ھ ق) کا زمانہ اور اٹھارویں عباسی خلیفہ مقتدر (۲۹۵-۳۲۰ ھ ق) کا زمانہ پایا تھا۔ آپ کی کنیت پہلے تو ابو الحسن تھی لیکن آپ کے علمی و دینی مناظروں کی بنا پر آپکا نام ابو الادیان مشہور ہو گیا۔

۱۱۔ جعفر بن امام علی الھادی اور امام حسن عسکریؑ کا بھائی کذاب اور جھوٹے کے لقب سے پکارا جانے لگا کیونکہ اس نے اپنے بھائی امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد امامت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اسکی کنیت ابو عبداللہ اور لقب کرین تھا کیونکہ اسکے ۱۲۰ بیٹے تھے۔ انہیں اپنے جد امام علی رضاؑ کی نسبت سے ''رضویون'' کہا جاتا تھا، اسکی وفات ۲۷۱ ھ ق (پینتالیس سال کی عمر) میں ہوئی اور اسکی قبر سامرہ میں اسکے پدر بزرگوار امام ھادیؑ کے گھر میں واقع ہے۔ بحوالہ مقالات الامامیہ والفرق واسماؤھا وصنوفھا والقابھا جو سعد بن عبداللہ بن ابی خلف الاشعری قمی کی تصنیف ہے۔

۱۲۔ علی بن ابی الشوارب محمد جو ۲۶۲ ھ ق میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز تھا۔

۱۳۔ علی بن محمد صاحب الزنج (متوفی ۲۷۰ ھ ق) نے ۲۵۵ سے ۲۷۰ ھ ق کے دوران ایک بغاوت کی قیادت کی اور اس دوران عباسی خلیفہ معتمد کی سرکاری مشینری کو ہلا کر رکھ دیا۔ صاحب الزنج زید بن علی سے نسبت کا دعویدار تھا اس نے اپنے فصیح و بلیغ خطبوں سے بصرہ اور اس کے گرد و نواح کے زنگیوں کو اپنا ہم نوا بنا لیا تھا اور ۲۵۵ ھ ق میں خلیفہ کے خلاف خروج کیا اسکی آواز پر بصرہ میں مقیم زنگیوں نے اپنے آقاؤں کیخلاف بغاوت کی اور ان کا قتل عام کیا اور اسکے علاوہ ان کا مال و متاع غارت کیا اسطرح صاحب الزنج نے بصرے پر اپنا تسلط جما لیا۔ آہستہ آہستہ اس شخص کا اثر و رسوخ بڑھتا گیا اور لوگ اس سے ملتے گئے، اس

نے امراء اور رؤساء کے خلاف ۱۵ سال جنگ لڑی اور اس دوران خلیفہ کے سپاہیوں کے دانت کھٹے کئے اس نے مسلمانوں کا قتلِ عام کیا اور انکا مال لوٹا اور آخرِ کار معتمد (خلیفہ) کے بھائی موفق نے اھواز کے نزدیک اسے شکست دی، صاحب الزنج نے عقب نشینی اختیار کی اور مارا گیا، اسکا سر بغداد لایا گیا اور اسطرح ایک طویل قتل عام اور خونریزی کے بعد زنگیوں کی بغاوت فرو ہوئی۔ اگرچہ یہ شخص اپنے آپ کو آلِ علیؑ سے منسوب کرتا تھا اور اس پر فخر بھی کرتا تھا لیکن خوارج کا پیروکار تھا، بعض علمائے انسابؒ نے اسکی تائید کی ہے اور بعض نے اسے جھٹلایا ہے اور اسکے علاوہ بعض نے اسے عرب اور ابوالقیس کے گروہ سے بتایا ہے اور بعض دوسروں نے اسے ایرانی اور ورزنین جو تہران کے قریب واقع ہے کا باسی بتایا ہے۔
بحوالہ: دائرۃ المعارف فارسی از غلام حسین مصاحب۔ والموسوعۃ العربیہ المیسر ۃ: محمد شفیق غربال، جو قاہرہ سے چھپی۔

۱۴۔ سامرہ: عراق کا مشہور شہر دجلہ کے مشرقی ساحل پر بغداد کے شمال میں ۱۲۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں حضرت امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے مزارات، شیعوں و دوستانِ اہلبیتؑ کی زیارت گاہیں نیز یہاں وہ مشہور ''سرداب'' ہے جہاں سے حضرت امام قائمؑ نے غیبت اختیار فرمائی تھی، یہ شہر قدیم سامرہ کے کھنڈرات کے قریب ہی وجود میں آیا۔ اسے خلفائے عباسی کے دور میں ''سُرمن رائے'' کا نام دیا گیا تھا اور ۲۲۱ ھ ق سے ۲۷۶ ھ ق تک سات عباسی خلفاء کا دارالحکومت رہا۔ متوکل کے زمانے میں اسے بہت عروج ملا لیکن اسکے بعد رو بہ زوال ہوا، یہاں کے اکثر محلات اور عمارات کے نام مورخین اور جغرافیہ دانوں کے وسیلے سے باقی ہیں مثلاً ''جوسق و بلکواری'' جنہیں متوکل نے تعمیر کیا۔ اگرچہ کئی صدیاں اور زمانے لد چکے، لیکن اس شہر کے کھنڈرات کو عمارتوں کے تعمیراتی مصالحے بنانے کیلئے استعمال میں لایا جاتا ہے اور جدید کھدائی سے پتہ چلا ہے کہ اس شہر کے زیرِ زمین کھنڈرات تعمیرات کے لحاظ سے اسلامی فنِ تعمیر کا نادر نمونہ ہیں، یہاں متوکل کی یادگار کے طور پر ایک جامع مسجد موجود ہے جو اس شہر کے قدیمی حصے کے جنوب میں واقع ہے اسکے مینار کی بلندی ۵۳ میٹر ہے اور یہ مسجد فنِ تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ اس مینار کے اندر سیڑھیاں لگی ہوئی

ہیں جنکے ذریعے مینار کے اوپر چڑھا جاسکتا ہے۔

۱۵۔ ابو عبداللہ مفضّل بن عمر جعفی امام صادق ؑ کے خاص صحابہ میں سے اور مشہور محقق تھے، شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب ''غیبت'' میں خصوصیت سے ان کا ذکر کیا ہے، مرحوم سید محسن امین نے اعیان الشیعہ میں اس کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے عظیم الشان اور جلیل القدر شخصیت کے عنوان سے یاد کیا ہے، جس میں اسرار و رموز کے تحمل کی اہلیت پائی جاتی تھی، یہی وجہ ہے کہ امامؑ نے اسے اسرار و لطائفِ کیلئے مخاطب قرار دیا تھااور امامؑ کی توحیدِ برہانی کی بحث کے سلسلے میں گفتگو کا مخاطب آپ کی ذات تھی جسے توحیدِ مفضّل کا نام دیا گیا اس ضمن میں مزید تفصیلات کیلئے سفینۃ البحار مولفہ حاج شیخ عباس قمی، جلد دوئم، صفحہ ۳۷۱ و بحار الانوار صفحہ ۱۶۶، جلد ۱۱، و نامہ دانشورانِ ناصری، صفحہ ۳۳۶ سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

۱۶۔ دمشق یا دمشق الشام، شام کا دارالحکومت ہے، بحیرہ مدیترانہ سے اسکا فاصلہ سو کلومیٹر اور یہ کوہ قاسیون کے دامن میں اور جبلِ لبنان (جبل الغربی) وجبل الشرقی کی پشت اور شام کے جنوب میں واقع ہے۔ یہ شہر کشادہ اور سرسبز ہے اور اسے دنیا کی چوتھی جنت کہا گیا ہے، یہاں انواع واقسام کے پھل اور سبزیاں کاشت ہوتی ہیں۔ یہاں کی زندگی کی چہل پہل اور سبزہ زار کا بڑا موجب یہاں کا دریا ہے، اس شہر میں بڑے بڑے مینار ہیں، دمشق شہر میں دو سو مساجد پائی جاتی ہیں اور اموی دور کی مساجد یہاں کی مشہور ترین مساجد کہلاتی ہیں، ان میں سے ایک مسجد وہ ہے جس میں امام زین العابدینؑ نے تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اسکے علاوہ یہاں کے قابل دید مقامات میں صلاح الدین کا مقبرہ مشہور ہے۔

حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا اور حضرت رقیہ سلام اللہ علیہا (جو امام حسینؑ کی بیٹی ہیں) کے حرم یہاں کی تاریخی شان وشوکت کو دوبالا کرتے ہیں، دنیا کے بلند پایہ محقق اور دانشور یہاں کی یونیورسٹی، میوزیم اور کتب خانوں کو خاصی اہمیت دیتے ہیں۔ دمشق کی تاریخ واضح نہیں، کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کی ولادت سے ہزاروں سال پہلے یہاں ایک شہر آباد تھا، لہٰذا اسی حوالے سے دمشق کو انسانی تہذیب کے اہم مراکز میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسلام

کے ظہور کے بعد خالد بن ولید نے چودہ ہجری قمری میں دمشق کو فتح کیا اور مغرب کے ہزار سالہ تسلط کا خاتمہ کیا، معاویہ نے ۳۶ ھ ق میں اسے اپنا ٹھکانا بنایا اور اس زمانے سے لے کر ۱۲۷ ھ قمری تک یہ مروان بن محمد حران کا دارالحکومت رہا، دمشق امویوں کا دارالحکومت اور ان کے زیر تسلط رہا۔ دمشق کی جامع امیہ کی بنیاد ولید بن عبدالملک کے زمانے میں رکھی گئی' اسکے بعد عباسیوں کا دور آیا تو انہوں نے اموی دور کی تاریخی عمارات کو منہدم کیا اور اس دوران شہر کی تاریخی عمارات منہدم ہوئیں۔ اسکے بعد دمشق مختلف فاتحان کے ہاتھوں میں گیا جن میں مصر کے فاطمی، قرامطی اور سلجوقی شامل ہیں۔ ملک شاہ سلجوقی نے اسے اپنے بھائی تتش کے سپرد کیا، اسکے بعد دقاق ابن تتش کے ہاتھوں میں گیا جس نے دمشق کے امور کو اتابک ظہیر الدین تغتکین (متوفی ۵۲۲ ھ ق) کے حوالے کیا۔ صلیبی جنگوں کے دوران عیسائیوں نے بہت کوشش کی کہ دمشق کا تسلط انکے ہاتھ آجائے لیکن انکا کوئی بس نہ چلا اور دمشق اسی طرح مسلمانوں کے پاس رہا، نور الدین محمود زنگی (۵۴۹ ھ ق) کے زوال کے وقت وسیع اسلامی حکومت کا دارالخلافہ، آزاد اور مالی لحاظ سے پُر رونق شہر تھا۔ ۵۷۱ ھ ق سے دو سال بعد تک جب بغداد کا سقوط ہوا تو دمشق ایوبیوں کے زیر تسلط تھا اور اسکے بعد منگولوں کے زیر تسلط چلا گیا۔ ۶۵۸ ھ ق میں عین الجالوت کے واقعہ کے بعد دمشق بادشاہوں کے زیر تسلط رہا، پھر نویں صدی ہجری میں امیر تیمور نے اسے تاراج کیا یہ جب ۸۰۳ ھ ق میں اس شہر سے کوچ کرنے لگا تو یہاں کے ماہرین، صناع اور معماروں کو اپنے ساتھ ثمرقند لے گیا اس طرح اس نے اس شہر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ ۹۲۲ ھ ق کے بعد مختصر مدت کیلئے یہ مصریوں کے زیر قبضہ رہا اور اسکے علاوہ ۱۹۱۸ء تک عثمانیوں کے زیر تسلط رہا۔ دمشق کی تاریخ نشیب و فراز سے بھری ہے اور یہ شہر ہمیشہ حملہ آوروں کی ہوس کا نشانہ بنتا رہا۔ ابوالقاسم علی بن حسن جو ابن عساکر کے نام سے مشہور ہے' جیسے مؤرخین نے دمشق شہر کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔

۱۷۔ زوراء' بغداد کا دوسرا نام ہے، اس شہر کے اور نام بھی ہیں مثلاً مدینۃ المنصور، مدینہ ابی جعفر، مدینۃ الخلفاء اور مدینۃ السلام' اسکی بنیاد ابو جعفر منصور خلیفہ نے رکھی اور اس خلیفے کی حکومت کے دوران اسناد اور سکوں پر یہی نام درج ہوتا رہا، البتہ بعض مؤرخین نے اس بارے

لکھا ہے کہ یہ لفظ فارسی سے لیا گیا ہے 'بغ' اور 'داد' یعنی عطیہ خداوندی، حمورائی عہد کے ایک مآخذ (۱۸۰۰ ق م) میں اس شہر کا قدیم نام بغداد ہی لکھا ہوا ہے۔ منصور نے اپنا پہلا دارالحکومت کوفہ کو قرار دیا تھا، لیکن چونکہ وہاں اہلبیتؑ کے ماننے والوں کی اکثریت تھی لہٰذا اس نے اس شہر کو ترک کر کے بغداد کو اپنا دارالحکومت بنایا، اس زمانے میں یہ شہر تجارتی نقطہ نگاہ سے نہایت اہمیت کا حامل اور زرخیز تھا، یہاں سے تجارتی قافلے ایران اور وہاں سے جنوب مشرقی ایشیاء جاتے تھے۔ شہر میں نہروں کا جال بچھا ہوا تھا، اس شہر کا نقشہ بادی النظر میں ۱۴۱ھ ق میں ڈیزائن کیا گیا لیکن اسکی تعمیر کا آغاز ۱۴۵ھ ق میں ہوا۔ کہا جاتا ہے منصور نے ایک لاکھ مزدوروں اور معماروں کو اس کی تعمیر پر لگایا اور جب ۱۴۶ھ ق میں باقاعدہ طور پر بغداد کیطرف نقل مکانی کی تو شہر کو مزید توسیع دی، اس شہر کی شان وشوکت مامون کے زمانے تک محفوظ رہی، مامون نے بیت الحکمت کے نام سے ایک سائنسی ادارے کی بنیاد رکھی۔ مامونی رصد گاہیں اور دوسرے سائنسی آلات اس دور کی یادگار ہیں۔ ۴۴۶ھ ق میں تغرل بیگ نے بغداد فتح کیا اور آل بویہ کی حکومت کو تہس نہس کر دیا اس نے وہاں کی شیعہ آبادی پر ظلم وستم ڈھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اسکے بعد ۴۵۰ھ ق میں بساسیری نے بغداد پر قبضہ کیا لیکن سلاجقہ نے اسکی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ ۶۵۶ھ ق میں ہلاکو خان نے بغداد فتح کیا اور ایک ہفتے سے زیادہ وہاں خون کی ہولی کھیلتا رہا۔ بغداد ۷۴۰ھ ق تک ایلخانی منگولوں کے ہاتھ رہا۔ اسطرح یہ شہر تاریخی نشیب وفراز سے گذرتا رہا۔ اسکی موجودہ صورتحال امام الصادقؑ کے فرمان کی روشنی میں آپکے سامنے ہے اور امامؑ نے جو کچھ اسکے بارے ارشاد فرمایا تھا، آج ہم اسے کس قدر صحیح پا رہے ہیں۔

۱۸۔ بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ ۶۹-۷۲ھ ق میں عبدالملک بن مروان، اموی خلیفہ کے دور میں تعمیر ہوئی، اسی مقام سے نبی کریمؐ ایک رات معراج پر تشریف لے گئے تھے، یہ مسجد تاریخی اور مذہبی اہمیت کی حامل ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے یہود کے زیر تسلط ہے اور وہ اسکی اسلامی اہمیت کو مٹانے کے در پے ہیں۔ احادیث میں ملتا ہے کہ یہ مقام دو ہزار سال آدمؑ کی خلقت سے پہلے ملائکہ کی زیارت گاہ تھا۔ یہاں کے

مشہور مقامات میں محرابِ سلیمانؑ، مقامِ خلیل، مقامِ خضرؑ اور مقامِ داوٗدؑ غیر معمولی شہرت کے حامل ہیں۔ مروان کے بعد مامون نے اسکی دوبارہ تعمیر کی اور اس میں کچھ تبدیلیاں لایا۔ اس نے ۸ ضلعی دیوار بنائی اور ۱۰۹۹ء میں جب صلیبی یہاں وارد ہوئے تو انہوں نے اسے گرجے میں تبدیل کر دیا اور اسکے اندر باہر ہر جگہ تصاویر آویزاں کیں اور گنبد کے اوپر سونے کی صلیب نصب کی، پھر ۵۸۲ھ ق میں صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو فتح کیا تو دوبارہ اسے مسجد کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ سلیمان قانونی نے اسکو نئے سرے سے تعمیر کیا اور پھر ۱۹۶۴ء میں دوبارہ اسکی نئے سرے سے تعمیر ہوئی، اسلامی دنیا اس انتظار میں ہے کہ کب بیت المقدس مسلمانوں کو واپس ملے گا اور یہاں سے صہیونیوں کا تسلط ختم ہو گا۔ بحوالہ: دائرۃ المعارف فارسی، احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، الموسوعۃ العربیۃ المیسرۃ

۱۹۔ صنعا، یمن کا دارالحکومت اور جنوبی عرب کا مشہور و معروف شہر ہے اسکا بندر حدیدہ سے فاصلہ ۱۴۵ کلومیٹر ہے، یہاں ۴۸ مساجد واقع ہیں، جن میں سے جامع مسجد جو چھٹی صدی عیسوی میں تعمیر کی گئی تھی، یہاں کی خوبصورت ترین مساجد میں سے ہے، اس شہر کو حاصل کرنے کیلئے کئی جنگجوؤں نے ہاتھ پاؤں مارے، جن میں حبشیوں، رومیوں و ایرانیوں کے حملے شامل ہیں۔ ۵۳۰ء میں یہ ابرہہ کا دارالحکومت تھا اور اس نے یہاں پر جامع قلیس کے نام سے گرجا تعمیر کیا اسکے بعد خسرو انوشیروان کے زمانے میں یمن ایران کے زیر تسلط آ گیا اور دسویں ہجری میں جب ایرانی حاکم مسلمان ہوا تو یہ شہر اسلامی حکومت میں شامل ہو گیا۔ ۶۲۶ھ ق میں اموی کے بعد یہاں زیدی تسلط قائم ہوا اور سولہویں صدی عیسوی میں دوبارہ عثمانی ترکوں کے زیر تسلط چلا گیا۔ بحوالہ: دائرۃ المعارف فارسی

۲۰۔ ابو عمارہ حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشمؑ رسول اکرمؐ کے چچا اور قریش کے سرداروں میں سے تھے، آپکی ولادت مکہ میں ہوئی، آپ شروع میں اسلام قبول کرنے میں پس و پیش سے کام لے رہے تھے لیکن جب دیکھا کہ ابو جہل آپ کو تکلیف دینے پر تلا ہوا ہے تو حضرت حمزہؓ برہم ہو گئے، آپؓ نے ابو جہل کو مارا پیٹا اور اپنا اسلام ظاہر کر دیا، آپؓ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کو کافی تقویت ملی، حمزہؓ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور غزوۂ بدر میں

آنحضرتؐ کے ساتھ رہے، آپؓ ۵۷ سال کی عمر میں غزوۂ بدر میں ایک وحشی کے ہاتھوں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور سید الشہداء کا لقب پایا۔ مشہور ہے کہ معاویہ کی ماں 'ہندہ' نے آپؓ کا کلیجہ چبایا۔ جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا نے اپنے خطبے میں جو انہوں نے یزید کے دربار میں دیا تھا' اسی جانب اشارہ کیا ہے: وَكَيْفَ يُرْتَجٰى مُرَاقَبَةِ مَنْ لَفَظَ فُوْهُ اِكْبَادَ الْاَزْكِيَاءِ وَ نَبَتَ لَحْمُهُ' مِنْ دِمَاءِ الشُّهَدَاءِ.

۲۱۔ جعفر بن ابی طالبؑ جن کا لقب ذوالجناحین ہے، حضرت علیؑ کے بڑے بھائی اور مشاہیر صحابہ سے تھے، آپ نے پیغمبر اسلامؐ کے حکم پر حبشہ ہجرت کی اور جب آنحضرتؐ مدینہ تشریف لے گئے تو آپؑ حبشہ ہی میں تھے اور اسکے کچھ عرصہ بعد آپ مدینہ تشریف لائے۔ آپ نے غزوۂ موتہ میں بہادری کے جوہر دکھلائے (آٹھویں صدی ہجری) اور جامِ شہادت نوش کیا۔ اس جنگ میں آپ کے دونوں بازو قلم ہوئے تو پیغمبر اسلام سے ذوالجناحین (دو پروں والا) کا لقب پایا۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپکو خداوند تعالیٰ نے دو بازوؤں کے کٹے جانے پر جنت میں دو پر عطا کیے ہیں جن سے آپ پرواز کرتے ہیں اسی لیے آپ کو جعفر طیار بھی کہا جاتا ہے، آپکی زیارت موتہ کے مقام پر مسلمان اور عیسائی زائرین کی نظر میں نہایت قابلِ احترام اور مرجع ہے۔

۲۲۔ ابیؔ بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری النجاری کنیت ابوالمنذر اور ابوالطفیل تھی۔ آپ سید القراء کے لقب کے حامل اور کاتب وحی تھے' آپ نے بدر اور دوسری جنگوں میں شرکت کی، واقدی کہتا ہے وہ پہلا شخص تھا جس نے رسول اللہؐ کیلئے کتابت کی اور وہ پہلا شخص ہے جس نے فلاں ابن فلاں کے لئے کتب لکھیں ۔ رسول اللہؐ کے صحابہ ابوایوب، عبادہ ابن الصامت، سھل ابن سعد، ابوموسیٰ، ابن عباس، ابوھریرہ، انس، سلیمان ابن صرد وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے بعض نے آپ کی وفات ۱۹، ۲۰، ۲۲ھ سال میں لکھی ہے بعض مورخین کے بقول آپ کی وفات ۳۰ھ قمری میں عثمان کے دور میں واقع ہوئی۔ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ میں آخری قول کو زیادہ درست تسلیم کیا ہے۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں تفسیر کی

ایک کتاب کو آپ سے نسبت دی ہے۔

۲۳۔ شیخ ابو جعفر محمد بن حسن لقب شیخ الطائفۃ (۳۸۵۔۴۶۰ھ ق) جید فقہا، محدثین و عظیم امامیہ علماء سے تھے۔ آپ نے اپنے پیدائشی شہر طوس میں متداولہ مقدمات کی تحصیل کے بعد ۴۰۸ھ ق میں بغداد چلے گئے اور وہاں شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان بغدادی سے جو اس زمانے کے عظیم الشان شیعہ عالم دین تھے کسب فیض کیا۔ شیخ صدوق کی وفات کے بعد شیخ مفید کا شمار بلند پایا شیعہ عالم دین کے طور پر ہوتا ہے۔ آپکی وفات کے بعد یہ علمی مقام سید مرتضیٰ کو ملا اور آپ نے ۲۳ سال سید مرتضیٰ کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ آپ نے فقہ، اصول اور علم کلام میں کمال مہارت حاصل کی۔ اس سلسلے میں آپکی کتب آپکی بلند مائیگی کی شاہد ہیں ان میں آپ نے اپنے جلیل القدر استاد سید مرتضیٰ کے اقوال کے حوالے دیئے ہیں۔
آپکی کتب میں تبیان، مبسوط، عدۃ الاصول، غیبت اور تلخیص الشافی مشہور ہیں۔

شیخ نے بارہ سال بغداد میں قیام کیا اور اس دوران مذہب حقہ کی تبلیغ و ترویج میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی آپکے دشمنوں نے خلیفہ القائم بامر اللہ عباسی سے آپکی چغلی کی اور آپکو خلفاء کو برا بھلا کہنے کا الزام دیا اور اس ثبوت میں کتاب مصباح المتہجد وسلاح المتعبد پیش کی لیکن جب آپ خلیفہ کے پاس گئے تو آپ نے اسطرح وضاحت کی کہ خلیفہ نے آپکی بات تسلیم کر لی لیکن لوگ آپ سے سخت نالاں تھے انہوں نے ۴۴۸ھ ق میں تعصب اور کینہ کی آگ میں آپکا گھر جلا ڈالا۔ شیخ طوسی اس واقعہ کے بعد نجف اشرف کی طرف ہجرت کر گئے اور زندگی کا باقی حصہ امام عالی مقام کے آستانے پر گزار دیا۔ شیخ طوسی وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے نجف اشرف کو علمی مرکز کا مقام دیا۔ آپکے آثار میں ۴۸ تصانیف ملتی ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں

الاستبصار فیما اختلف من الاخبار، تہذیب الاحکام، جسکا شمار کتب اربعہ میں ہوتا ہے۔
المبسوط، النھایۃ فی مجرد الفقہ والفتاوی، امالی، الفہرست، دعاء الجوشن الکبیر، دعاء الجوشن الصغیر، ھدایۃ المسترشد، التبیان، الغیبۃ و مصباح المتہجد وسلاح المتعبد۔

ابن عماد حنبلی نے شذرات الذھب میں آپکے بارے لکھا ہے مذہب امامیہ میں

طوسی نے نہایت ہی پرہیز گار عالم دین کے طور پر شہرت پائی تھی اور عراق کے کونے کونے سے شیعہ آپ سے استعفادہ کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اسی طرح سمعانی نے الانساب میں آپکو نہایت اچھے الفاظ سے یاد کیا اور عماد الدین طبری تو یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر انبیا کے علاوہ کسی پر درود جائز ہوتا تو وہ آپ پر درود پڑھتا۔

۲۴۔ ماریہ قبطیہ رسول اکرمؐ کی زوجہ اور ابراہیم جو بچپن ہی سے اس دار فانی سے کوچ کر گئے تھے کی والدہ محترمہ تھیں۔ جن کی وفات پر آنحضرت شدید غمگین ہوئے۔ اس خاتون کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے انکی بہن سیرین کے ہمراہ تحفے کے طور پر بھیجا تھا۔ حضرتؐ نے سیرین کو حسان بن ثابت کو بخشا اور ان سے عبدالرحمان بن حسان کی ولادت ہوئی۔ ماریہ نے خلیفہ دوئم کے دور میں وفات پائی اور آپکو قبرستان بقیع میں دفن کیا گیا۔ مشربہ ام ابراھیم کے نام سے مدینہ میں آپکی یادگار ہے جہاں آپنے مصر سے آتے ہی قیام کیا تھا۔

۲۵۔ استنبول یا اسلامبول ترکی کا مشہور تاریخی شہر ہے جو آبنائے باسفورس کے دو کناروں پر بحیرہ اسود اور بحیرہ مرمر کے درمیان واقع ہے۔ اسکا سابقہ نام قسطنطنیہ ہے۔ ۱۹۳۳ء میں اسے استنبول کا نام دیا گیا۔ یہ شہر ۱۹۲۲ء تک ترکی کا دار الحکومت رہا۔ یہاں کی یونیورسٹی کی بنیاد ۱۴۵۳ء میں رکھی گئی۔ جسکی ۱۹۳۳ء میں تجدید کی گئی۔ اس شہر کا تاریخی اور قدیم حصہ یورپ میں واقع ہے۔ ایا صوفیہ کے نام سے قدیم مشرقی روم کی تاریخی عمارت اس دور کے فن تعمیر کی یاد دلاتی ہے۔ ۱۵۰۹ء میں زلزلے نے اس شہر کا ستیاناس کر دیا تھا اور سلطان بایزید دوئم نے اسے نئے سرے سے تعمیر کیا۔ یہاں کی اکثر مساجد اسی دور کی یادگار ہیں جن کے گنبدوں اور میناروں کی خوبصورتی دیکھنے والوں کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔

توپ کاپی کے نام سے اس بین الاقوامی شہر کا میوزیم سیاحوں کے لئے زبردست کشش کا حامل ہے۔ مسلمان چار دانگ عالم سے جناب رسول خداؐ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابو ایوب انصاری کے مزار اور مسجد کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ یہاں پر سینکڑوں ایسے قدیم فنی آثار موجود ہیں جو مسلمان ماہرین اور کاریگروں کے عالیشان ہنر کی یاد دلاتے ہیں۔

۲۶۔ قطب الدین سعید بن ہبۃ اللہ بن حسن راوندی کنیت ابو الحسن یا ابو الحسین عالمی ہے۔ آپکا شمار جید علماء، محدثین، متکلمین، مفسرین اور شعراء میں ہوتا ہے، آپکا تعلق علمی خاندان سے ہے، آپ نے صاحب تفسیر مجمع البیان' ابو علی طبرسی، عمادالدین طبری، مرتضیٰ رازی اور خواجہ نصیر الدین طوسی کے والدِ ماجد جیسے مشاہیر سے روایات جمع کیں، اسکے علاوہ شیخ عبدالرحیم بغدادی کے ذریعے مرتضیٰ علم الھدیٰ کی فاضلہ جلیلہ بیٹی اور انکے چچا سید رضی سے بھی روایات نقل کی ہیں۔ آپ شیخ منتجب الدین اور ابن شہر آشوب کے مشائخ سے ہیں، آپکی تالیفات کی تعداد ۵۶ بتائی جاتی ہے جن میں مشہور یہ ہیں: آیات الاحکام، احکام الاحکام، الاختلافات الواقعۃ بین الشیخ المفید وسید مرتضیٰ فی بعض المسائل الکلامیۃ، خلاصۃ التفاسیر جو دس جلدوں پر مشتمل اور اسکا دستخطی نسخہ استنبول کے علی پاشا کتب خانے میں موجود ہے، منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغہ الناسخ والمنسوخ من القرآن ونفثۃ المصدور۔ قطب راوندی نے ۵۷۳ھ ق میں قم میں وفات پائی اور آپکی قبر حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کے صحن میں واقع ہے۔ بحوالہ کتاب اعیان الشیعہ سید محسن امین اشاعت دوئم بیروت۔

۲۷۔ ابو محمد حسن بن محمد بن جمہور عمّی، نجاشی کی رجال کے مطابق اہل بصرہ سے تھے اور آپکو عمّی اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ بنو اعمام کے قبیلہ تمیم سے تھے۔ آپ نے اپنے والد کی کتاب ''واحدۃ'' کی تصحیح کی۔ بحوالہ اعیان الشیعہ اشاعت دوئم جلد پنجم اور جامع الرّواۃ' محمد علی بن علی اردبیلیؒ اشاعت بیروت ۱۴۰۳ھ ق۔

۲۸۔ رضی الدین سید علی بن موسیٰ بن جعفر جو ابن طاؤس کے نام سے مشہور ہیں، آپکا تعلق شیخ طوسیؒ اور ابن ادریس کے خاندان سے ہے، آپکے بھائی سید احمد ابن طاؤس کا شمار امامیہ کے عظیم علماء میں ہوتا ہے، آپ نے فقہ، ادب اور اپنے دور کے دوسرے متداولہ علوم کو اپنے زمانے کے جیّد علماء سے سیکھا۔ آپ زہد و پرہیزگاری میں بے مثال تھے۔ علامہ حلّیؒ نے آپ سے بہت سی کرامات منسوب کی ہیں ان میں سے کچھ مرحوم نوری نے مستدرک الوسائل میں نقل کی ہیں۔ آپکی بعض تالیفات سے استفادہ کر کے اس بات کا عندیہ ملتا ہے کہ آپ پر حضرت صاحب العصر والزمانؑ کی ملاقات کا در کھلا تھا اور آپ اپنا دردِ دل آنحضرتؑ سے

بیان فرماتے تھے۔ آپ کی زیادہ تر تالیفات کا تعلق دعاؤں، عبادات، تزکیہ نفس اور دینی وظائف کے موضوعات سے ہے۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں: ادعیۃ الساعات، الاسرار المودعۃ فی ساعات اللیل والنھار، الاصطفاء فی تواریخ الملوک والخلفاء، اغاثۃ الداعی، الاقبال لصالح الاعمال، جمال الاسبوع بکمال العمل المشروع، شرح نھج البلاغہ، الملھوف علی قتلی الطفوف، محاسبۃ النفس ومصباح الزائر وغیرہ۔ آپکی تالیفات کی تعداد ۴۵ سے زیادہ ہے۔ آپکی ولادت ۵۸۹ ھ ق اور وفات ۶۶۴ ھ ق بغداد میں ہوئی۔ آپکا جنازہ نجفِ اشرف لے جا کر وہاں دفن کیا گیا۔ بحوالہ: ریحانۃ الادب والذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ۔

۲۹۔　ابوعلی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کا شمار بلند پایہ علماء، فقہا، مفسرین اور محدثین میں ہوتا ہے۔ شیخ ابوعلی نے شیخ الطائفہ طوسی کے بیٹے ابوعلی اور عبدالجبار رازی سے روایات نقل کی ہیں اور آپ کی روایات کے مجموعے میں صحیفۃ الرضاءؑ مشہور ہے۔ آپ نے شیخ عبداللہ دوریستی اور اپنے بیٹے شیخ حسن بن فضل مؤلفِ مکارم الاخلاق، ابن شہر آشوب مؤلف مناقب و معالم العلمآء، شیخ منتجب الدین مؤلف فہرست، شاذان بن جرائیل صاحب المناقب، قطب راوندی شارح نھج البلاغہ اور دیگر معاصر علماء سے روایات نقل کی ہیں۔ آپ' آپکا بیٹا اور نواسہ مؤلف مشکوۃ الانوار اور دوسرے عزیز تمام کے تمام مشہور علماء میں سے تھے۔

طبرسی کی تفاسیر درج ذیل ہیں: جوامع الجامع، مجمع البیان لعلوم القرآن، الکافی الشافی جبکہ علامہ طہرانی نے الوافی اور الوجیز کو بھی آپکی تفاسیر میں شمار کیا ہے۔

آپکی دوسری تالیفات میں الآداب الدینیۃ للخزانۃ المعینیۃ در اخلاق، حقائق الامور در اخبار، العمدۃ فی اصول الدین والفرائض والنوافل، کنوز النجاح در ادعیہ، اعلام الوریٰ باعلام الھدیٰ فی فضائل الائمۃ الھداۃ واحوالھم علیھم السلام۔

طبرسی ۵۴۸ ھ ق میں سبزوار میں اس جہانِ فانی کو وداع کہہ کر ملاءِ اعلیٰ کیطرف کوچ کر گئے۔ آپ زیادہ تر اسی شہر میں مقیم رہے۔ آپکی میت مشہد مقدس لے جا کر آپکو حضرتِ ثامن الحججؑ کے حرم مقدس کی قربت میں دفن کیا گیا۔

۳۰۔　ابوالخیر احمد بن علی بن احمد بن عباس بن محمد بن عبداللہ بن ابراھیم بن محمد بن عبداللہ

نجاشی ابن الکوفی اور نجاشی کے نام سے مشہور تھے۔ شیخ نجاشی مؤلفِ ''رجال'' پانچویں ہجری قمری کے وسطی دور کے معروف علماء سے تھے۔ آپکی کتاب 'رجال' سے شہیدِ ثانی اور سید ابن طاؤس جیسے جید علماء وفضلاء نے استفادہ کیا۔ آپکا علمی مقام اس قدر بلند ہے کہ علماء آپ کے اقوال کو دوسروں کے اقوال پر ترجیح دیتے تھے۔ آپ سید مرتضٰی علم الھدیٰ کے صاحب مقام شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ نے شیخ مفیدؒ، ہارون بن موسیٰ، محمد بن ہارون، احمد بن نوح سیرافی اور اپنے والد علی بن احمد، ابن الغھائری، احمد بن حسین اور چند دوسرے معاصر مشائخ سے روایات نقل کی ہیں اور بعض معاصر علماء نے آپ سے بھی روایات نقل کی ہیں۔ آپکی تالیفات میں کتابِ رجال، اخبار بنی سنسن، اخبار الوکلاء الاربعہ، اعمال الجمعہ، التعقیب، تفسیر القرآن، الحدیثان المختلفان، فضل الکوفہ، مواضع النجوم وغیرہ شامل ہیں۔ آپکی وفات ۴۵۰ ھ ق میں ہوئی۔ بحوالہ: ریحانۃ الادب و روضات الجناۃ، ھدیۃ الاحباب، مستدرک الوسائل اور خاندانِ نوبختی

۳۱۔ ابوعلی زرارہ بن اعین بن سنسن الشیبانی الکوفی امام محمد باقرؑ اور امام صادقؑ کے معتبر صحابیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ بتحقیق امام باقرؑ کے حواری اور امام صادقؑ کے قریبی دوست تھے۔ آپکا شمار ان افراد میں ہوتا ہے جن کے بارے کہا گیا کہ اگر یہ چار اشخاص نہ ہوتے تو نبوت کی باقیات کا خاتمہ ہو جاتا۔ تین دوسرے محمد بن مسلم، ابوبصیر لیث اور برید بن معاویہ ہیں۔ آپکی تالیف الاستطاعۃ والجبر خاصی شہرت کی حامل ہے۔ آپکی وفات ۱۵۰ھ ق میں ہوئی۔ خدا آپ پر رحمت کرے۔ بحوالہ: اعیان الشیعہ جلد ہفتم۔

# فہرست

اے کاش! میں جانتا کہ اس دوری نے آپکوؑ کہاں جا ٹھہرایا اور کس زمین اور کس خاک نے آپکوؑ اٹھا رکھا ہے، آپؑ رضوی میں ہیں، وادیٔ طوی میں یا کسی اور پہاڑ پر، یہ مجھ پر گراں ہے کہ مخلوق کو تو دیکھوں اور آپؑ کو نہ دیکھ پاؤں، نہ آپکیؑ آہٹ سنوں اور نہ سرگوشی، مجھے رنج ہے کہ آپؑ تنہا سختی میں پڑے ہیں، میں آپؑ کے ساتھ نہیں ہوں اور میری آہ وزاری آپ تک نہیں پہنچ پاتی، میری جان آپؑ پر قربان! آپؑ غائب ہیں مگر ہم سے دور نہیں، میں آپؑ پر قربان! آپؑ وطن سے دور ہیں لیکن ہم سے دور نہیں، میں آپؑ پر قربان! آپؑ ہر محب کی آرزو اور ہر مومن و مومنہ کی تمنا ہیں، جسکے لئے وہ گریہ وزاری کرتے ہیں، میں آپؑ پر قربان! آپؑ وہ عزت دار ہیں جن کا کوئی ثانی نہیں، میں قربان! آپؑ وہ قدیمی نعمت ہیں، جس کی مثل نہیں،

اے احمدِ مجتبیٰؐ کے فرزند! آپؑ کے پاس آنے کا کوئی راستہ ہے؟

اے یوسفِ زہرا (س) و جگر گوشۂ نرجس (س)!

کب وہ وقت آئے گا جب آپؑ کی فتح کا پرچم لہراتا ہوگا اور آپؑ سب کے امام ہوں گے؟

اور ہر زبان پر جاری ہوگا "الحمد للہ رب العالمین"